UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226267
UNIVERSAL
LIBRARY

TEXT FLY WITHIN
THE BOOK ONLY

ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظلمین من انصار

رسالہ دربیان حالات وسوانح عمری آنریبل سید احمد خان بہادر مع

ردّ نیچریہ

و بیان لیاقت و علم و دانش مولوی سید مہدی علی خان بہادر معتمد مالگذاری

در مطبعۂ تائید اسلام و مسلمانان دکن طبع شد

مطبع فیض محمدی میں چھپا

فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین

جواب

باصواب

خط مولوی سید مہدی علی معتمد مالگذاری مدار المہام سرکار نظام

جسکو مولوی صاحب موصوف نے بنام حاجی اسمعیل خان صاحب کے

سید احمد خان بہادر کی یادگار کے بارمین لکہا تہا اور جسمین

تمام مسلمانون اور اسلام کی توہین کی تہی اور مولویون

اور مشایخون کو احمق اور بیوقوف

بنایا تہا

مولفہ

ناصر الدین محمد

در مطبع جماعت تائید اسلام مسلمانان دکن مطبوع شد

اخبار علی گڈہ انسٹیٹیوٹ مطبوعہ ۲۳ جولائی ۱۸۸۱ء نمبر ۵۹ مین ایک خط محررہ مولوی سید مہدیعلیصاحب بنام حاجی اسمعیل خانصاحب رئیس دتاولی میری نظر سی گذرا جسمین اول سے لیکر اخیر تک سید احمد خانصاحب کے فضایل اور سوانح عمری کا تذکرہ ہی گویا اون کی ایک مختصر لایف ہی مگر چونکہ راقم مضمون نے اسمین کمال افراط و تقریظ اور ابہام و تغلیط کی ہی اسواسطے مین چاہتا ہون کہ حسبتہً للہ خط مذکور پر ایک مضمون بطور ریویو لکھون جسکے دیکھنے سے سچا سچا اور واقعی حال سید احمد خانصاحب کا ظاہر ہو جاوی اور عوام جو اصل حال سی مطلع نہین ہین غلطی اور اشتباہ سے محفوظ رہین اور اوسکے ذیل مین کیفیت لیاقت اور استعداد راقم مضمون کی بہی ظاہر کی جاوی

واضح ہو کہ راقم مضمون یعنی مولوی سید مہدیعلیصاحب نے جب سے ریاست حیدرآباد سے تعلق ملازمت پیدا کیا تہا اپنی زبان اور قلم کو ایسے خطوط اور مضامین کے انشا سے یکسر روک لیا تہا اور ضرور یہ امر بعضی مصالح کی وجہ سے ہوگا لیکن اب پہر مولویصاحب موصوف نے ایک مدت کے بعد اپنی قلم کو اس میدان مین جولان دیا ہے اس لئی ہمنے بہی حق و باطل کے امتیاز کے لئے قلم اٹھایا پس ناظرین کو یہ بات معلوم رہی کہ ابتدا اسکی مولویصاحب کے طرف سے ہی

ہماری بعضی ناظرین کو ضرور یہ شبہہ پیدا ہوگا کہ مولویصاحب موصوف

سے نے کچھہ بحث و مناظرہ کی بنا نہین ڈالی بلکہ ایک خط خانگی اپنی ایک دوست کو روانہ کیا پھر اوسپر ردّ و قدح کرنا اور ریویو لکھنا کیا مناسب ہی مگر ہم اونکی تشفی کے لئے یہ ظاہر کرتے ہین کہ مولویصاحب کا یہ خط اور خانگی خطوط کی طرح نہین ہی بلکہ بطور ایک نصیحت نامے کے ہی جسکی عام تبلیغ اور اشاعت مولویصاحب کو منظور تھی اور اسی وجہ سے وہ خط اخبار مین چاپ اور مطبوع کیا گیا اور اسکے دیکھنے سے راقم کا مقصد بھی یہی ظاہر ہوتا ہی کہ عامہ مسلمین سید احمد خانصاحب کی شکر گذاری اور اونکی یادگار قایم کرنے پر مستعد ہون اور بجای اسکے کہ وہ سید احمد خان کو ایک ملحد بے دین بیخ کن اسلام سمجھتے ہین ایک سچا رفارمر اور ہادی اور مرشد اور خیر خواہ انام سمجھین پھر ایسے خط پر جسکا اصلی مقصد اس قسم کا عام ہو ریویو لکھنا اور اوسکے اغلاط کو ظاہر کرنا ہر عاقل اور باریک بین کا اصلی منصب بلکہ فرض ہی مولویصاحب موصوف نے اس مضمون مین بے ضرورت چند مقامات پر کئی انگریزی لفظون کا استعمال کیا ہی اور الفاظ یہ ہین آڈ بارر۔ لیڈر۔ رفارمر۔ آرٹیکل۔ کولنملرآنریبل سائنس۔ پروفیسر۔ بارٹسل لا۔ رفارم۔ اسٹینڈرڈ۔ چارٹر۔ جیالوجی۔ تہٹیر پارک۔ میوزیم۔ ہیڈنگ قطع نظر اسکے کہ ان الفاظ کا استعمال اپنی اپنی موقع اور محل پر ہوا ہے یا نہین جسکو ہم آیندہ بیان کرینگے ہم یہ کہنا چاہتے ہین کہ مولویصاحب موصوف کو ان انگریزی الفاظ کے لانے سے کیا مقصود تھا کیا ان کے مقابل مین مولویصاحب کو اردو اور فارسی اور عربی کے الفاظ نہین مل سکتے تھی اور غالبًا ایسے مضمون مین جو عام کی تعلیم اور ہدایت کے لئے لکھا جاوے علی الخصوص

ایسی ملک مین جہان کی زبان ایک علیحدہ اور جداگانہ زبان ہو ایک غیر زبان کے الفاظ بے ضرورت اور بے محل استعمال کرنا نہایت مستکرہ اور مذموم ہی مگر چونکہ مولویصاحب نے اس طریقہ مذمومہ کو محمود سمجھکر اوسکا استعمال کیا اس لئے ہم بہی اگر بضرورت چند انگریزی الفاظ کا اس مضمون مین استعمال کرین تو ناظرین معاف فرماوین جہان تک مین مولویصاحب کا حال جانتا ہون مین اپنے علم ویقین سے کہہ سکتا ہون اور یقین ہی کہ اور لوگ بہی جنکو مولویصاحب سے ملاقات ہی اس امر کی تصدیق کرینگے کہ مولویصاحب انگریزی زبان اور علوم سے محض ناواقف اور نابلد ہین یہان تک کہ پہلے درجے یعنی فسٹ کلاس کی لیاقت بہی جو ادنی ادنی اسکول کے بچون اور شاگردون کو حاصل ہوتی ہے نہین رکہتے پہر ان الفاظ کے لانے سے اور انکی بے ضرورت اور بے محل استعمال کرنے سے مولویصاحب کی نیت یہی معلوم ہوتی ہی کہ لوگ مجہکو انگریزی دان سمجہین۔

یہہ مطلب اور مقصد پورا ہوتا نظر نہین آتا اس لئے کہ دو چار انگریزی لفظون کے استعمال سے اور ان کے بی محل اور بے ضرورت بولنے سے ہرگز لیاقت اور قابلیت اوس زبان کی معلوم نہین ہوتی بلکہ بعض لائق اور قابل کہنی کے لوگ ایسے شخص کو چہچورا اور رہلکا اور سفیہ جانتے ہین۔

یہہ تو مولویصاحب کی انگریزی کا حال ہی اب فارسی کو دیکہئے کہ سوالوں کا استفسار اور دہوتیا رسید کی ایک خط فارسی کا درست اور موافق محاورہ کے مولویصاحب لکہہ نہین سکتے علی ہذالقیاس عربی کا بہی یہی حال ہی کہ دو چار شعر یا مثلین عربی کی یاد کرلی ہین باقی لیاقت بجز کیا ممکن ہی کہ کوئی کتاب یا قصیدہ عربی زبان مین

لکھہ سکین البتہ دفتری لیاقت شاید مولویصاحب کو ہو مگر اوسکا حال بہی معلوم ہو گیا ہی کہ مولویصاحب نے دفتر سرکاری کو بھی نہایت ابتر کر رکھا ہی پر ہمکو ان باتون سے غرض نہین ہے یہہ امر سرکار سے متعلق ہے کہ وہ اپنے دفتر کے نگرانی کرے جب یہہ حال مولویصاحب کی لیاقت اور قابلیت کا ہی تو یہہ علوم اور سائینس کو کیا جانین اس لئے کہ علوم قدیمہ مشرقیہ عربی زبان مین اور علوم جدیدہ مغربیہ اکثر انگریزی زبان مین ہین ہان شاید مولویصاحب کو فطری یا نیچری لیاقت اور قابلیت ہو جیسے اون کی ممدوح سید احمد خانصاحب کو ہی چنانچہ آپ اس خط مین لکھتی ہین کہ سید احمد خان کی تعلیم کسی علم یا کسی زبان مین اعلی درجے کی نہین ہوئی نہ وہ علوم مشرقیہ کے لحاظ سے عالم و فاضل ہین نہ یورپین سائینس کے اعتبار سے پروفیسر باڈ اکثر ہیر کیا ہین بے علم اور امی اور اسیوجہ سے ضرور ہی کہ اونکی حواریین بہی ان پڑہ اور بی تعلیم ہون اور صرف فطرتی لیاقت اور استعداد رکھتی ہون ماشاء اللہ چشم بد دور —

افسوس ہی کہ مولویصاحب کو اتنا بہی معلوم نہین ہی کہ انسان اپنی فطرت مین محض ان پڑہ اور بے علم ہوتا ہے اور جب تک اسکی تعلیم و تربیت نہ ہو ممکن نہین ہی کہ وہ اپنی ضروری حوائج کو بہی رفع کر سکے چہ جائیکہ علوم و فنون حاصل کر لیوے اگلے اور پچھلے سب حکیمون کا اس بات پر اتفاق ہی کہ انسان جسقدر تعلیم و تربیت کا محتاج ہے اوس قدر کوئی حیوان نہین ہی بلکہ حیوانات کو اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک فطری لیاقت اور استعداد عطا فرمائی ہی جو انسان

کو نہین دی ہر ایک کتی کو تیرنا آتا ہی ہر ایک مرغی کے بچہ کو جس روز وہ انڈے سے نکلتا ہی چگنا اور کھانا آجاتا ہے ہر ایک مچھلی کو جس روز وہ پیدا ہوتی ہی پانی مین چلنا اور اپنا طعمہ حاصل کر لینا آتا ہی کیا انسان کے بچے کو یہہ باتین اصل فطرت اور طبیعت سے آسکتی ہین جب تک اوسکو تعلیم نہ ہو۔

غرض کہ انسان کا محتاج ہونا تعلیم و تربیت کے طرف ایک ایسا بدیہی مقدمہ ہی جسکا کسی عاقل نے اب تک انکار نہین کیا۔

بعض ناواقفون کو یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ بعض آدمیون نے عمدہ عمدہ علوم اور فنون اور کمالات مین لیاقت پیدا کی تھی جو اسکے اقوال اور افعال اور سوانح عمری کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہی حالانکہ اونکی تعلیم و تربیت نہین ہوئی تھی یہہ شبہہ محض جہالت اور لاعلمی کے وجہہ سے پیدا ہوا ہی اس لئے کہ تعلیم و تربیت کے صرف یہی معنی نہین ہین کہ کسی اوستاد سے اسکول مین سبقا سبقا کتابین علوم و فنون کی پڑھین جسکو عوام کی نظر مین تعلیم کہتے ہین بلکہ تعلیم کی بہت طریقے ہین کتابین پڑہنا علم کے باتین سننا آنکھون سے مشاہدہ کرنا تجربہ کرنا یہہ جو عوام مین مشہور ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ان پڑہ تھی اسکے یہ معنی ہین کہ آپ نے کسی اسکول یا مدرسے مین تعلیم نہین پائی تھی نہ یہہ کہ آپ کی تعلیم ہی نہین ہوئی تھی بلکہ اللہ تعالے نے بلا واسطہ اور بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آپ کی تعلیم کی اور آپ نے تجربے سے مشاہدہ سے فکر و نظر مطالعہ سے اکتساب سے مجاہدہ اور ریاضت سے بہت سی علوم اور فنون کو حاصل کیا

وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما
وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان اگر
ان آیتون کو مولویصاحب دیکھتے تو صاف سمجھ لیتے کہ اللہ تعالے اپنے پیغمبر
کے طرف خطاب کرکے فرماتا ہے اوتاری اللہ نے تجھپر کتاب اور حکمت اور تعلیم
دی تجھکو اون علوم کی جنکو تو نہین جانتا تہا اور اللہ کا بڑا فضل تجھپر ہے ہم نے
تیری طرف اپنی حکم سے فرشتے کو بہیجا اس سے پہلے تو نہین جانتا تھا کتاب کیا ہی
اور ایمان کیا ہے۔

اور ظاہر ہی کہ انبیا بہی انسان ہین اور تمام لوازم انسانی ہین اور انسانون
کے برابر ہین فرق یہی ہی کہ انسان اور انسانون سے تعلیم پاتے ہین اور پیغمبر اللہ
جل جلالہ کے طرف سے تعلیم پاتے ہین لیکن سب تعلیم و تربیت کے محتاج ہین۔

ہم جانتے ہین کہ مولویصاحب نے صرف فطری لیاقت کو انسان کی قابلیت
اور شایستگی کے لئی کافی سمجہا اور اسکی وجہ یہہ ہی کہ مولویصاحب نبی اور غیر نبی مین
کچھ فرق نہین کرتے اور چاہتے ہین کہ اسی مغالطے سے معاذاللہ سید احمد خان کو
رسول خدا صلعم کیطرح عالم اور کامل سمجہین اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ مولویصاحب
اسی مضمون مین فرماتے ہین مگر اس شخص خاص کے بارے مین تو اوسکے افعال
اوسکی سنجب کی تصدیق کرتے ہین عامہ مسلمین پر شفقت وسعت اخلاق اعلاء
کلمۃ اللہ کی فکر اور الہیت جو دادا مین تہی سو پوتی مین ہے جو نانا مین تہی
سو نواسے مین ہی انتہی معاذاللہ یہ کلمات کیسے بیباکی اور گستاخی سے لکھی گئی ہین

اگر صرف فطری لیاقت انسان کی شائستگی کے لئے کافی ہو اور تعلیم و تربیت کی احتیاج نہ ہو تو انبیا کو کوئی مزیت اور فضیلت ایک اچھے صحیح دماغ والے شخص پر نہیں نکلتی اور سلسلہ نبوت بھی ختم نہیں ہوتا اور ہر ایک شخص صحیح دماغ والا فطرت سلیم رکھنے والا پیغمبر ہو سکتا ہے سبحان اللہ اگر بعض صاحب یہ اعتراض کریں کہ مولویصاحب کا مطلب بھی تعلیم و تربیت سے یہی ہے جو عوام میں ہے یعنے اسکول اور مدرسوں میں پڑھنا اور غرض یہہ ہے کہ سید احمد خان نے اس ذریعہ خاص سے تعلیم نہیں پائی لیکن اور ذرایع سے جیسے مطالعہ اور مشاہدہ اور فکر و رویت اور مجاہدہ اور ریاضت سے علوم حاصل کئے ہیں تو ہم کہیں گے کہ یہ اعتراض غلط ہے اس لئے کہ مولویصاحب خود آگے چلکر اسی مضمون میں لکھتے ہیں دنیا میں لوگ مجاہدہ و ریاضت سے فکر و رویت سے مطالعہ و اکتساب سے معلومات کو بڑھا کر ذہن کو تیز خیال کو وسیع نظر کو غایر بنا لیا کرتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں پر حکیم کا اطلاق کیا جاتا ہے لیکن یہ تصنع اور تکلف اور آورد ہے اور سید احمد خان کی حالت خلقت جبلت اور آمد و شتان بینہما اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد خان کا ڈھنگ تمام دنیا سے نرالا ہے اگلے اور پچھلے کسی حکیم کو نصیب نہیں ہوا بلکہ معاذ اللہ انبیا پر بھی تفوق رکھتے ہیں اس لئے کہ پیغمبروں نے مطالعہ اور مشاہدہ اور فکر و رویت اور مجاہدہ اور ریاضت و اکتساب سے بہت سے علوم حاصل کئے ہیں مگر سید احمد خان کو ان ذرایع کی بھی احتیاج نہیں ہوتی ہم جانتے ہیں کہ مولوی سید مہدیعلیصاحب ایسے نادان نہیں ہیں جو ان باتوں کو نہ سمجھیں مگر اسی خیال سے کہ سید احمد خان کی تعریف سے مولویصاحب کو

کچھہ دنیاوی فوائد اور منافع حاصل ہون گے مولویصاحب نے چشم بصیرت کو بند کر لیا ہی اور ایک دروغ بے فروغ کا وبال قیامت تک اپنی گردن پر اوٹھا لیا ہے اگر کوئی عاقل چشم بصیرت سے دیکھے تو معلوم کر لیگا کہ خود مولویصاحب کے کلام سے یہ بات ثابت ہی کہ سید احمد خان کی تعلیم نہ اسکولون اور مدرسون مین ہوئی ہے نہ اونہون نے اور کسی طرحسے اکتساب کیا ہی نہ اگلے حکیمون کی طرحسے تجربہ اور مشاہدہ کیا ہے نہ غور و فکر کیا ہے نہ مجاہدہ اور ریاضت کی ہے نہ کتابون کا مطالعہ کیا ہی پھر اون کی علمی حالت کیسی خراب اور افسوسناک ہو گی جبہر قیامت تک لوگ تاسف کرتے رہینگی اور اون کے اقوال کو بنظر حقارت دیکھین گے اور انکی تصنیفات کو ایک جاہل بے علم کی خرافات کیطرح تصور فرماوینگے اگر درحقیقت غور کیجیے تو یہ خط مولویصاحب کا سید احمد خان سے ایک قسم کا تمسخر ہی)

مولویصاحب فرماتے ہین کہ سید احمد خان کو نظر استحسان کیساتھہ دیکھنے والے یعنی اونکے اڈمایرر اب بہی سیکڑون ہزارون ہین اور یقینا ایک دن آنیوالا ہے کہ اس عجیب و غریب شخص کو سارے مسلمان کلہم اجمعون بلا خلاف اپنا لیڈر رفارمر خیر خواہ اور حامی التسلیم کرینگے انتہا مین یہ کہتا ہون کہ سید احمد خان کو نظر استحسان کے ساتھہ دیکھنی والے اگر سیکڑون اور ہزارون ہین تو نظر استہجان کے ساتہہ دیکھنی والے لاکھون اور کرورون ہین اور آپ نے یہہ کہان سے معلوم کیا کہ یقینا ایک دن آنیوالا ہے جب ساری مسلمان کلہم اجمعون اس عجیب و غریب شخص کو بلا خلاف لیڈر اور رفارمر تسلیم کرینگے اس لئے کہ آیندہ کا حال بجز علام الغیوب

لے کسی کو معلوم نہین ہی وما تدری نفس ماذا تکسب غدا پر آپ نے خیال
نہین کیا اور جو یہ پیشین گوئی بقرائن ہی تو یقیناً کے لفظ کا استعمال محض
بے موقع اور بے محل ہی شاید آپ کے نزدیک ظن اور قیاس اور تخیل کا نام
یقین ہی علاوہ اسکے یہ امر بلحاظ قرائن ہی لغو بلکہ ناممکن الوقوع معلوم ہوتا ہی
اس لیے کہ ساری مسلمانون نے کلہم اجمعون بلا خلاف ابتدائی اسلام سے لیکر اب
تک باستثنائی حضرت رسالت مآب کسیکو اپنا لیڈر رفارمر نہین سمجھا خلفائی راشدین
سے لیکر صحابہ کرام اور ائمہ عظام اور سلاطین اسلام تک اگر دیکھیے تو کوئی شخص ایسا
نہ نکلے گا جو سارے مسلمانون کے نزدیک بلا خلاف مقتدی اور رہنما اور امام ہو
پھر جو امر تیرہ سو برس سے لیکر آج تک مسلمانون مین نہین ہوا اوسکے پیشین گوئی
کرنا اور وہ بھی جزم اور یقین کے ساتھہ آپ ہی کا کام ہی آپ نے سید احمد خان
کو جو ایک عجوبہ قرار دیا اور اونکے نسبت عجیب و غریب کا اطلاق کیا یہ بھی ایک
تعجب خیز ہی شاید اون کی شکل عجیب و غریب ہی یا اونکی حالت عجیب و غریب ہی
بیشک حالت تو اونکی عجیب و غریب ہی کہ بغیر تعلیم و تربیت کے تمام مسلمانون کے
لیڈر اور رفارمر بن گئے اس سے زیادہ عجیب کیا ہی (سید احمد خان نے ہمارے
نزدیک جو عجیب کام کیا ہی وہ یہہ ہے کہ بار تکالیف لوگون کی گردن سے اوٹھا دیا
اور یہ امر آیندہ کے لئے امتنان اور شکر گذاری کا باعث نہ ہوگا اس لئے کہ قرامطہ
نے بھی پیشتر یہی کام کیا تھا مگر مسلمانون نے اب تک اونکا احسان نہین مانا بلکہ
بعوض شکر گذاری کے ذلت اور خواری اور لعنت اور پھٹکار سے اونکا تذکرہ کرتے
ہین یقین ہی کہ سید احمد خان کا بھی یہی انجام ہوگا) —

مولویصاحب فرماتے ہین کہ یادگار سید احمد خان اگرچہ کہنے کو دو لفظ ہین مگر دلالت کرتے ہین ایک بڑی مبسوط اور وسیع مضمون پر جسکا پوری طور پر ادا کرنا بڑی صنعت چاہتا ہی اور بڑی استعداد اور افسوس ہی کہ مین اوس سے محروم ہون اور اوس مین قاصر خیاب من۔ ارشاد فرمائیے کہ یہ دلالت کس قسم کی دلالت ہی مطابقی ہے یا تضمنی یا التزامی اور ان دو لفظون مین اتنی بڑی کتاب کیونکر گھس گئی ہی جسکی تالیف اور انشا سی آپکا ذہن قاصر اور محروم ہی اور اگر آپ کو تعلیمی استعداد نہین ہی تو آپ فطری استعداد سی کیون نہین مدد لیتی جو آپ کے ممدوح کو حاصل ہوی ہی اور جسکی وجہ سے وہ عجوبہ روزگار بن گئی ہین۔

مولویصاحب فرماتے ہین جو شخص یادگار سید احمد خان کی ہیڈنگ کو دیکھیگا وہ ضرور جاننا چاہیگا کہ سید احمد خان کون شخص ہی اور اوس نے ایسا کونسا نام و نمود کا کام کیا ہی جسکے صلے مین وہ یادگار کا مستحق سمجھا جاوی انتہی جناب من یادگار سید احمد خان کے ان دو لفظون کی دلالت ایک وسیع اور مبسوط مضمون پر موجود ہی تو پھر اوسکو کیا احتیاج ہی کہ آگے مضمون کو وہ دیکھی اور جو ان لفظون سے یہ ہی معلوم نہین ہوتا کہ سید احمد خان کون شخص ہی تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ یہ دو لفظ دلالت کرتے ہین ایک بڑے مبسوط اور وسیع مضمون پر لغو اور غلط ٹھرا۔

پھر مولویصاحب فرماتے ہین اگرچہ علم بالانساب علم مظنون ہی مگر اس شخص خاص کے بارہ مین تو اوسکے افعال اوسکی نسب کی تصدیق کرتے ہین۔ جناب من یہ قاعدہ آپ نے کہان سی نکالا کہ جسکے افعال اچھے ہون وہ شریف النسب ہی اور سید ہی

اور سبکے افعال بُرے ہون وہ رذیل النسب اور جولاہا ہے اگر آپ تاریخ کی کتابون
کو دیکھتے تو ہرگز ایسا نہ فرماتے اعمال و افعال کے حسن و قبیح سے نسب پر کوئی استدلال
نہین ہو سکتا ہزارون شریف پاجی ہوگئے ہین اور سیکڑون پاجی شریف سلاطین
بو ہیہ پر آپ نے وہیان نہین کیا پروس اور یوحنا کو نہین دیکھا وہ سب ماہی گیر
تھے کہترا ابن ملکہ روس اوسنے سولجر کی جورو تہی نپولین اعظم اٹالیہ کے ایک
مفلس کا بیٹا تھا نادرشاہ ایک پوستین دوز کا لڑکا تہا عمرولیث ایک ٹہٹیرے
کا فرزند تہا۔ ٹیپو سلطان ایک نایک کا لڑکا تہا رنجیت سنگہ اور ہری سنگہ
دونون قوم کے بنیئے تھے آیم گمبٹیا جو اب تک فرانس کا وزیر ہے ایک ضمیس
کا فرزند ہے علی بادشاہ جو سابق روم کے وزیر اعظم تھے ایک عطار کے لڑکے تھے
خود آپ کے خواجہ تاش مولوی مشتاق حسین صاحب ایک مضمون مین فرماتے
ہین کہ جتنے گھسیارے دہینے جولاہے دہلی کے پرانے قلعہ مین ہین وہ بادشاہان
تغلق کی اولاد مین سے ہین اسی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ سید احمد خان شاید
قوم کے دہینے یا جولاہے اور کسی کایت یا کرسٹن کی اولاد مین ہون اور سید
بن گئے ہون اور اگر اعمال و افعال سے آپ نسب پر استدلال کرنیکو صحیح اور
قابل اعتبار سمجھتے ہین تو ہم کہتے ہین سید احمد خان کے اعمال و افعال اون کی
سیادت کی نفی کرتے ہین لندن کو جانا اور مکہ مدینے کی طرف التفات نکرنا اپنے
نانا کی شریعت کو باطل کرنا اسلام کے مراسم قدیمی کو اوٹہا کر نصاری کے معمولات
پر سرا ثبت کرنا نماز روزہ سب چٹ کر دینا اگلے مسلمانون کو برا کہنا اپنے نانا کی

نصایح اور اقوال کو بے اعتبار سمجھنا مسلمانون کو حقیر سمجھنا انگریزون کی خوشامد اور تعظیم کرنا یہ سب امور دلالت کرتے ہین نسب کی امیزش پر اور احتمال ہی کہ مادری سلسلہ درست ہو لیکن پدری سلسلے مین کچہہ خیانت ہوگئی ہو اور اسی قبیل سے خود مولویصاحب کی سیادت مین بھی شبہہ ہوسکتا ہی واللہ اعلم

پہر مولویصاحب سید صاحب کی اوصاف جمیلہ مین فرماتے ہین عامۂ مسلمین پر شفقت وسعت اخلاق اعلاء کلمۃ اللہ کی فکر اور للّٰہیت جو دادا مین تہی سو پوتے مین ہی جو نانا مین تہی سو نواسے مین ہی مین یہ کہتا ہون کہ مولویصاحب نے ان چارون اوصاف مین سید صاحب کو جناب رسالتمآب اور حضرت علی مرتضی کے ہمسر قرار دیا حالانکہ یہ محض دروغ بے فروغ ہے سید صاحب مین ان اوصاف مین سے ایک شمہ بھی نہین ہی چہ جائیکہ ان حضرات کی برابری کا خیال کیا جاوے عامۂ مسلمین پر شفقت جب ہوتی کہ سید احمد خان غربا اور مساکین اور یتامی سے محبت اور اخلاص سے پیش آتے دنیا دارون اور یوروپ کے سردارون کے طرف التفات نہ کرتے جیسی جناب نبوی اور مرتضوی کا حال تہا کہ غریبون کی طرح اوقات بسر کیا کرتے اور ان کے ساتھہ بیٹھتے اور ان کے ساتھہ کھانا کہاتے برخلاف اوسکے سید احمد خان اور اونکی حواریین کا یہ حال ہی کہ غریب مسلمان کو چمار کے برابر بھی نہین سمجھتی اوس سے بات کرنا یا مخاطب ہونا تو کیا اوسکو پاس بٹہانا ننگ و عار سمجھتی ہین انگریزون اور جنٹلمینون سے جو دنیا دار ہون مصاحبت رکھنا

اپنا وقار سمجھتی ہین پھر کس مونہہ سے عامہ مسلمین پر شفقت کا اور اخلاق نبویہ کا
ادعا کرتے ہین چہ نسبت خاک را با عالم پاک کجا عیسی کجا دجال ناپاک وسعت
اخلاق کا حال بہی اس سے معلوم ہوا اب اعلاء کلمۃ اللہ کا حال دیکھیے جتنے ارکان
اسلام تھے سبکو آپ نے لغو اور فضول قرار دیا نماز کو اوٹھہ بیٹھہ روزے کو فاقہ
کشی حج کو تیرتھہ کے ساتھہ تعبیر کیا بلکہ لندن کا جانا حج سے بہتر اور اوسے سمجھا
جہاد جو ذریعہ اعظم اعلاء کلمۃ اللہ کا تہا اوسکو ناجایز قرار دیا توحید جو سب سے
مقدم اور سب سے ضروری اسلام کا رکن ہی جسکو مولویصاحب بہی آگے بیان
کرینگے اوسکو بہی آپ نے ضروری نہ سمجھا چنانچہ آپ تہذیب الاخلاق کے ایک
پرچے مین فرماتے ہین ہمارے نزدیک یہودی نصرانی ہندو پارسی سب مسلمان
ہین بلکہ خدا کا منکر بہی مسلمان ہی پس ایسے مسلمان کی تفسیر سید احمد خان سے
پوچہنا چاہیئے کیا مقصود ہی اگر یہی اعلاء کلمۃ اللہ ہی تو ایسے اعلاء کو دور ہی سی
سلام ہے اب للہیت کو ملاحظہ فرمایئے کہ اسوا اپنی مطلب کے اللہ کی خوشی اور
رضامندی سے آپ کو غرض ہی نہین ہی اگر سوا اپنے ذریعے کے اور کہین کوئی
نیک کام ہو تو اوسمین آپ شریک نہین ہوتے بلکہ آپ کی حواریین بہی آپ
ہی کی تقلید سے اوسمین شریک ہونیسے انکار کرتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ سید احمد خان نے نیک کامون کا ٹہیکہ لیا ہی اور سوا ان کے کوئی نیک
کام نہ کرے اور نہ اور کسی کی ناموری ہو پہلے مجھے بہی گمان تہا کہ سید احمد خان
اور ان کے حواریین خیر بد اعتقاد سہی لیکن رفارمیشن اور قومی کامون مین

تو شریک ہونیکو مستعد ہین مگر دو تین بار کے تجربے سے یہ خیال غلط نکلا اور معلوم ہوا کہ سید احمد خان کا منشا یہ ہی کہ جو کام مین نے کیا ہی اوسی مین ترقی ہو اور اون کے حوا ریین یہ چاہتے ہین کہ سید احمد خان کے سوا اور کوئی شخص اگر کسی قومی کام کی بنا کرے تو اوسکی اعانت اور امداد کے عوض درپے اوسکی تباہی اور تخریب کے ہون سبحان اللہ للہیت اسی کا نام ہی اور شاید سید احمد خان کے دادا اور نانا مین یہی للہیت تھی اسوجہ سے ہم اون کی سیادت مین شبہہ کرتے ہین بلکہ اون کے افعال سے اونکا دادا اور نانا کسی اور کو جانتے ہین (اور اگر بفرض محال گو دل نہین راضی ہوتا ہم اون کو سید تسلیم کرین تب بہی کیا فایدہ کیا سید ناخلف نہین ہوتے جیسے اولاد کنعان مخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتاب یا خذون عرض ہذ الادنے الایہ ایسی ہی سید کی شان مین شایان ہی منشی محب حسین صاحب نے جب معلم کا پرچہ محض قومی خیرخواہی کے لئے جاری کیا اور ان کو یہ خیال آیا کہ سب سے زیادہ سید احمد خان اس پرچے کے قدر دان ہونگے اور اسکی اعانت اور امداد کرینگے اور اسی خیال سے انہون نے ایک پرچہ سوسائٹی مین اور ایک پرچہ خاص بنام سید احمد خان روانہ کیا لیکن سید صاحب نے اوسکے دام دینا تو کیا اوسکا بدلنا بھی تہذیب الاخلاق سے منظور نہ کیا حالانکہ اگر سچ پوچھیے تو معلم کی علمی اور اعلی درجے کی مضامین کے سامنے تہذیب الاخلاق ایک ردی کاغذ سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔

اسی طرح سے جب چندہ بیوگان مسلم ہوا تو سید احمد خان نے اوسمین کچھہ توجہ

نہ کی البتہ ایرلنڈ کے چندے پر بڑے زور و شور سے قایم ہو گئی۔

اسی طرح سے جب نہر زبیدہ کا چندہ ہوا تو اوس مین سید صاحب نے اور ان کے حوارییں نے ایک پیسہ نہ دیا اس سے سید صاحب کی للّہیت جیسے کچھ ہے ظاہر ہوتی ہے

پھر مولویصاحب فرماتے ہین خدمات سرکاری مین یہ شخص بتدریج و باستحقاق پہونچا اوس مرتبہ عالی پر کہ وہ منتہاے ترقی ہے سی ایس آئی ہوا آنریبل ہوا ویسرے کا کونسلر ہوا و فی ذلک فلیتنافس المتنافسون سبحان اللہ کیا سچا مضمون ہی جناب من یہ ارشاد فرمایئے کہ مرتبہ عالی کا منتہی وہی ہی جو سید احمد خان کو حاصل ہوا اور کیا مسلمانون کی ترقی کا ذرہ مقصوی آپ کے فہم مین یہی ہے کہ کسی ضلع یا پرگنہ کے جج ہو جاوین اور ہزار روپیہ ماہوار کی تنخواہ ہو جاوے اگر آپ نے تاریخ کو دیکھتے تو ہرگز ایسا ارشاد نہ فرماتے مسلمانون نے بادشاہت اور وزارت اور نیابت سب کچھ کی ہی اور اب تک مسلمان بادشاہ اور وزیر اور نواب سیکڑون موجود ہین اور جو آپ کا یہ مطلب ہی کہ سرکار انگریزی کی خدمات مین یہ شخص منتہای ترقی پر پہونچا تو یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ خدمات سرکار انگریزی کا منتہی ہین ہے بلکہ یہ اوسنے درجے کی ہے کلکٹری اور کمشنری اور جوڈیشل کمشنری اور لفٹنٹی اور گورنری اور کمانڈری سیکڑون خدمتین ہین جو اس سے ہزار درجے اعلی ہین پھر سید احمد خان کو وہ کہان نصیب ہوئین صرف سی ایس آئی کے ہو جانے سے یہ دماغ ہو گیا اب بھی ہندوستان مین کئی اشخاص ہین جو سرکار انگریزی کے عہد دولت مین جی سے ایس آئی اور اس سے زیادہ الفاظ کیسے طلب مین

دنی ذلک فلیتنافس المتنافسون خاص جنت کے نعما اور لذائذ مین ھارو ہین مگر آپ لوگون کی جنت بمقتضی الدنیا سجن المومن وجنتہ الکافر یہی ہے اس لئے اس آیت کو آپ نے اس محل اور موقع پر استعمال کیا پھر مولوی صاحب فرماتے ہین یہہ سچ ہی کہ سید احمد خان کی تعلیم کسی علم یا کسی زبان مین سبقًا سبقًا اعلی درجے کی نہین ہوئی نہ وہ علوم شرعیہ کے لحاظ سے عالم و فاضل ہین اور نہ یورپین سائینس کے اعتبار سے پروفیسر یا ڈاکٹر مگر ہمارے زمانے مین سید احمد خان اس بات کا ثبوت ہین کہ جس شخص کو فطرت دماغ صحیح اور ذہن سلیم عطا ہوا ہو دنیا کو اوسکے طبعزاد خداداد اور خودرو خیالات کسقدر فایدہ پہونچا سکتے ہین اوپر اسکا جواب گذر چکا کہ انسان کی تہذیب اور شایستگی تعلیم اور تربیت پر موقوف ہے اور سید احمد خان کی جب تعلیم و تربیت نہین ہوئی اور نہ وہ عالم و فاضل ہین نہ پروفیسر اور ڈاکٹر تو انکے خودرو خیالات جو بغیر مشاہدہ اور فکر اور تجربے کے ہین عقلا کے نزدیک خرافات ہین اور علما کے نزدیک خزعبلات اور جیسے ان خودرو خیالات سے احتمال فایدے کا ہے اوس سے زیادہ اون سے ضرر اور نقصان کا گمان ہے چنانچہ ہم اس بحث کو آیندہ بیان کرینگے۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہین دنیا مین لوگ مجاہدہ اور ریاضت سے فکر و رویت سے مطالعہ اور اکتساب سے معلومات کو بڑہا کر ذہن کو تیز خیال کو وسیع نظر کو غایر بنا لیا کرتے ہین اور ایسے ہی لوگون پر حکیم کا اطلاق کیا جاتا ہے لیکن یہہ تصنع اور تکلف اور آورد ہی اور سید احمد خان کی حالات خلقت جلبب اور آمد و شتان بینہما و ما التکحل فے العینین کالکحل اس دعوی کا ثبوت کیا ہے کہ سید احمد خان بدون تعلیم اور

اور تربیت اور مشاہدہ اور فکر و رویت اور مجاہدہ اور ریاضت اور مطالعہ الکتاب کے
تمام اگلے حکیمون اور عاقلون سے بڑہ گئی ہین تعجب ہی کہ آپ سید احمد خان کی مدح سرائے
مین ایسے مستغرق ہین کہ دنیا و مافیہا سے غافل ہوگئے ہین جو کچہہ منہ مین آتا ہے کہتے جاتے
ہین نہ دلیل نہ برہان یہ تو مجانین کا سا ہذیان ہے یا پیرمن خس است اعتقاد من بس است
کا سا مضمون ہے۔

پہر مولوی صاحب فرماتے ہین کہ سب سے بڑا نقصان جو مسلمانون کو
۱۸۵۷ء کے غدر سے پہونچا یہہ تہا کہ عموماً بہ حیثیت قومی اور مذہبی برٹش گورنمنٹ کے
عدو سمجہے جانے لگے خیر اب ہم اس سمجہے جانے مین مسلمانون کا کیا قصور تہا یہ اون کے
حاکمون کے غلط فہمی تہی اس لئے کہ منشا ءِ غدر مسلمان نہین ہوئے بلکہ خود سرکار انگریزی
کی فوج تہی اور جو مسلمان منشا ءِ غدر ہوتے تو کیا وجہ تہی کہ صرف ممالک مغربی اور شمالی
مین غدر محصور رہتا بلکہ ممالک بنگال اور پنجاب اور بمبئی اور مدراس اور کرناٹک
جہان لاکہون اور کرورون مسلمان ہین آتش غدر ضرور مشتعل ہوتی علاوہ اسکے مسلمان
رؤسا اور والیان ملک جو حدود ہندوستان کے اندر اور باہر ہین یا جیسے سرکار نظام
اور نواب رامپور اور بیگم بہوپال اور نواب بہاولپور اور نواب جوناگڈہ اور امیر
افغانستان یہ کیون ایسے وقت مین خاموش رہتے اور جب یہہ سب رئیس
اور امیر مسلمانون کے خاموش رہے بلکہ بجائے سکوت اور علیحدگی کے سرکار انگریزی
کی کمک اور اعانت کرتے رہے تو معلوم ہوا کہ مسلمان غدر کے بانی اور منشا نہ تہے
اور یہہ خیال صرف ایک توہم تہا جسکی کچہہ اصل نہ تہی۔

پہر مولوی صاحب فرماتے ہین کہ فوجی تو فوجی چہوٹے چہوٹے ملکی خدمتون

سے کے لئے بہی اون سے کے ساتھہ مضایقہ ہونے لگا اور گروہ اسلام نکمّو اور بے عزت ہوگیا عام وقت کی نظرمین خود اپنی نظرون مین جناب من کیا اب یہ مضایقہ جاتا رہا اب بہی مسلمان کو اور ہندون کو کون کون سے بڑی خدمتین فوجی اور ملکی مل گئی ہین اور صرف ہندوستان کے مسلمان انگریزون کے محکوم ہو جانے سے نکمّو ہوگئی نہ یہہ کہ گروہ اسلام بالکل نکمّو ہوگیا دلیل خاص اور دعوے عام یہ آپ ہی کا کام ہے

پہر مولویصاحب فرماتے ہین اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلا مسلمانون پر اس لئے نازل کی گئی ہتی کہ تعصب بیہودہ کم ہو جاوے اسلئے کہ خدای کریم کا کوئی فعل مصلحت عباد سے خالی نہین ہوتا جناب من جب یہہ فعل خدای کریم کا تہا تو اوسے جو مسلمانون پر آپنے لعن طعن کی اوسکے کیا وجہہ ہتی اون بیچارون کا کیا قصور تہا وہ خدائے کریم اور رحیم کے فعلون کو کیونکر روک سکتے ہین اور اگر اس عذر سے تعصب بیہودہ کا رفع کرنا منظور تہا تو چاہیئے تہا کہ صرف مسلمانون پر بلا آتی ہندون اور انگریزون کا کیا قصور تہا وہ کیون ہزارون لاکہون مارے گئے اور کرم و رحم کیا اس کا مقتضی تہا کہ بعد ہلاک اور برباد کرنے لاکہون جانون اور ہزارون گہرون کے تعصب رفع کیا جاوے کیا تعصب رفع کرنے کی اور کوئی شکل نہتی پہلے ہی سے سید احمد خان کو توفیق ہو جاتی اور جو کام انہون نے بعد عذر کے کیا کاش وہ عذر سے پہلے کر دیتے تو اتنی تباہی نہ ہوتی خیر آپ کی نافہمی کا کہان تک بیان کیا جاوے لیکن ایک بات آپ سے نہایت عمدہ سننے مین آئی اور وہ یہہ کہ تباہی اور بربادی اور آبادی سب کا باعث اور مصدر آپ خداوند کریم کو سمجہتے ہین اور اوسکو کریم و رحیم جانتے ہین اور اوسکے فعال کو مطابق حکمت کے سمجہتے ہین ہم کو آپ سے

یہ توقع نہ تھی مگر آپ ان خیالات کو آگے چلکر ببول بجا سکیے گا اور اپ پر مضبوط رہیگا
ہمارے نزدیک جیسے خداوند کریم و رحیم ہے ویسے ہی قہار اور ذوالبطش
بھی ہے یہ غدر ہند کے مسلمانوں پر اوسکی صفت غضبی کا ظہور تھا جس کا نتیجہ یہ
ہوا کہ بہت توسیف الغدر ہوی اور جو باقی رہے اون کی خرابی اور بربادی
کے لیئے سید احمد خان کو اون پر مسلط کیا جو اپنے خیالات اور خرافات سے
وجہ سے چاہتے ہین کہ باقیماندہ مسلمان بھی ہند مین مسلمان نہ رہین اور دین اسلام کی
بیخ بن اکھڑ جاوے اس دعوی کا ثبوت ہم آگے چلکر دینگے

پھر مولوی صاحب فرماتے ہین کہ سید احمد خان اسلام اور اہل اسلام
کی خیر خواہی اور دلسوزی سے سرشار بھرے بیٹھے تھے اور مادہ لیا تھا کہ
اُنھون نے اسباب غدر پر ایک رسالہ لکھا اور ابھی غدر فرو نہین ہوا تھا کہ اوسکو
ہندوستان اور ولایت مین مشتہر کیا وہ غدر اور ہندوستان سے لیکر ولایت
تک کے حکام کی برافروختگی اور وہ مارشل لا کا زور و شور ایسے رسالے کا لکھنا
اور مشتہر کرنا ایک جان بازی کا کام تھا مگر سید احمد خان نے حب قومی کے جوش
مین اپنی جان کی مطلق پرواہ نہین کی اور اپنے خطرناک رسالے کے پیش کرنے
مین کچھ بھی باک نہ کیا انتہی مختصرا۔

حالانکہ جو رسالہ سید احمد خان صاحب نے اسباب غدر مین لکھا ہے
اوسکے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان غدر کے بانی اور مفسد نہ تھے پھر
ایسے رسالے کا پیش کرنا ایسے وقت مین خطرناک کیون ہوا وہ تو ایک معذرت کے

طور ہے نہ جنگ اور مقابلے کے طور پر معلوم ہنین مولویصاحب باتین بناکر اور ڈرا دہمکاکر اوس رسالے کو ہوا کیون کئے دیتے ہین فرض کیا کہ اوس وقت حکّام ہندوستان سے لیکر لندن تک برافروختہ تھی اور مارشل لا کا ز ور د شور تھا لیکن اسکے ساتھہ وہی حکّام خود ہراسیمہ اور حیران تھے کہ یہہ غدر کیونکر رفع ہو اور کس طرح امن و امان قایم ہو چنانچہ اسی غرض کے لئے اشتہار امان منجانب حضرت قیصرہ شایع ہوا اور تمام لوگون کو علے العموم اگرچہ وہ سرکار انگریزی کے ساتھہ جنگ مین شریک رہے ہون امن دیا گیا پھر کیا یہہ کارروائے سید احمد خان کے رسالے کے وجہ سے ہوئی اون کا رسالہ تو غدر مین چھپا ہوا تھا جب سب کام ہوگیا اوس وقت نکلا اسیطرح مولویصاحب جو فرماتے ہین کہ سید احمد خان نے حب قومی کی جوش مین اپنی جان کی مطلق پرواہ نہ کی معلوم ہنین ہوتا کہ وہ کون سا کام سید احمد خان نے کیا تھا جسکی سزا حکّام وقت کے نزدیک پھانسی تھی اگر ایسا کوئی کام سید احمد خان نے کیا ہوتا تو اوسکو حب قومی کہہ سکتے مگر اوس وقت آپ سید احمد خان کو محب القوم نہ کہتے بلکہ سرکار کا باغی قرار دیتے البتہ سید احمد خان نے یہہ حب قومی کیا ہے کہ ایام غدر مین سرکار کی خیرخواہی کی اور رعایا کو جو اپنے قوم سے تھی مارا پیٹا اور اسی وجہ سے شاید (سی یس ای) کا خطاب ملا ہوگا۔

پھر مولویصاحب فرماتے ہین اوسی رسالے کی برکت تھی کہ لارڈ کننگ نے جزاہ اللہ عن عامۃ المسلمین خیر الجزاء امن عام کی منادی کی سبحان اللہ یہہ آپ کی راست گوئی اور تاریخ دانی کا حال ہے جب غدر ہندوستان کے حالات جو ابھی ابھی کل کی بات ہے آپ کو صحیح یاد ہنین ہین تو ادر واقعات تاریخی خوب صحت سے آپ بیان کرتے ہونگے

دسوین تاریخ ۱۸۵۷ء کو غدر ہندوستان شروع ہوا اور دوسری اگست ۱۸۵۸ء کو فرمان حضرت قیصرہ بشمول معافی قصور اور امن وامان جاری ہوا اوسوقت تک تو سید احمد خان کے سارے کا کہین پتہ بھی معلوم نہین اس دروغ گوئی اور خلاف بیانی سے آپ کو کیا فایدہ ہوا جس پر اوسنے اوی اسکول کے لونڈے سے قہقہے اوڑاینگے اور لارڈ کیننگ کے حق مین آپ نے یہہ لکھا ہے کہ جزاہ اللہ عن عامۃ المسلمین خیر الجزاء یہ دعا بالکل بیجا ہے بلکہ یون لکھنا چاہیئے جزاہ اللہ عن عامۃ النصاری خیر الجزاء

پھر مولویصاحب فرماتے ہین شروع شروع مین سید احمد خان نے بڑی دہیمی کارروائی کی کہ قوم کو بہلا کر پھسلا کر چمکار کر پرچاکر رو براہ کرنا چاہا مگر مادہ تھا کڑا اور اوسکو کڑا اجلاب درکار تھا لطف و لینت کی کوئی تدبیر کارگر نہین ہوئی یہ معلوم نہین کہ خانصاحب نے پہلے وہ نرم تدبیرین کونسی کین اور قوم کو کس طرح پھسلایا چمکارا پھر سخت تدبیرین کونسی کین کیا سید احمد خان حاکم وقت ہین جو نرم اور سخت اور گرم اور سرد تدبیرون کے مجاز ہین یا قوم کے حجام ہین جو لوگون کو مسہل اور عمل دیا کرتے ہین پھر مولویصاحب فرماتے ہین کہ سید احمد خان کے اصول رفارم ایسے سلیس ہین کہ اگر اون مین تہوڑا سا بھی تامل کیا جاوے تو ممکن نہین کہ کوئی شخص اوس سے انکار کر سکے یہہ بیشک سچ ہے سید احمد خان کا اصلی مقصد ابطال تکلیفات اور الغاء تقیدات سے ہے جنکی مذاہب کی وجہ سے لوگ پابندی کرتے ہین اونکا اصول رفارم یہہ ہی کہ مذہب کوئی چیز نہین ہے آخرت کا خیال اور حساب وکتاب اور عذاب وثواب سب بیکار دھڑکے ہین جو جی چاہے سو کرو ہر ایک قید اور بند سے آزاد رہو

اس سے زیادہ آسانی لوگوں کے لئے کیا ہوگی۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہین انہون نے دیکھا کہ اس وقت اہل یورپ کل اقوام روی زمین پر ہر طرح کا شرف رکھتے ہین یہہ خیال بھی سید احمد خان کا ایک مجنونانہ خیال تھا اس لئے کہ اہل یورپ ہر طرح کا شرف اور اقوام پر نہین رکھتے بلکہ من وجہ شرف رکھتے ہین یعنے اصول سیاست اور تمدن اور کمالات جزئی عملی مین اور اقوام سے ممتاز ہین اور علوم کلیہ نظریہ اور شجاعت اور سخاوت اور معاشرت کے بہت امور مین اور اقوام اون پر شرف رکھتے ہین اور جو شخص صفحات تاریخ پر نظر ڈالے اوسکو یہہ امر معلوم ہو جائیگا کہ آج تک کسی قوم نے ہر طرحکا شرف دوسرے کل اقوام روی زمین پر پیدا نہین کیا۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہین انہون نے سوچا کہ اہل یورپ کی اصلی عظمت کس چیز مین ہے نہ رنگ و روغن مین نہ ملکے آب وہوا مین نہ مذہب مین نہ زبان مین نہ کوٹ پٹلون مین نہ عورتون کے بے پردگی مین نہ شراب مین بلکہ صرف طرز تعلیم مین۔ جب آپ کو یہہ معلوم ہی تو کمال افسوس ہی کہ آپ اہل یورپ کی تقلید کوٹ و پٹلون مین کرتے ہین اور بجائے اپنی ملکی اور قومی لباس کے جو سراسر مصالح سے مملو ہے دوسرے قوم کا لباس پہنکر اپنے کو بہروپیہ بناتے ہین یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون پر آپ نے غور نہین فرمایا اور آپ کا یہہ بیان سید احمد خان کے نسبت جب قابل تسلیم ہوتا کہ خان مذکور اور اون کے حواریین نے لباس کو نہ بدلا ہوتا بلکہ صرف تحصیل علوم کے

طرف التفات کیا ہوتا حالانکہ ہم ساری کارروائی اسکے برخلاف دیکھتے ہین جتنے صاحب خانمذکور کے ہم خیال ہین اونکو علم و دانش سے ذرا بہرہ نہین ہے مگر کوٹ پتلون ڈاسنٹے پہرتے ہین اور خود خانصاحب کا یہی حال ہے کہ علوم و فنون سے محض ناواقف بلکہ عربی اور انگریزی زبان تک نہین جانتے باوجود اسکے تبدیل طریقہ تعلیم پر بحث کرنیکو مستعد ہین ان الذی لایعرف الفقہ قد صنف فی الفقہ کتابا کا مضمون ہے اصل یہہ ہے کہ طریقہ تعلیم پر بحث کرنا اور اسکے تبدیل کے نسبت رائے دینا اوس شخص کا منصب ہے جو دونون طریقے سے اعلی درجے کا تعلیم یافتہ ہو اور جو شخص صرف ایک طریقے کا تعلیم یافتہ ہو اور دوسرے طریقے تعلیم سے ناواقف ہو وہ بھی اس بحث مین عمدہ رائے نہین دے سکتا چہ جائے وہ شخص جو دونون طریقون سے نابلد ہو —

پہر مولویصاحب فرماتے ہین تعلیم ہمارے یہان کی بہی خیالات کو باریکی فکر کو دقیق نظر کو غایر اور انتقال ذہنی کو تیز کرنے کے لئے بری ہین مگر جن چیزون مین ہمکو غور و خوض کرنا سکہایا جاتا ہے وہ الفاظ ہین یا احتمالات عقلی اور مفروضات ذہنی غنیمت ہے کہ مولویصاحب نے اپنے قدیمی تعلیم کے اتنے بہی وقعت رکہی کہ اوسپر بری نہین کا لفظ اطلاق کیا مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعلیم باریکی نظر اور دقت نظر کے لئے بری نہین ہے تو اچہی بہی نہین اب مولویصاحب یہہ بتلادین کہ قوت نظر اور فکر کے بڑہانے کے لئے اس تعلیم سے عمدہ کون سی تعلیم ہے

پھر آپ فرماتے ہین کہ ہمارے یہانکے فارغ التحصیلون کو دیکھو معاملات دنیا مین محض بے سلیقہ اور عقل معاش سے بے بہرہ کسی کو کھنا کہ مولوی آدمی ہین گویا نرم لفظون مین اون کے سادہ لوحی اور بے عقلی کے طرف اشارہ کرنا ہے۔

بجاے فارغ التحصیل لوگونکے آپ نے فارغ التحصیلون کا جو استعمال کیا تو فرمائیے کہ یہہ صحیح ہے یا غلط اور یہہ جمع کس قاعدہ کے موافق کی گئی ہے اور یہہ کہان سے معلوم ہوا کہ ہمارے یہان کے فارغ التحصیل معاملات دنیا مین محض بے سلیقہ اور عقل معاش سے محض بے بہرہ ہوتے ہین اور اس دعوی پر دلیل کیا ہے اور جو آپ نے کسی فارغ التحصیل کو اس قسم کا ابلہ اور سفیہ پایا ہو تو ہم نے ہزارون مغربی تعلیم یافتہ لوگون کو احمق اور نادان اور عقل معاش سے بے بہرہ دیکھا ہے اور سیکڑون مشرقی تعلیم یافتہ لوگونکو عقل معاش مین ممتاز پایا ہے مین کھتا ہون کیا آپ اپنے تئین بھی بھول گئے آپ کو عقل معاش ہے یا نہین اگر ہے تو کیا آپ مغربی تعلیم یافتہ ہین ظاہر ہے کہ آپ انگریزی زبان تک نہین جانتے علوم و فنون کیا جانین پھر ضرور ہے کہ آپ بھی نرم لفظون مین مولوی سکہے جاتے ہونگے یا سخت لفظون مین لوگ آپ کو صاف صاف بے نقط سناتے ہونگے اسی مضمون کے شروع مین جو مشتاق حسین صاحب نے آپ کو مولوی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے شاید وہی نرم لفظ مقصود ہے یہہ تو آپ کی تقریر کا الزامی جواب ہے اور تحقیقی جواب یہہ ہے کہ مولوی کے معنی مولے والا یعنی اللہ والا اور اصطلاح اہل اسلام مین مولوی اوسکو کھتے ہین جو علوم دینیہ مذہبیہ یعنے فقہ اور تفسیر اور حدیث مین

لیاقت پیدا کرے جنکی تحصیل محض خدا کے لئے بغرض سعادت اخروی ہوتی ہے اور
دنیا کے حاصل کرنا ان علوم کے تحصیل سے مقصود نہین ہوتا بلکہ اگر دنیا کی تحصیل کا قصد
ان علوم سے کیا جاوے تو وہ شرعاً ممنوع اور محظور ہے علاوہ اسکے جب سلطنت اسلامی کا
زمانہ تھا تو مولویون کو فقہ اور حدیث اور تفسیر جاننا معاش کے لئے کافی تہا اور تمام خدمات
جلیلہ اسلامی سلطنتون مین اونہی اشخاص کو ملتی تہین جو فقہ اور تفسیر اور حدیث مین لیاقت
پیدا کرتے تہے قاضی اور مفتی اور شیخ الاسلام اور محتسب یہہ سب کون سی خدمتین ہین جو ایک
مولویون کو اسلام کی سلطنتون مین حاصل ہین اور اب انگریزی سلطنت مین اونکی بازار اسلئے
کاسد ہو گئی ہے کہ وہ اون کے طریقہ انتظام کے موافق نہین ہین ورنہ ظاہر ہے کہ ہر ایک مولوی
فقیہ درحقیقت ایک جج ہے جو تمام خصومات کا انفصال بوجہ احسن کرسکتا ہے بلکہ اب تک جتنی
خدمات عالیہ سرکار انگریزی اور ہندو راجاؤن کے یہان ہین مولویون کو حاصل ہین اور
یہہ اونہی دو تین کلمون کا طفیل ہے جو اسلامی تعلیم کے وجہ سے حاصل ہوئے ہین بلکہ خود
سید احمد خان کو جو یہہ درجہ اور عہدہ حاصل ہوا ہے وہ بھی علمای اسلام کی صحبت سے
ورنہ جاہل محض کو کون پوچھتا ہے اسی طرح اپ کو اور اپ کے چند نیچری احباب کو
جو اس ریاست مین عہدے ملے ہین وہ بہی اسلامی تعلیم اور مولویت کے طفیل اور صدقے سے
انگلش صاف صاف آپ ہاف کاسٹ ہوتے تو کوئی ایک دمڑی بہی آپ کو نہ دیتا پس
درحقیقت تعلیم اسلامی جامع ہے معاش اور معاد کی اور فقہ اسلامی ایک قانون
اور آئین محکم ہے کہ اب تک باتفاق عقلا اوسکے مثل نہین ہوسکتا اور تمام قوانین
مالی اور ملکی اوسکے شعبے ہین — اس پر بھی اگر بعضے مولویون مین جو محض سید

سامنے اور طالب آخرت ہوتے ہین عقل معاش نہ ہو تو کون سی قباحت لازم آئی اسواسطے
کہ جو علوم انہون نے حاصل کی ہین وہ مذہبی تھا اور اون سے رضای الٰہی مقصود تھی نہ
جلب مال و زر کیا آپ نصاری کے مولویون یعنی مذہبی رہنماون کو نہین دیکھتے جنکو پادری
کہتے ہین وہ بھی اکثر عقل معاش سے بے بہرہ ہوتے ہین البتہ جو علوم اور فنون ہماری یہان
تحصیل معاش کے لئے مقرر ہوی ہین اون کے اگر کوی حاصل کرے اور عقل معاش سے بے بہرہ ہو تو
اعتراض آپ کا درست ہوگا اسصورت مین بھی ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ استعداد علمی ایک الگ ہی
چیز ہے اور ذرایع معاش کا تفطن ایک امر آخر ہے اگر آپ کو اسمین شبہہ ہو تو دیکھہ لیجیے کہ
سیکڑون ان پڑہ جاہل بمبئی اور کلکتہ مین آپ کے بڑے بڑے مغربی تعلیم یافتون سے
مال اور دولت مین بہت زیادہ ہین اور ادنے ادنے ساہوکار بنئے جنکو علوم مشرقیہ
اور مغربیہ مین ذرا مساس نہین لاکھون اور کرورون روپیونکے مالک ہین پھر آپ کو اگر
عقل معاش جدید علوم کی وجہ سے حاصل ہوگئی ہے تو آپ ان جاہلون سے کیون نہین
بڑہ جاتے اور کیون اونکے دروازون پر اپنی حاجتین لیکر جاتے ہین سوا اسکے اگر کوی
مسخرہ جاہل ایک شایستہ اور لایق آدمی پر ظنز اور تعریض کرے اور مولوی کے لفظ سے
احمق اور ناوان مراد لیوے تو اس سے اوس بیچارے مولوی پر کیا اثر پڑ سکتا ہے اسکا وبال
اوسی جاہل پر ہے اور یہہ ہمیشہ سے قاعدہ چلا آیا ہے کہ جاہل علما کی حقارت اور اون سے
تمسخر کرتے ہین والجاھلون لاھل العلم اعداء آپ ہی کے رد مین ایک شاعر نے
کیا خوب لکہا ہے رضینا قسمۃ الجبار فینا - لنا علم وللجہال مال

پھر مولوی صاحب فرماتے ہین پس جس قوم کے علما کا یہہ حال
ہو اوسکے جہلا کا کیا پوچھنا ہے مولویون کا حال بہت عمدہ ہے اور مقتضی اونکے علم کا

تحصیل دنیا نہین ہے اور جہلا کا حال پوچھیے کہ ہزارون لاکہون اون مین سے کے
میان بی اے اور ایم اے اور ایل ڈی سی سے دولت اور مال مین زیادہ ہین علاوہ اسکے
اوپر آپ نے مولوی فرمایا اور یہان علما یہہ بھی آپ کا ایک مغالطہ اور دہوکا ہے اسلئے کہ
مولوی اوسی کو کہتے ہین جو مذہبی اور دینی علوم مین لیاقت اور دستگاہ رکھتا ہو اور
عالم کا لفظ عام ہے ہر ایک قسم کے علم جاننے والیکو اوس فن کا عالم کہہ سکتے ہین پہر جو لوگ
معاش کا علم خوب جانتے ہین وہ اس فن کے عالم ہین اور اگر آپ اونکو جہلا کے لفظ سے
تعبیر کرتے ہین تو یہہ آپ کی جہالت ہے ۔

پہر مولوی صاحب فرماتے ہین کہ برخلاف تعلیم یورپ کے کہ
صرف واقعات نفس الامری اور موجودات خارجی کے حالات سے بحث کی جاتی ہے اور
نتیجہ یہہ ہے کہ جو شخص جس قدر تعلیم یافتہ ہے اوسی قدر اوسکی عقل دنیا درست ہے اور
سلیقہ معاش عمدہ ۔ واہ صاحب سچ کہنا آپ ہی کا کام ہے یہان پر دو دعوی آپ نے کئے
اور دونون غلط اور بے دلیل ۔ پہلا دعوے جو آپ نے کیا کہ تعلیم یورپ مین صرف
واقعات نفس الامری اور موجودات خارجی کے حالات سے بحث کی جاتی ہے تو آپ یہہ
فرماے کہ کیا یورپ مین علم حساب کی تعلیم نہین ہوتی جسکا موضوع عدد ہے جو خارج
مین موجود نہین ہے اور کیا منطق (لاجک) کی تعلیم نہین ہوتی جسکا موضوع معقولات
ثانیہ ہین اور کیا آئین اور قوانین عدالت اور مال کی تعلیم نہین ہوتی جن مین صرف امور
ذہنی اور فرضی سے بحث ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ یورپ مین ان سب علوم کی تعلیم
ہوتی ہے بلکہ جسقدر یورپ مین علم فیلا زوفی کا رواج ہے اوتنا کسی ولایت مین نہین
یہان تک کہ یورپ مین کسی شخص کو فیلسوف نہین کہتے جب تک ان علوم سے بہرہ ند

نہ رکھتا ہو اور خود یورپ مین ہزارون کتابین اصول نباتات اور اون کے تکون کی کیفیات اور اصول حیوانات اور اون کے تکون کی کیفیات اور ایک دوسرے کی باہمی ارتباطات مین تالیف ہوئی ہین اور اسیطرح بڑی بڑی بحثین ان کروات کے تکون مین اور ان کے ارتباطات باہمی اور تاثیر اور تاثر مین ہوئی ہین یہان تک کہ لاہوت یعنی علم (ٹولوجیا) اور اصل نبوت اور اصول خطرات اور الہامات مین جو انسان اور حیوان کو ہوتی ہین کیسی کیسی کتابین اہل یورپ نے تصنیف کی ہین حالانکہ یہ سب علوم عقلیہ ہین مگر مولویصاحب کی ناواقفیت کا کیا بیان کیا جاوے جب اپنی ملک اور قوم کے علما اور علوم سے غافل ہین تو علماے فرنگ اور اون کی تحقیقات علمیہ سے بطریق اولی لاعلم ہون گے البتہ دو تین بار مولویصاحب ریل گاڑی مین سوار ہوکر پھرے ہین یا بمبئی مین جاکر دو تین کلون کو دیکھا ہی اور اسی وجہ سے مولویصاحب اہل فرنگ کے علوم کو موجودات خارجیہ پر مقصور اور منحصر سمجھتے ہین ــ

دوسری غلطی یہ ہی کہ آپ نے ہماری یہان کی تعلیم کو صرف مفروضات ذہنی اور احتمالات عقلی پر مقصور کر دیا حالانکہ جن علوم مین موجودات خارجیہ سے بحث ہی اون کی بھی تعلیم ہمارے یہان ہوتی ہی جیسے طب اور طبعی وغیرہ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ جتنے علوم ہمارے یہان مروج ہین سب مین واقعات نفس الامری یا موجودات خارجی ہی سے بحث ہوتی ہی سوا منطق کے کہ اوسمین معقولات ثانویہ سے بحث ہی یہان تک کہ علم الٰہی جسمین مسلمانون نے بہت کمال پیدا کیا ہی اور وہ سب روی زمین کی اقوام سے اس علم مین تفوق رکھتے ہین اوسمین بھی موجود سے بحث ہوتی ہی اور واجب الوجود اور ملایکہ اور عقول و نفوس کے

حالات بیان ہوتے ہین یہ سب کے سب نفس الامر اور خارج مین موجود ہین۔
اب دوسرے دعوے کا حال سنیئے یہ جو آپ نے فرمایا کہ نتیجہ یہ ہی کہ جو شخص جسقدر تعلیم یافتہ ہی اوسی قدر اوسکی عقل دنیا درست ہی اور سلیقہ معاش عمدہ اس سے لازم آتا ہی کہ جس قدر جسکے تعلیم زیادہ ہو اوسیقدر اوسکے پاس معاش اور دولت زیادہ ہو حالانکہ لازم کا بطلان اظہر من الشمس ہی افسوس یہ ہی کہ آپ تو لندن بھی نہین گئے اور بندہ کئی برس تک وہان رہ چکا ہی بڑے بڑے تعلیم یافتہ مارے مارے پھرتے ہین اور روٹیون کے محتاج اور اون سے کم تعلیم یافتہ لاکھون اور کرورون کے مالک ہین علم اور لیاقت امر آخر ہی اور مال و دولت شئی دیگر وستان بینہما کیا آپ نی سعدی کے یہ اشعار نہین سنئے + اگر دانش بروزی بر فزودی ز نادان تنگ تر روزی نبودی + بہ نادان آنچنان روزی رساند + کہ دانایان دران حیران بماند بخت و دولت بہ کاردانی نیست + جز بتائید آسمانی نیست + کیمیاگر بغصہ مانده و رنج + ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج + اوفتادست در جہان بسیار + بی تمیز ارجمند و عاقل خوار + اور یہی حال ہندوستان کا بھی ہی لیکن معلوم نہین آپ کی آنکھون پر پردہ پڑ گیا ہی یا خود آپ نے آنکھین بند کر لین ہین اور جو جی مین آتا ہی کہتے چلے جاتے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بلکہ ہم یہ کہتے ہین اگر مال و دولت علم و لیاقت پر موقوف ہوتا تو آپ کو ایک ودی کا ٹکڑا بھی نہ ملتا۔
پھر مولویصاحب نی اسکے بعد ایک تقریر طول وطویل محض پریشان مذہب کے باب مین کی جو ما نحن فیہ سے کچھ تعلق نہین رکھتے اور ہم اوسکو بجنسہ نقل کرنا نہین چاہتے لیکن جن جن فقرات مین مولویصاحب نے اغلاط فاحشہ کیے ہین اون کو ناظرین کی اطلاع کے لیئے لکھدیتے ہین۔

آپ فرماتے ہین ہمارے نزدیک مذہب مثل ذات اور قوم کے متوارث ہی یہ غلط ہی اس لیے کہ مذہب ہمیشہ بدلتا رہتا ہی اور ذات و قوم وہی قایم رہتی ہی عرب کے ملک کو دیکھیے تیرہ سو برس پہلے سب مشرکین یا نصاریٰ یا یہود تھے اب سب مسلمان ہین کیا اونکی ذات اور قوم بدل گئی ہی اسیطرح اور ولایات کا حال دیکھیے جہان کے لوگ مسلمان ہوگئے ہین یا ہوتے جاتے ہین اور اور مسلمانون کو دیکھیے جو عیسائی یا نیچری ہوتے جاتے ہین پھر اگر مذہب متوارث ہوتا تو وہ اپنی میراث پدری کیون چھوڑتے۔

آپ فرماتے ہین ہم آیندہ کیواسطے بوثوق پیشین گوئی کرسکتے ہین کہ ایک مسلمان کا بیٹا خلوص نیت اور صدق دل سے مسلمان ہوگا ہندو کا ہندو عیسائی کا عیسائی یہ ایسا کلیہ ہی کہ کمتر ٹوٹتا ہوا دیکھا جاتا ہی الا ماشاء اللہ۔ سبحان اللہ آپ کی پیشین گوئیان بہت بڑھتی جاتی ہین مگر عقلا کے نزدیک وہ بالکل غلط اور خلاف قرائن معلوم ہوتی ہین ایک پیشین گوئی آپ پہلے کرچکے ہین کہ یقیناً وہ زمانہ آنے والا ہی جب سید احمد خان کو سارے مسلمان کلہم اجمعون بلاخلاف اپنا لیڈر ریفارمر سمجھین گین اور یہ دوسری پیشین گوئی ہی اور دونون مین تناقض صریح ہی اس لیے کہ جب سارے مسلمان

سید احمد خان کو بلاخلاف لیڈر اور ریفارمر سمجھنے لگین گے تو ضرور ہی کہ اون کے عقاید بھی سید احمد خان کی عقاید کے ساتھہ متفق ہون گے اور وہ بھی

خان مذکور کیطرح حشر اور نشر اور ملایکہ اور وحی اور رسالت اور معجزات بلکہ خدا کے بھی منکر ہون گے اس صورت مین سب مسلمان عنقریب دائرۂ اسلام سے نکلکر بادیۂ ضلالت اور کفر مین قدم رکھنے والے ہین پھر مسلمان کا بیٹا خلوص نیت اور صدق دل سے

ایک کافر دہری نیچری منکر بعث اور قیامت ہوگا اسیطرح ہندوون اور عیسائیون کی اولاد کا بھی سوال ہوگا علاوہ اس کے یہ کلیہ آپ کا مہمل سے بھی بدتر ہی کیونکہ زمانہ سابق اور حال مین ہزارون شخص ایسے ہین جو ہندوؤن کے بیٹے تھے اور مسلمان ہوگئے یا نصرانیون کے بیٹے تھے اور مسلمان ہوگیے یا ہندوؤن کے بیٹے اور نصرانی ہوگئے وقس علی ہذا لکسہ۔

پھر آپ فرماتے ہین یہی سبب ہی کہ کوئی مذہب اپنی اصلی حالت پر علاوہ نہین سکتا یہ کہنا بھی آپ کا ایک مغالطہ اور فریب ہی اور درپردہ تو ہین اسلام منظور ہی اس لیئے کہ مذہب اسلام کی حالت وہی ہی جو پہلے تھی اوس کی اصلی حالت مین کبھی انقلاب نہین ہوا بلکہ اصل مذہب کی حالت بدلتی جاتی ہی اور یہ اون کے خیالات اور اعتقادات کے وجہ سے ہی نہ اصلی مذہب کے نقص کے وجہ سے۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ اگرچہ مذہب اسلام جدید العہد ہی لیکن پھر بھی تیرہ سو برس کی کھنگی سے اس مین اسقدر افراط و تفریط اور رد و بدل کر دیا ہی کہ اسلام کی اصلی خوبی اصلی آزادی اصلی آسانی اصلی تقسیم بالکل جاتی رہی یہ دعوے بالکل مہمل اور غلط ہی اس لیئے کہ مذہب اسلام مین نہ افراط ہوئی ہی نہ تفریط نہ رد و بدل ہوا ہی نہ انقلاب اسلام کی اصلی خوبی اور اصلی آزادی اور اصلی آسانی اور اصلی تعمیم جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام کے عہد مبارک مین تھی وہی اب تک باقی ہی اور قیامت تک باقی رہیگی اور جو قیاس آپ نے اسلام کا ہندوؤن کے مذہب پر کیا ہی یہ قیاس

مع الفارق اور آپ کے الحاد اور بیدینی کی ایک دلیل بین ہے کس لئے کہ ہندوون کے
شاستر نایاب پران کمیاب ہین اور جو کہین ملتے ہین تو دو چار وہ بھی ایک دوسرے سے
مختلف اور اوسکے جاننے والے اور سمجھنے والے عنقا صفت ہو رہے ہین اب تک اگر
کسی کو منظور ہو کہ پورے پورے شاستر اور پران بہمرسا دین تو دشوار ہے نہ اصل کتاب کا
نشان ہے نہ اوسکے ترجمے کا پتہ ہے برخلاف اسلام کے اسلام کی اصلی اور معتمد کتاب یعنی قرآن مجید
تیرہ سو برس سے لیکر آج تک ایسی محفوظ ہے کہ تمام اہل مذاہب اوس پر رشک اور حسد
کرتے ہین ہر شہر اور ہر مقام مین قرآن کے ہزارون لاکھون نسخے اور سیکڑون ہزارون
حافظ بلا دقت مل سکتے ہین اور اوسکے ترجمے دنیا کے ہر ایک زبان مین تقریبًا شایع
ہو چکے ہین اور ہو رہے ہین پہر باوجود اسکے دین اسلام کو جو من جمیع الوجوہ محفوظ
ہے ایک غیر محفوظ مذہب پر قیاس کرنا اور اون دونون مین تماثل اور تشابہ قرار دینا سوائے
الحاد اور بےدینی اور نادانی اور بیوقوفی کے کیا خیال کیا جاوے اور زیادہ تعجب یہہ ہے
کہ آپ نے اسلام کو ایسے مذہب پر قیاس کیا جو سب سے زیادہ کہنہ اور غیر محفوظ ہے اور
یہودی یا نصرانی مذہبون سے تماثل اور تشابہ نہ دیا اسکی وجہ یہہ ہے کہ آپ بوجہ حکومت
اہل کتاب کے اونکی دین کے نسبت کچھہ کہنا نہین چاہتے لیکن بیچارے ہندوؤن کو تختۂ مشق
بناتے ہین واے برین بیدینی و ناحق شناسی ۔

پہر آپ فرماتے ہین مذہب مین بھی مدارج ہین انظر کیف فضلنا
بعضہم علے بعض وللاخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا سبحان اللہ اگر اس آیت کی معنی آپ کو
معلوم نہ تہی کسی پرانے فیشن کے مولوی یا ملا کے سامنے ہاتہہ جوڑ کر سیکہہ لی ہوتی نہ یکہ

بے محل اس آیت کا استعمال کرتے جیسا ادنے ادنے اطفال دبستان سمجھتے اوڑاتے ہین اس آیت مین اللہ تعالے جلشانہ نے دو فریق کا بیان کیا ہے ایک فریق طالب دنیا دوسرے فریق طالب آخرت کا پھر فرمایا دیکھ ہمنے کیسے بڑہایا ہے ایک کو دوسرے پر لیکن آخرت سب سے بڑی ہے درجے [illegible] اور سب سے زیادہ ہے بزرگی مین مطلب یہ ہے کہ دنیا دار لوگ اگرچہ مال ومتاع دنیا مین ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہین اور اسی طرح آخرت والے مگر درحقیقت طالبین آخرت ہے سب پر عظمت اور فضیلت رکھتے ہین کیونکہ آخرت دنیا سے ہزار ہا درجے زیادہ ہے یہان پر مذاہب کا کہان ذکر ہے اور یہہ کہان بیان ہے کہ ہم نے ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر فضیلت دی پہر اس موقع پر یہہ آیت لانا وہی مضمون ہے ع چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ؛ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا۔ علاوہ اسکے اگر خداوند تعالی اپنے کلام پاک مین سوا مذہب اسلام کے اور مذہبون کی بھی فضیلت اور عظمت اسلام کے اوپر بیان کرے تو قران کا اوتارنا محض بیکار رہوگا اسلئے کہ غایت اوسکے اوتارنے کی دعوت الی الاسلام ہے جیسے ارشاد ہوتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر ذلک دینا فلن یقبل منہ وہو فی الاخرۃ من الخاسرین۔

پھر آپ فرماتے ہین جو مذہب اس قدر عام ہو کہ اوس کا بانی کافہ انام کے طرف مبعوث ہونے کی منادی کرے ضرور ہے کہ اوس کا اسٹینڈرڈ بھی کوئی ایسی عام بات ہو جسکے شرائط کو کافہ انام کے جملہ افراد عالم وجاہل ذکور واناث ذہین و غبی پورا کر سکین اسلام مین وہ اسٹینڈرڈ نہین ہے مگر توحید۔ یہہ کلام بالکل مہمل ہے اور معلوم نہین کہ مولوی صاحب نے کس حالت مین اسکو لکہا ہے اسلئے کہ پورا کر سکنی سے

اگر امکان اور استعداد مراد ہے تو جملہ مذاہب حقہ اور باطلہ کے تمام شرایط اور اعمال کو کافہ انام پورا کر سکتے ہین اسلام کی کیا خصوصیت ہے اور اگر پورا کر سکنے سے یہ مقصود ہے کہ فے الحال تمام مذاہب والے اوسکو پورا کرتے ہون تو علاوہ اسکے کہ یہ مقصود ظاہر الفاظ سے مستبعد ہے اسلام ہی اوسی اسٹیںڈرڈ سے جو ہمارے صاحب نے قایم کیا ہے اس لایق نہین کیونکہ نصارے اور آتش پرست اور ہنود توحید کے منکر ہین اور بہت سے حکماے سابقین اور حال واجب الوجود کے وجود ہی سے انکار کرتے ہین چہ جاے کہ اوسکے توحید کے قایل ہون یہ تو دوسرے بحث ہے جو واجب الوجود کے وجود پر متفرع ہے اور اگر پورا کر سکنے سے یہ مطلوب ہو کہ باسانی پورا کر ین جسمین کچھہ دقت نہ ہو تو یہہ بھی غلط ہے اسلئے کہ عام مذہب کے لئے آسانی سے پورا کرنا احکام کا ضرور نہین اور ان دونون امرون مین ملازمت کی کوئی عقلی وجہ نہین کہتی اور بفرض تسلیم صرف اضافی آسانی اور سہولت کافی ہے نہ تحقیقی اور وہ اسلام کو بمقابلہ ادیان یہود اور ہنود حاصل ہے علاوہ اسکے آسانی کی کوئی حد نہین ہم سکتے ہین کہ اسلام اگر صرف اسی اسٹیںڈرڈ کا نام ہو تب بہی بڑی دشواری ہے کیونکہ واجب الوجود کا اثبات ایسے دلایل اور براہین پر موقوف ہے جن کا حاصل کرنا ایک بڑے حکیم فلاسفر پر دشوار ہے پھر اوسکے توحید کا اثبات اس سے بھی زیادہ مشکل ہے چہ جاے کہ جملہ افراد عالم وجاہل ذکور واناث ذہین وغبی باسانی اونکو سمجھہ جاوین ہم تو یہہ جانتے ہین اور یقیناً کہہ سکتے ہین کہ اگر آپ کے سامنے ایک دلیل عقلی وجود یا توحید واجب کی پیش کی جاوے تو اوسکے سمجھنے مین آپکے کئی گھنٹے صرف ہونگے پھر بھی معلوم نہین کہ آپ سمجھین یا نہ سمجھین

اگر آپ حکماے متالہین کی کتابین ملاحظہ فرماتے تو آپ کو صاف کہل جاتا کہ اون بیچارون کو کیا کیا دشواریان کیسی کیسی دقتین کتنی تکلیفین صرف واجب الوجود کے اثبات مین پیش آئی ہین اور اوسکے توحید مین اوس سے زیادہ اور اون کا مقابلہ حکماے طبعیین اور مادیئین نے جنکو آپ نیچری کہتے ہین کیسے زور قوت سے کیا ہے مگر افسوس ہے کہ آپ کو علم نہین ہے نہ اپنے یہان کا نہ اور اقوام کا صرف زبانی جمع و خرچ اوس سے کیا کام چل سکتا ہے۔

البتہ پورے پورے آسانی اور کمال ازادی نیچریت مین ہے جسمین کسی اسٹینڈرڈ کے قایم کرنے کی اور اوسکو دلایل اور براہین سے ثابت کرنیکی ضرورت ہی نہین نہ واجب الوجود سے غرض ہے نہ اوسکی توحید سے مطلب جو اصلی نیچری اور فطری لوگون کا مذہب ہے اور اگلے زمانے مین ایک جماعت کا حکماے متفلسفین سے یہی خیال تہا اور اب تو اس قدر شایع ہے کہ قریب قریب نصف اقوام روے زمین کے نیچرلسٹ اور نہلسٹ ہین پہر معلوم نہین کہ آپ ایسے آسان اور سلیس مذہب کو چہوڑ کر ایک دشوار گزار اور سخت راہ مین کیون قدم رکہتے ہین اور تعجب ہے کہ آپ کے الفاظ سے عبارات سے تقاریر سے جابجا فطرت اور نیچر اور جبلت اور خلقت کی تائید اور تقویت مترشح ہوتی ہے اور اسی قانون کے سنبہالنے اور پکڑنے کا آپ اور آپکی گروہ دم بہرتے ہین لیکن پہر بہی آپ بعض مقامات مین ڈگمگا جاتے ہین اور پرانے خیالات کے دام مین پہنس جاتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پوری پوری نیچری بہی نہین ہے اور مذہبی نہ ہونا تو ظاہر ہے کہ سواے توحید کے اور کسی عقیدہ

ضروری کے جسپر اسلام موقوف ہے آپ قائل نہین ہین پس آپ پر یہ آیہ کریمہ منطبق ہے مذبذبین
بین ذالک لا الی ہولاء ولا الی ہولاء افسوس ہے کہ اس تذبذب کی وجہ سے رہی سہی عزت بھی
آپ کی سٹ گئی پرانے خیالات کے لوگ تو آپ کو ملحد اور بے دین سمجھتے ہین اور نئے خیالات کے
شایستہ لوگ آپ کو بے وقوف اور سفیہ جانتے ہین اسی وجہ سے مولانا جمال الدین صاحب نے
اپنے رسالہ رد نیچریہ مین ہندوستان کے نیچریون کے نسبت لکھا ہے کہ یہ کٹ پتلی اور
بہروپیکیطرح ہین یعنے بھانڈ اور نقال ہین اور علم و دانش اور عقل و معرفت سے ذرا بہرہ نہین رکھتے
پھر اون سے خطاب کرنا یا اون کا جواب دینا بے حاصل ہے جب تک آپ نے یہ خط نہین لکھا تھا اونوقت تک
بعض نیچریہ آپکے مداح تھے اور سمجھتے تھے کہ آپ بھی نیچرولسٹ ہین اور پرانے خیالات کے منکر
لیکن اس خط سے آپ نے اونکا بھی دل ہٹا کر دیا اور بعض لوگ کہتے ہین کہ نہین درحقیقت آپ
پہلے سچے نیچرولسٹ تھے اور خداوند کریم کے وجود کے قائل نہ تھے لیکن جب مولانا جمال الدین صاحب
کا رسالہ اس شہر مین مطبوع اور شایع ہوا اور اسکے دیکھنے سے لوگون کو نیچریون کے احوال پر
اختلال معلوم ہوگئے کہ وہ ہر ایک سلطنت اور حکومت کے غارت اور تباہ کرنے والے ہین
تو آپ نے بمصلحت قیام روزگار وغیرہ اپنے عقیدے کو چھپا کر دین اور مذہب کے طرف
میلان اختیار کیا اور توحید واجب کا اقرار و اعتراف اپنے مضمون مین چھپوایا اگر یہ قصہ سچ ہے
تو اور زیادہ تر آپ کی خرابی کا باعث ہوگا کسلیے کہ اب لوگ آپکو بندۂ نان سمجھین گے نہ صاحب
ایمان یا خیر خواہ ہندوستان ۔

پھر آپ فرماتے ہین اپنا تو عقیدہ یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کا اقرار انسان کی خلقت مین داخل ہے
واذ اخذ اللہ من بنی ادم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم

قالوا بلی شہدنا جب آپکا عقیدہ یہ ہی کہ خدا کی وحدانیت کا اقرار انسان کی جبلت مین فی اصل ہی اور آیہ کریمہ کو اوس پر دلیل لاتے ہین جس سے خدا کا حضرت آدمؑ کو پیدا کرنا اور اون کے صلب سے تمام فرزند ذریت کو نکالنا اور اون کی ارواح کو جمع کرنا پھر اون کے طرف خطاب کرنا پھر اون سے عہد و میثاق لینا ثابت ہوتا ہی تو آپ کو کیا کتنے نے کاٹا ہی کہ اور اصول ایمانی کا جنکا ثبوت خود قرآن سے ہی انکار کرتے ہین اور توحید کے شرکا ونکو ضروری نہین جانتے حالانکہ یہی آیت جو آپ نے لکھی اسکو اگر پوری پڑہیے تو قیامت کا ثبوت ہوتا ہی کیونکہ آگے اسکے یہ ہی شہدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین لیکن آپ نے صرف لاتقربوا الصلوۃ پر عمل کرکے آیت کا ایک ٹکڑا لکھدیا اور ایک ٹکڑا جو اپنے مشرب کے خلاف تھا چھوڑدیا اب ہم قرآن ہی سے ثابت کئے دیتے ہین کہ جب تک توحید اور نبوت اور ملائکہ اور حشر و نشر تمام عقاید ضروری کا یقین نہو ہرگز اسلام پورا نہین ہوتا اور صرف توحید پر یقین کرنا کافی نہین ہی اور منجملہ بڑے بڑے مغالطون اور فریبون کے آپ کا ایک یہ بھی مذہب ہی کہ صرف توحید کو اسلام کا اسٹینڈرڈ خیال کرتے ہین سنیے اللہ تعالی فرماتا ہی ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا اس آیت مین اللہ تعالے نے اوس شخص کو جو ایک رسول کو مانے دوسرے کو نہ مانے صاف کافر کہا اسیطرح اوس شخص کو جو اللہ اور اوسکے رسول مین جدائی کرے آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ اس آیت مین اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ سب ایمان لائے اللہ پر اور اوسکے فرشتون پر اور اوسکے کتابون پر۔

بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون فرشتے اللہ کے معزز بندے ہین اوسکے آگے بات نہین کرتے اوسکے حکم کے موافق عمل کرتے ہین ان الذین لا یومنون بالاخرۃ زینا لھم اعمالھم فھم یعمھون اولئک الذین لھم سوء العذاب وھم فی الاخرۃ ھم الاخسرون جو آخرت پر ایمان نہین لاتے اونکو دکھ کی مار ہے اور آخرت مین وہی ٹوٹا پانی والے ہین قال من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ کون جلاویگا ہڈیون کو جب وہ گل جاوینگے کہہ جلاویگا اون کو وہی جس نے پہلے پیدا کیا اسیطرح سیکڑون ہزارون ایتین کلام اللہ مین موجود ہین جن سے ملایکہ اور حشر ونشر اور تمام عقاید ایمانی کا بخوبی اور بکمال وضاحت ثبوت ہوتا ہے اور اس مقام پر گنجایش اون کے نقل کرنے کی نہین ہے لیکن جو قرآن سمجھہ کر پڑہے اوسکو خود معلوم ہوجائیگا پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے صرف ایک بات کو لے لیا اور باقی تمام باتین قرآن کی چھوڑ دین اور اونکو غیر ضروری سمجھا علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہین کہ دین اسلام کی مثال ایک لچھی کی سی ہے جسکا پہلا پھندنا توحید ہے جو شخص توحید کا قایل ہوگیا اوسکو تمام باتین ماننا پڑینگے اسی وجہ سے نیچرییں اور ملحدین نے پہلے ہی اصل یعنے توحید بلکہ واجب کے وجود کا انکار کر دیا تاکہ اونکو اور باتین تسلیم کرنا پڑے لیکن آپ بوجہ نادانی اور بیعلمی کے اس اصل کو فراموش کر گئے اور پہلے پھندے مین سر ڈالکر آپ چاہتے ہین کہ جال سے نکلجاوین یہ امر بالکل غیر ممکن ہے تشریح اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ہم قائل ہوے ایک ذات واجب الوجود کے جو ایک ہے اوس کا کوئی شریک نہین اور وہی باعث ہے اور علت ہے تمام ممکنات کی تو یہ ضرور ہے کہ وہ منزہ ہو تمامی عیوب اور نقایص امکانی سے اور متصف ہو ساتھہ صفات کمالیہ کے جو لایق ہین اوسکے وجوب اور وحدت کو اور منجملہ صفات کمالیہ کے ایک عظیم الشان صفت قدرت ہے یعنے

جو امر عقلاً ممکن ہی اوسکو پیدا کر سکے اگر یہ قدرت نہو تو وہ خود عاجز ہوگا اس صورت مین وہ واجب الوجود اور علت اولی نہین ہوسکتا اور جب قادر ہوا وہ ہر شئے پر تو کیا استبعاد باقی رہا معجزات مین اور قیامت مین اور حشر و نشر اور ملائکہ مین کیونکہ یہ سب امور ممکنات ہین اور ان کی خبر دی ہی اون لوگون نے جو بڑے مقدس اور بزرگ اور سچے تھے اور انھون نے ساری عمر مین ایک بار بھی جھوٹ نہین بولا اور جھوٹ نہین باندھا کسی آدمی پر پھر کیونکر گمان ہو کہ وہ جھوٹ باندھتے اللہ جل جلالہ پر اسیطرح ضرور ہی کہ وہ واجب الوجود عادل و منصف ہو اور ظالمین سے اون کے ظلم کا انتقام لیوے اور صالحین کو اون کی محنت اور مشقت کی جزا دیوے پھر کیا شبہ باقی رہا آخرت مین غرض یہ کہ جو شخص توحید واجب کو تسلیم کرے اوسکو لازم آتا ہی تسلیم کرنا اور عقاید ایمانی کا اور اسی خیال سے حکماے طبعیین اور دہریین نے اس پہلے ہی مسئلہ کا انکار کر دیا ہے اور وہ کہتے ہین کہ عالم خود ہو گیا ہی اور ہمیشہ رہیگا بغیر اسبابت کے کہ اوس کا کوئی ایک صانع واجب الوجود ہو جس کا ابطال پروردگار نہایت اختصار سے اس آیت مین کرتا ہی ام خلقوا من غیر شئ ام ہم الخالقون کیا وہ بغیر علت کی خود پیدا ہوگئے ہین یا انھون نے سب کو پیدا کیا ہی اور دونون شقین صریح البطلان ہین شق ثانی تو ظاہر ہی اور شق اول اسلیے کہ کوئی چیز دنیا مین خود نہین ہوتی جب تک اوسکی علت نہو پھر اگر برابر تسلسل علت و معلول کا زمانہ ماضی مین چلا جاوے تو لازم آتا ہی کہ کوئی چیز موجود نہو اس لیے کہ وجود ہر چیز کا موقوف ہی اوپر وجود امور غیر متناہیہ مرتبہ کے زمان ماضی مین اور وجود امور غیر متناہیہ مرتبہ کا باطل ہی برہان تطبیق اور تضایف سے پس ضرور ہی کہ وہ منتہی ہو کسی علت کیطرف جو علت موجبہ ہو اور معلول نہو اور وہی واجب الوجود ہی۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہین البتہ الفاظ و تعبیرات مین کوئی فرق و اختلاف رکھتے ہین اور
کبھی کبھی حجتی سکے طور پر کوئی کوئی خدا سے انکار بھی کر بیٹھتے ہین مگر یہ اون کے نفس کا مکر و خدعہ ہی
مصیبت کے وقت اذا رکبوا فی الفلک وجرین بہم بریح طیبۃ و فرحوا بہا جاءتہا
ریح عاصف فظنوا انہم احیط بہم سبحان اللہ شاید مولوی صاحب نے اون منکرین الوہیت کا
ذکر کیا ہے جو مولوی صاحب کیطرح ابھی کچے ہین ذرا سی مصیبت مین اون کی عقل جاتی رہتی ہے
اور پریشان ہو جاتے ہین لیکن جو لوگ پکے اور سچے نیچری ہین اور اصلی فطرت کے تابع ہین
اور اباحت کے اصول پر راسخ اور مضبوط ہین وہ کبھی اپنے عقیدے سے نہین پھرتے
خواہ کشتی مین چڑہین یا جہاز پر خواہ آگ مین گرین یا دریا مین اگر آپ نے تاریخ دیکھی ہوتی تو
آپکو معلوم ہو جاتا کہ اگلی دہری اور نیچری لوگون نے کیسے کیسے مضبوطیان کین ہین اور
کسطرح مذہب والون کے ہاتھون مارے گئے اور قتل کئے گئے لیکن کبھی اون مین سے
اپنے عقیدے سے نہین پھرا یہان تک کہ سوفسطائیون کو جو حقایق اشیا کے منکر تھے
آگ مین جلایا مگر وہ اپنے مذہب سے نہ پھرے اور یہی کہتے رہے کہ یہ بھی ایک خیال اور وہم ہے
اور یہی وجہ ہے کہ اونکی اتباع کی جماعت یورپ مین روز بروز ترقی پر ہے کیا آپنے نہلسٹ و نیچریہ
روسیہ کا حال نہین سنا وہ کیسے کیسے سختیان اور مصیبتین جھیل رہے ہین لیکن اپنے عقیدے
اور عزم سے باز نہین آتے آپ کیطرح اگر کچے ہوتے تو ہرگز وہ روسیہ کے بادشاہ کو
اس ہمت و اتفاق سے قتل نہ کر سکتے مگر امید ہے کہ چند روز مین آپ بھی اپنے بزرگون کے
طریق پر پکے نیچری ہو جاوین اور ہندوستان مین بھی نہلسٹ کی سی کارروائی شروع کرین
اور حاکم اور گورنمنٹ کے تباہ کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھین ہم نے خود حیدرآباد مین

ایک نیچری صاحب سے (جو پہلے مجھ سے موافق تھا پھر پھر گیا) سنا جو مولوی صاحب کے بڑے ہمدم اور ہمراز ہین وہ کہتے تھے کہ اصلی مقصود ہم لوگون کا حیدرآباد مین آنے سے یہ ہی کہ رفتہ رفتہ یہان کے بادشاہ کو بے دخل کرین اور ایک قومی حکومت قایم کرین جسمین تمام لوگ یعنے ہندو اور پارسی اور نصارے اور مسلمان برابر سمجھے جاوین اور جو حکومت مسلمانون کو اس شہر مین دوسرے فرقون پر حاصل ہی اسیطرح وہ حکومت جو نصاری کو ہندوستان مین اور فرقون پر حاصل ہی دور کرین اور لوگ سب اصل فطرت کے تابع ہوجاوین اور دینی اور مذہبی خیالات کو ایک قلم بہلا دین اور مال ومتاع اور ازواج مین طریقہ اباحت اور اشتراک کو برتین یعنے حلت اور حرمت کی قید بالکل اڑا دین جو عورت جس مرد سے چاہے ہمکنار ہو اور جو مرد جس عورت سے چاہے ہم بستر ہو کوئی حق ممانعت کا خاوند اور جورو کو باقی نہ رہی یہ ہمارے اصلی مقاصد ہین لیکن ایک ہی مرتبہ ہم اونکو افشا نہین کرسکتے بلکہ رفتہ رفتہ ظاہر کرتے جاتے ہین اور سب سے عمدہ طریقہ اون کے جاری کرنے کا یہ ہی کہ ہم نے سرکار کو فریب دیکر پہسلا کر ہر علاقے مین اعلی درجے کے عہدون پر نیچریون کو مقرر کرایا ہی یا ہندون اور پارسیون کو اور پرانے خیالات کے مسلمانون کو سرکار کے نزدیک احمق اور بیوقوف بنا دیا ہی اور اگر کہین شاذ ونادر کسی عمدہ عہدہ پر کوئی پرانے خیال کا مسلمان ہی تو اوسکو عنقریب ہم موقوف کرادینگے اور بجاے اوسکے ایک نیچری مقرر کرینگے دوسری بات یہ ہی کہ ہمنے لوگون کے عقاید مین سستی ڈالنا شروع کی ہی اور نماز روزے سے اونکو چھڑایا ہی اور کوٹ اور پتلون اور شراب پینے لگایا ہی اور اون کے بچون کو نیچری مدرسے مین تعلیم کے لیے بھجوایا ہی بس چند روز مین یہ لوگ دین وایمان کا خیال چھوڑ دینگے اور بچے تو ان کے بڑے پکے اور سچے نیچری ہون گے اوسوقت خود بخود ہمارا مطلب حاصل ہو جاویگا

پھر آپ نے اس محل پر جو کلام اللہ کی اس آیت کو نقل کیا ہو اذا رکبوا فی الفلک وجرین
بھم بریح طیبة وفرحوا بھا جاءتھا ریح عاصف وظنوا انھم احیط بھم اول تو
اس آیت کا یہان پر لانا بے محل ہو اسلیے کہ یہ آیت اون لوگون کے شان مین ہو جو خدا کے وجود
کے قایل ہین لیکن اوسکے یاد سے غافل یا اوسکے کارخانہ خدائی مین اورون سکے بھی تصرف کے
قایل ہین اور دلیل اسکی یہ ہو کہ اس آیت کا اخیر دعوا اللہ مخلصین له الدین لئن انجیتنا
من ھذہ لنکونن من الشاکرین فلما انجٰھم اذا ھم یبغون فی الارض بغیر الحق ہو
یعنے وہ پکارنے لگتے ہین اوسوقت خلوص سے اللہ کو اور کہتے ہین اگر تو ہمکو اس سے نجات
دیوے تو ہم تیرا شکر کرین گے پھر جب اللہ اونکو پار کرتا ہو تو ناحق ظلم کرنے لگتے ہین اور اگر یہ آیت
منکرین الوہیت کے شان مین ہوتی تو یون ارشاد ہوتا لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن
من المعترفین بوجودک اور اس صورت مین مخلصین له الدین کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ
مشرک نہ تھے اور دوسری دلیل اسکی یہ ہو کہ قبل اس آیت کے مشرکین کا ذکر ہو چنانچہ فرماتا ہو ویعبدون
من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ یعنے
پوجتے ہین اللہ کے سوا اون کو جو اونکو نقصان نہین دے سکتے نہ فایدہ اور کہتے ہین
یہ سفارشی ہین ہمارے اللہ کے پاس اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اللہ کے قایل
اور اوسکے وجود کے معترف ہین پر جب آرام سے خشکی مین ہوتے ہین تو اللہ کو چھوڑکر
اورون کو بھی پوجتے ہین مگر جب کشتی مین سوار ہوتے ہین اور مصیبت مین گرفتار تو اوسکے
سوا سب کو بھول جاتے ہین اور خاص اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہین چنانچہ یہی مضمون دوسری
جگہہ بھی ارشاد ہوا ہو واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجٰکم الی البر اعرضتم

وکان الانسان کفورا اور سورۂ انعام مین ہو قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر تدعونه تضرعاً وخفیة لئن انجینا من ھذه لنکونن من الشاکرین قل الله ینجیکم منها ومن کل کرب ثم انتم تشرکون اور سورۂ عنکبوت مین ہو فاذا رکبوا فی الفلک دعوا الله مخلصین له الدین فلما انجٰھم الی البر اذا ھم یشرکون ان آیتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ آیتین مشرکین یا معرضین کے شان مین ہین نہ منکرین وجود الٰہی کے یہ تو حال آپ کی تفسیر دانی کا ہی جو معنے سے متعلق ہی اب قرآن دانی کا حال سنیئے اور الفاظ کی غلطیون کو ملاحظہ فرمائیے آیت سورۂ یونس میں اسطرح سے ہی ھو الذی یسیرکم فی البر والبحر حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبة وفرحوا بھا جاءتھا ریح عاصف وجاءھم الموج من کل مکان وظنوا انھم احیط بھم دعوا الله مخلصین له الدین لئن انجیتنا من ھذه لنکونن من الشاکرین قطع نظر اسکے کہ اول آخر آیت کا اوڑا دینا آپ کا قدیمی شیوہ ہی یہان یہ بیچ آیت مین سے آپنے ایک بڑا فقرا نکال ڈالا یعنے وجاءھم الموج من کل مکان دوسری یہ کہ بجاے حتی اذا کنتم فی الفلک کے آپ نے اذا رکبوا فی الفلک بنایا معاذ الله قرآن کے معانی مین تو آپ تصرف کیا کرتے تھے اب اوسکے الفاظ مین بھی تراش وخراش ہونے لگی معاذ الله پہلے لوگون کو تعجب ہوتا تھا کہ علماء اور کوہن نے یہود مین اور قسیس اور پادریون نے نصاریٰ مین توراۃ اور انجیل مین کیونکر تحریف کی ہی مگر آپ کے کارروائی سے یہ تعجب دور ہوگیا یعنے جب آپ نے قرآن مین باوجود اسقدر مشہور ہونے کے کہ ہزارون لاکھون نسخے اوسکے ہر وقت مل سکتے ہین صاف صاف تحریف لفظی کی تو توراۃ اور انجیل مین تحریف لفظی ہونا کیا مستبعد ہی

تعجب آپ فرماتے ہین غرض بانی اسلام نے توحید کو مدار نجات قرار دیا اور توحید کو ہم کہہ چکے ہین کہ

داخل خلقت انسان ہو تو اس کا ضروری نتیجہ یہ ہی کہ اسلام نے نجات کو عام کر دیا۔ سبحان اللہ آپ کی
یہ شکل عجیب غریب ہی اور آپ کی صغرے اور کبرے سے لوگ ہنسے اور ٹھٹھا کرتے ہین پھر استنتاج
آپ کیونکر کرینگے صرف توحید مدار نجات نہین ہی جیسے اوپر آیات قرآنی سے ثابت ہو چکا کہ منکرین
رسالت اور منکرین بعث بھی کافر اور گمراہ ہین چنانچہ ارشاد ہوتا ہی ومن یکفر باللہ وملئکتہ
وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا اور ارشاد ہوتا ہی اولئک الذین
کفروا بایت اللہ ولقائہ فحبطت اعمالهم فلا نقیم لهم یوم القیمۃ وزنا اور جب آپ
اصول اسلام مین سے صرف توحید کے قایل ہین تو نجات آپ کے نزدیک کس چڑیا کا نام ہی اسلیے
کہ توحید مدار نجات اوسی کے لیے ہوگی جو آخرت کا اور عذاب و ثواب کا قایل ہو اور یہ سب آپکے
نزدیک بے اصل خیالات ہین اب دوسرے مقدمہ کو دیکھیے توحید داخل خلقت انسان ہے
یہ بھی غلط ہی اس لیے کہ اگر توحید داخل خلقت ہوتی تو دنیا مین ایک بھی مشرک نہ ہوتا نہ منکر وجود الٰہی
حالانکہ مشرکین کے تعداد موحدین سے زیادہ ہی اور منکرین کی تعداد موحدین کے برابر ہی پھر
یہ کیسا امر خلقی ہی جو اکثر افراد مین پایا نہین جاتا اب ان دونون مقدمون سے جو آپ نے ضروری
نتیجہ نکالا وہ بھی غلط اور لغو ہوگا اور اگر دونون مقدمون کو ہم آپ کے خاطر سے تسلیم کر لین جب بھی
معلوم نہین ہوتا کہ یہ کون سی شکل ہی اور نتیجہ آپ نے کسطرح سے نکالا ہی آپ کی ظاہر عبارت سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ شکل ثالث ہی اسطرح سے التوحید فطری والتوحید مدار النجاۃ اور ظاہر ہی کہ شکل
ثالث مین کلیۃ احد المقدمتین اور ایجاب صغری شرط ہی اور یہان کوئی مقدمہ کلیہ نہین ہی
اور اگر تسلیم کر لین تو نتیجہ یہ ہوگا بعض الفطری مدار النجاۃ اور وہ آپ کے مقصود سے جدا ہی
اس لیے کہ بعض فطری کے مدار نجاۃ ہونے سے نجات کا عام ہونا لازم نہین آتا جو آپ کا دعوی ہی

اور جو کھینچ تان کر ہم اسکو شکل اول کے طرف لے جاوین یعنے صغریٰ کا عکس نکالین اور یون کہین
بعض الفطری توحید والتوحید مدار النجاۃ تو بعد اثبات کلیہ کبرے کے پھر نتیجہ یہی ہوگا بعض الفطرے
مدار النجاۃ پھر آپ فرماتے ہین یہ ہی حقیقت اسلام کی اور وہ مرادف ہی آزادی کا مگر برتاؤ مین دیکھئے اسلام
کا کیا حال ہی وہ چھوئی موئی کا درخت ہی کہ ہوا لگی اور کمھلایا کچے تاگے کا بسوج ہی کہ ٹھسیں لگی اور
ٹوٹا۔ آپ نے اوپر کون سے دلیلین قایم کین جن سے اسلام کی حقیقت کھل گئی اور اوسکے
بھروسے پر آپ یہان دعوے کرتے ہین کہ اسلام مرادف ہی آزادی کا اس بیحیائی کا جواب کیا دیا جاوے
آپ نے کوئی دقیقہ اسلام کے توہین مین باقی نہ رکھا جیسے آپ کے گرو سید احمد خان نے
قرآن شریف کی توہین مین کوئی بات باقی نہ رکھی علاوہ اسکے ہزار ہزار لعنت ہی آپ کے جہل
و نادانی پر کہ مرادف تک کے معنے آپکو معلوم نہین اگر آپ کی سمجھہ مین جو بالکل اولٹی ہی یہی سمایا
ہی کہ اسلام آزادی کے ساتھہ ہی اور آزادی اسلام کے ساتھہ تب بھی آزادی اسلام کے
مساوی ہوگی نہ مرادف کیونکہ مرادف اون لفظون کو کہتے ہین جنکے مفہوم ایک ہون اور
مفہوم اسلام کا اور آزادی کا جدا جدا ہی اسلام کے معنے گردن رکھہ دینا اور اطاعت کرنا
اور آزادی کے معنے بے قید ہونا اور ان دو معنون مین تباین کلی ہی اب آپ کا یہ سمجھنا کہ
اسلام آزادی کے مرادف ہی سراسر جہل اور نادانی ہی اسلام اور تمدن دونون پابندی
قیود اور التزام قواعد کے مستلزم ہین اور اونہی قیود کی پابندی سے طرح طرح کی فضیلت
اور عظمت انسان کو حاصل ہوتی ہی اور اونہی قاعدون کے طفیل سے انتظام اور آسایش
کی اساس قایم رہتی ہی مگر آپ کی طرح بعض لوگ جو یہ جانتے ہین کہ اسلام ہر طرح کی قیودونکا
اوٹھا دینا یعنے آزادی محض کا نام ہی اور مسلمانون کو مثل شتر بے مہار کے زندگی کرنا چاہیی

یہ اون کی حماقت ہی اگر ایسا ہو تو انسان کا حال عالم تمدن مین مثل حیوانات اور بہایم کے
ہو جاویگا اور سارا انتظام تمدن کا چوپٹ ہو جاویگا جسکو بڑے بڑے مشکلون سے بڑے بڑے
پیغمبرون نے قایم کیا ہی ہان اسلام کو اس معنے کر آزادی کہہ سکتے ہین کہ اسلام انسان کو مزخرف
اور واہی قیود اور خیالات سے نجات دیتا ہی اور فضائل حقیقتہ اور کمالات واقعیہ کی طرف لیجاتا ہی
اور بیجا بندگی اور غلامی سے نجات دیتا ہی اور یہی مطلب ہی اون حکما کا جنہون نے مذہب کو
بمعنی حریت اور آزادی کہا ہی پھر آپ فرماتے ہین کھانا پینا اوٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا لکھنا پڑھنا
چلنا پھرنا لیندین مرنا جینا یعنے انسان کے کل حرکات و سکنات کل اوضاع و اطوار اور کل کیفیات
اور حالات محکوم مذہب ہین - اسمین کچھ شک نہین ہی جب کوئی دین خیر الادیان ہو تو ضرور ہی کہ
اوسمین معاش و معاد دونون کے درستی کی تعلیم ہو یہ تو اسلام کا ہنر ہی جسکو آپ عیب
سمجھتے ہین، چشم بد اندیش بر کندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر -

پھر آپ فرماتے ہین خدا کا ارشاد ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم اور
رسول خدا کا فرمانا انتم اعلم بامور دنیاکم وہ معطل اور یہ منسوخ ہی جواب نہ وہ معطل اور نہ یہ منسوخ ہی
بلکہ دونون معمول ہین آیت سے یہ مقصود ہی کہ جو سخت باتین یہودیون کے دین مین تھین اونکو
اسلام نے اوٹھا دیا جیسے موضع نجاست کو کاٹ ڈالنا حایضہ عورت کو گھر سے نکال دینا وغیرہ
اور انتم اعلم بامور دنیاکم سے یہ غرض ہی کہ جن دنیاوی امور سے دین نے بحث نہین کی
اون مین اختیار ہی جسطرح مناسب ہو عمل کرین نہ یہ کہ جن دنیاوی امور سے اللہ اور اوسکے رسول نے
بحث کی ہی اون مین اللہ اور رسول کی مخالفت کرین شاید آپ اس قاعدے کے بموجب شراب پینا
اور سود لینا اور مان اور بیٹی اور بہن سے نکاح کرنا جایز سمجھتے ہون گے کیونکہ یہ سب امور دنیاوی ہین

اور خود کلام اللہ مین جا بجا مسایل نکاح اور طلاق اور بیع اور شرا اور شہادت اور دین اور میراث اور معاشرت سے بحث کی ہی پھر آپ ان امور مین کلام اللہ کی پیروی کرتے ہین یا نہین اور جب آپکے نزدیک احادیث کی صحت پر اعتماد نہین ہی اور حدیث کی کتابین قابل استناد نہین تو یہ حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم کیسے قابل احتجاج ٹھہرے ۔

پھر آپ فرماتے ہین بادشاہ وقت منبع ہوتا ہی عزت کا دولت کا اور ہر طرح کی دنیاوی بہبودی کا پس رعایا مین سے جس قوم کو ان چیزون کی طلبگاری ہو چاہیئے کہ وہ بادشاہ کا تقرب پیدا کرے یہ آپ نے اوپر کے دل سے لکھہ دیا آپ کے مذہب کا تو اصول یہ ہی کہ بادشاہ کا نام تک باقی نہ رکھین اور جہان تک ممکن ہو سلطنت کو تاراج اور برباد کرین پھر آپ کو تقرب پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہی آپ اسمین کیون نہین سعی کرتے کہ خود بادشاہ وقت بن جاوین اور موجودہ گورنمنٹ کو معدوم اور ستیاناس کرین پھر آپ فرماتے ہین کیونکر تقرب پیدا کر سکتی ہی وہ قوم جس کے معتقدات مین سے ہو کہ انگریزون کی زبان سیکھنا حرام انگریزون کے ساتھہ بلکہ انگریزون کیطرح کھانا پینا حرام انگریزون کی وضع کی تقلید لباس مین ہو یا نشست و برخاست مین حرام اگر ایسے قوم تقرب پیدا نہ کر سکے تو نقص ہی شاید وہ سلطنت یا حکومت پیدا کرنے کی فکر مین ہو جسکی تعلیم آپ کے مذہب والون نے کی ہی علاوہ اسکے دین اسلام مین انگریزی یا اور کسی زبان سیکھنے کی ممانعت نہین ہی البتہ انگریزون کی تقلید اور پیروی کرنا منع ہی اور وہ بھی اسلیئے کہ مسلمانون مین مادہ ایجاد اور اجتہاد کا قایم رہی نہ یہ کہ بے وقوف بنکر دنیا کی زندگانی بسر کرین افسوس آپ خود جیسے انگریزون کے مقلد مین لوگون کو بھی تقلید سکھلاتے ہین اور مسلمانونکو ایجاد اور اجتہاد کی راہ سے پھیر کر نادانی اور جہالت کی طرف لیئے جاتے ہین علاوہ اسکے آپنے

اگر انگریزون کی تقلید کی تو کیا پیدا کیا بلکہ اون کی عملداری مین آپ کو روٹی تک نہ ملی اور محتاج ہوگئے
ایک ایسی ریاست مین آئے جو مسلمانون کے آثار صالحہ مین سے ایک اثر ہو۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ اگر اسلام کو فرمان آزادی سے تعبیر کیا جاوے تو من تشبہ بقوم فھو منھم
کو خط غلامی فتوی افلاس تباہی کا چارٹر بربادی کا وارنٹ سمجھنا چاہیئے اس سے زیادہ حدیث
شریف کی توہین کیا ہوگی جو آپ نے کی اور اسکے جواب مین ہم یہ کہتے ہین کہ اسلام کو فرمان آزادی
کہنا آپ ہی کا اصول ہی جس کا ابطال اوپر اچھی طرح سے بیان ہوا پھر یہ حدیث تباہی کا چارٹر آپ
کے لیئے ہوگی نہ مسلمانون کے لیئے اور ظاہر ہو کہ قرآن اور حدیث دونون تباہی ہین بے دینون کے لئے
اللہ تعالے فرماتا ہی ولا یزید الظالمین الا خسارا۔

پھر آپ فرماتی ہین کہ اس شخص نے یعنے سید احمد خان بہادر نے ایک طرف تو ہمارے دین کی
حفاظت کی ورنہ سائنس کے طوفان کے آگے یہ لونی کی دیوار کبھی کی بیٹھ گئی ہوتی اور دوسرے
طرف ہم پر خیر و برکات دنیاوی کے دروازے کھول دیے واہ رے سائنس جاننے والے اور علوم و فنون
مین دم بھرنے والے آپ اسلام کے ایک ہی مسئلہ کو ابو نسا ئنس سنی کی زور سے جھٹلا دیجئے تو ہم کہہ اگر
دکھلا وین اوپر آپ ہی فرما چکے ہین کہ سید احمد خان علوم اور سائنس سے محض ناواقف ہین پھر معلوم نہین
اونہون نے سائنس کے طوفان مین سے اسلام کا بیڑا کیونکر پار کیا اور خود کیون نہ ڈوب گئے علاوہ
اسکی جو سائنس آج کل علوم جدیدہ سے ملقب ہین اور جنہین اہل یورپ کمال رکھتے ہین وہ سب بے تکی دور
عملی ہین اون کا اثر اسلام کے اوپر کیا پڑ سکتا ہی جو عقاید ذہنی سے عبارت ہی البتہ علوم آلیہ عقلیہ
کا اثر دین پر پڑ سکتا ہی اور خود مسلمان اون علوم مین ید طولے رکھتے تھے اور آج تک رکھتے ہین اگر آپ
کلام کی کتابون کو دیکھیئے تو آپ کو معلوم ہو کہ مسلمانون نے کس ہوشیاری سے اسلام کو دلایل عقلیہ آ

اور مضبوط کیا ہی کہ کیسا ہی قیامت تک سائینس کا طوفان ہوا کرے مگر اس دیوار کو ضرور نہین سوا اسکے
جن لوگون مین آپ سائینس کا طوفان قرار دیتے ہین وہان کی پرانی بودے دیوارین اب تک قائم ہین
اور حماقت اور جہالت کی باتین اب تک موجود ہین وہی سائینس جاننے والے تثلیث کے قایل ہین
جو آپکے نزدیک خلاف فطرت ہی جسکو ادنے ایک طالب علم ہو نہ مانے گا پھر اون کے بودے
پرانی دیوارین تو سائینس سے بہ نہ سکین اسلام کی نئی اور مضبوط دیوار کو اون سے کیا نقصان پہونچیگا
اگر آپ یونان کی تاریخ دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ جس زمانے مین تالیس اور دیمقراطیس اور
انبازقلس اور ارشمیدس اور سقراط اور افلاطون اور ارسطو وہان موجود تھے اوسی زمانے مین
سیکڑون خدا کی عبادت یونان مین ہوتی تھی جس زمانے مین ہندو متعدد اوتارون کی پرستش
کرتے تھے اور گنگا اور جمنا اور پیپل کے درختون اور ستارون اور آفتاب اور ماہتاب اور گای
بیلون سے اعتقاد رکھتے تھے اوسی زمانی مین انہون نے علم فلک اور ہندسہ اور حساب مین
ایسی لیاقت پیدا کی تھی جو بے نظیر تھے اوسی زمانے مین تمام وید اور شاستر جنمین ہر طرح کے
قواعد اور قوانین مجتمع ہین اور جنکی مثل آج تک لوگ تالیف نہین کر سکتے مرتب ہوئی ہین اور اوسی
زمانے مین ایسے ایسے نازک خیال شاعر ہندوستان مین گذرے کہ اون کے مثل یونان مین بھی نہین
پیدا ہوئے سکلدانیون کو دیکھیے وہ علم فلک اور علم عمارت اور علم زراعت اور علم نحت
مین کیسی اعلے درجے پر پہونچے تھے حالانکہ اوسی وقت مین گاے بیلون اور مچھلیون کی عبادت
کرتے تھے اور ستارون اور بتون پر اعتقاد رکھتے تھے۔ فنیقیون کو دیکھیے اونکا شہرہ علم و لیاقت
فنون بحری اور تجارت اور صنعت مین آسمان تک پہونچا تھا لیکن باوجود اسکے بتون کے سامنے اعتقاد رکھتے
تھے اور اپنے بچون کو بتون کی خوشی کے لیئے ذبح کرتے تھے۔ مصریون کا حال دیکھیے کہ وہ تمام علوم

اور معارف مین یونانیون کے اوستاد تھے اور علم فلک اور ہندسہ اور فلاحت اور جر اثقال اور علم تصبیر مین اونکا پایہ کہان تک پہونچا تھا لیکن ساتھ ہی اسکے بلیون اور کتون اور جیتون تک کے پرستش کرتے تھے اور گندنے کے درخت کو پوجتے تھے اور دریای نیل اور ستارون اور بتون پر اعتقاد رکھتے تھے ان حالات کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہی کہ مذہب دنیاوی ترقی کا مانع نہین ہی اگرچہ خراب سے خراب مذہب ہو پھر بھلا اسلام کا مذہب جو تمام مذاہب سے اشرف اور اعلے ہی اور جسمین ایک بات بھی علوم اور سائنس کے خلاف نہین ہی کیونکر دنیاوی ترقی کو مانع ہوگا یہ خیال بھی آپ کا اور آپ کے حوارین کا دلیل ہی تاریخ نہ جاننے کی ۔ رہا سید احمد خان کا حفاظت کرنا دین اسلام کو تو اوسکا بیان آگے آویگا ۔

پھر آپ فرماتے ہین یا تو وہ اسلام تھا کہ تاریخ سے جغرافیے سے ہیات سے جیالوجی سے سائنس سے دوسرے مذاہب سے اسکو چھپاتا چراتا پڑتا تھا الی آخرہ یہ سب تقریر لغو اور بیہیچ اور باد ہوا ہے اسلیئے کہ کوئی ایک مسئلہ اسلام کا آپ نے ایسا بیان نہین کیا جسکے چھپانے کے ضرورت ان علوم سے یا مذاہب سے واقع ہوئی ہو علاوہ اسکے تاریخ اور جغرافیہ اور ہیات سے تو اہل اسلام بخوبی واقف تھی اور اب تک واقف ہین یہ مسلمانون کی تاریخین آپ نے نہین دیکھین تاریخ طبری کو ملاحظہ فرمایئے کہ اب اوسکو وانیہ مین کمال شوق چھاپ کر رہے ہین اور تاریخ ابو الفدا اور تاریخ کامل اور مروج الذہب اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی اور اسیطرح کہان تک نام لون سیکڑون تاریخین مسلمانون کی تالیف کی ہوئی موجود ہین مگر آپ شاید ان تاریخون کے مصنفین کو لندن کا رہنے والا یورپین سمجھتے ہون گے جغرافیہ اصطخری اور جغرافیہ قزوینی اور جغرافیہ یاقوت اور جغرافیہ ابو الفدا اور تقویم البلدان یہ کتابین شاید فرانس مین تالیف ہوئی ہین ہیات مجسطی کا ترجمہ

مسلمانون کے عہد مین مامون رشید نے نہین کیا تھا بلکہ نپولین بونا پارٹ یا جارج بادشاہ انگلستان نے کرایا ہی بتانی اور ابوریحان اور قطب الدین شیرازی اور نصیر الدین طوسی اور ملا محمود رومی اور حاکم بامر اللہ ان لوگون نے ہیات مین کوئی کتاب تالیف نہین کی جو کوئی کہے تو جھوٹ ہی یا یہ لوگ یورپ مین تھے مامون اور حاکم بامر اللہ کو جو اہل یورپ نے ہیئات والون کے سلسلے مین بڑے اعلے درجے کا لکھا ہی یہ اون کی غلطی ہی اب رہا جیالوجی تو وہ ایک شعبہ ہی علم معادن کا جس سے تمام فلاسفہ نے علے الخصوص مسلمانون نے اپنی کتابون مین بحث کی ہی - پھر اگر اسلام ان علوم سے متنزل ہوتا تو اب تک کیون تنزل نہوا اسکے آپنے تاریخ اور جغرافیہ اور ہیات اور جیالوجی کے بعد سائنس کا لفظ جو لکھا تو کیا یہ علوم سائنس مین داخل نہین ہین افسوس کہ اب تک لفظ سائنس کے معنے تک آپ نہین جانتے اور اوسکے استعمال کرنیکا موقع نہین پہچانتے اسپر سائنس مین کمال کا دعوی رکھتے ہین شاید سائنس آپ کے نزدیک سینسی سے مشتق ہی یہ مین عقل و دانش ببایدگریست -

پھر آپ فرماتے ہین مذہب کو دنیا اور انتظام دنیا سے کچھ بحث نہین ہی یہی مطلب ہی انتم اعلم بامور دنیاکم کا یہ دعوے کسقدر غلط اور مہمل ہی تمام کلام اللہ اور احادیث مین امور دنیاوی سے بحث کی ہی خود قرآن مین تمام مسائل نکاح اور طلاق اور بیع و شرا اور سیاست اور حکومت کی موجود ہین پھر کیا یہ امور دنیاوی نہین ہین یا آپ کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہی حدیث شریف مین ہی کہ ہمین نے تمکو ہر چیز سکھلائی یہان تک کہ استنجا کرنا اور انتم اعلم بامور دنیاکم کے صحیح معنے اوپر گذر چکے -

پھر آپ فرماتے ہین سید احمد خان اگر صرف وعظ و نصیحت کرتے یا مناظرون اور متکلمین کیطرح مذہب پر رسالے اور کتابین لکھتے تو جو اصلاح کہ اب تک انہون نے مسلمانون کے خیالات مین کی ہی اوس کا

عشر عشیر بھی نہ کر سکتے سید احمد خان نہ وعظ و نصیحت کر سکتے تھے نہ متکلمین کیطرح کتابین لکھ سکتے تھے اسلئے کہ علم ندارد استعداد بجز ہیچ جو امر عصمت بی بی از بی چادری کے وجہ سی سید احمد خان بی نہ کیا اوسکو آپ اون کا کمال قرار دیتے ہین۔

پھر آپ فرماتی ہین سید احمد خان ولایت گئی مگر اس مطلب سی کہ اپنی آنکھون سے اوس قوم کو اون ہی کے گھرون مین اور اونہین کے ملک مین دیکھین جو اسوقت تمام روی زمین کے اقوام پر شرف رکھتے ہین اور اس شرف کی اصلی وجہ دریافت کرین اور جو کچھ وہان دیکھا ہی واپس آکر اپنی قوم مین پھیلاوین۔ کیا سید احمد خان کو آپ نے دیوانہ اور بے وقوف قرار دیا اسلئے کہ اگر دیکھنا ایسے قوم کا منظور تھا تو حاجت اسقدر تکلیف اوٹھانی کی نہ تھی کیونکہ وہ قوم بکثرت وفور ہندوستان مین موجود ہی اور جود یکھنا اوس قوم کا اوسکے گھرون مین منظور تھا تو یہ ایک قسم کی سفاہت ہی اس لئی کہ گھرون کی خصوصیت نفس قوم کی حالت سی کوئی علاقہ نہین رکھتی یہ تو ایسی بات ہی کہ کسی شخص کو شیر دیکھنا منظور ہو اور وہ اسکے مکان مین یا محلے مین موجود ہو لیکن وہ وہان نہ دیکھے اور آنکھین بند کر لی اور جنگل جنگل جھاڑی جھاڑی شیر کی تالاش مین پھرتا پھرے ایسے شخص کو لوگ دیوانہ کہینگے ہان اگر سید احمد خان کوئی انجنیر ہوتے اور ولایت کے مکانات دیکھنے جاتے اور وہان جانیسے مقصود ہوتا کہ یہ قوم کسطرح مکانات اور عمارات اور پل تیار کرتی ہی تو البتہ دیکھنا قوم کا اوسکی گھرون مین ایک معنی رکھتا خیر یہ قصہ تو ہوا اب جو آپ نے انگریزون کو تمام روے زمین کے اقوام پر شرف رکھنے والا قرار دیا اسکی دلیل کیا ہی اور یہ دعوی کیونکر ثابت ہو سکتا ہی اور یہ شرف من جمیع الجہات ہی یا من بعض الجہات غنیمت ہی کہ یہان آپ نی من جمیع الجہات کا دعوی نہ کیا جیسے اوپر

کر آئے ہین مگر شاید مراد وہی ہی کیونکہ اگر من بعض الجہات شرف ہوتا تو سیڈ احمد خان دارالقوم دیکھنے کو بھی اون کے گہرون مین تشریف لیجاتے پہر جب آپ اس پوچ دعویٰ کو ثابت کرینگے اور ہم بھی اوسکا رد کرینگے ۔

پہر آپ فرماتے ہین لوگ ولایت مین جاکر تماشاگاہ اور تہیٹر اور پارک اور میوزیم اور عمارت کی سیرین کرتے ہین اور یہ حامی دین اسلام کتابخانہ مین بیٹہا ہوا خطبات احمدیہ کی تصنیف مین منہمک تہا اور کالجون اور یونیورسیٹیون کے انتظام تعلیم پر غور کر رہا تہا سبحان اللہ شاید ولایت جاکر سیڈ احمد خان کا ارادہ بدل گیا کیونکہ اوپر فرما چکے ہین کہ وہ انگریزون کو اون کے مکانون مین دیکھنے گئے تھے پہر اس مقصد کی تکمیل کے لئے تو سیر و سیاحت تمام اطراف اور جہات کی لازم تہی علاوہ اسکے پارک اور میوزیم کو آپ نے کہیل کود کے ذیل مین جو لکہدیا تو معلوم ہوتا ہی کہ آپ ایسے کوتہ اندیش ہین جو پارک اور میوزیم کو صرف تماشا جانتی ہین حالانکہ پارک اور میوزیم کا دیکہنا بڑے بڑے فاضلون اور عالمون کو علم الحیوان اور نباتات اور معادن کو حاصل کرنے کے لئے ضرور اور لابد ہی شاید سیڈ احمد خان بہی ایسے ہی کوتہ اندیش اور پست خیال ہین اور میوزیم اور پارک کو کہیل سمجہتے ہین اور اس کوتہ اندیشی اور نادانی پر ولایت تشریف لے گئے تو کار زمین را نکو ساختی ۔ کہ با آسمان نیز پرداختی ۔

خیر جب سیڈ احمد خان کا ولایت جاکر عزم بدل گیا تو انہون نے کتابخانے مین بیٹہنا اختیار کیا مگر شاید وہان جلدین گنتے ہون گے یا ہر ایک کتاب کی تقطیع اور خط اور کاغذ ملاحظہ فرماتے ہون گے اسلئے کہ انگریزی تو جانتے نہین نہ جرمنی نہ فرانسیسی پہر لندن کے کتب خانہ سے کیا فائدہ اوٹہا سکتے ہین اگر یہ کہا جاوے کہ مسلمانون کی کتابین

دیکھتے تھے تو یہ بھی غلط ہوا اسلیئے کہ آپ اوپر فرما چکے ہین کہ سید احمد خان علوم مشرقیہ مین بھی لیاقت
نہین رکھتے خدا کی مار اس جھوٹ پر جو آپ نی اختیار کیا ہی کہ ایک جاہل شخص کو فاضل ور عالم
بنائی دیتی ہین اور ایک ان پڑھ کو ڈاکٹر اور پروفیسر قرار دیتے ہین باوجودیکہ آپ خود بیشتر
لکھہ آئی ہین کہ سید احمد خان نہ عالم و فاضل ہین نہ پروفیسر اور ڈاکٹر شاید آپنے بھی حیدر آباد مین
سید احمد خان کی سنت کو پکڑا ہی کہ انگریزیکا ایک حرف نہین جانتے لیکن انگریزی کتابین نمایش
اور خوش نمائی کے لئے الماریونمین چنتے ہین اور جب کوئی شخص ملاقات کو آتا ہی تو الماریونکی پٹ
کھول دیتی ہین تاکہ وہ ان کتابونکو آپ کی مکانمین دیکھکر سمجھ جاوے کہ آپ انگریزی کے بڑے
پروفیسر ہین ایک صاحب بیان کرتی تھے کہ مین ایک روز مولوی مہدیعلیصاحب کے بنگلے پر گیا دیکھا
بہت سی کتابین انگریزی کی الماریونمین چنی ہین آخر مین یہ سمجھا کہ مولویصاحب انگریزی جانتے ہونگے
لیکن جب مینے غور سے اون کتابونکو دیکھا تو سب کو حجم اور تقطیع اور رنگ و روپ مین برابر پایا مین
نہایت متعجب ہوا کہ یہ مختلف کتابین حجم اور تقطیع مین یکسان کیونکر ہین جب مین پاس گیا تو معلوم ہوا
کہ وہ سب کتابین جو تعداد مین قریب سو کی تہین ایک ہی کتاب ہی اوسوقت مین سمجھ گیا کہ مولویصاحبنے
صرف زیبایش اور نمایش مکان کی لئے ان کتابون کو چنا ہی اے حضرات جن لوگون کے یہ
خیالات ہون اور اونکی مقاصد سب جو فروشی گندم نمائی پر مبنی ہون کیا وہ قوم کے خیرخواہ او فایدہ
بن سکتے ہین نہین ہرگز نہین بلکہ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اوایل مین چند ظاہر پرست ان کی مغالطہ مین
پھنس گئے اور ان کو لائق سمجھنے لگے پر اب جب اصل حال علم اور لیاقت اور فضل و عقل و دانش کا
معلوم ہوگیا تو سب کے سب لعنت اور پھٹکار کرتے ہین اور ہر ایک بات مین ذلیل و خوار سمجھتے ہین
پھر آپ فرماتے ہین اس شخص کا ولایت جانا قوم کے واسطے تھا رہنا قوم کی واسطے واپس آنا قوم کی واسطے

اسپر دلیل کیا ہی اسکے جواب مین ہم یہ لکھتے ہین اس شخص کا ولایت جانا اپنے فائدے کے لئے اور قوم کے تباہ کرنے کے لئے تہا اور رہنا بہی اس لئے واپس آنا بہی اس لئے البتہ اگر قوم سے مراد انگریزون کی قوم ہی تو آپ کی تقریر صحیح ہی اور اسکا ثبوت ہم آگے چلکر دینگے ـــ

پہر آپ فرماتے ہین سید احمد خان نے ٹیکے کے قانون جاری کرنیسے ہزارون لاکھون معصوم بچون کے جانون کی حفاظت کی اور قاضیون کو جو مدت سے موقوف تہے بحال کرایا جواب ٹیکے کا قانون سید احمد خان کی ولادت ہی سے پیشتر مجوز ہو چکا تہا اور تمام ہندوستان کے قطعات مین کم و بیش ٹیکہ لگانا جاری تہا معلوم نہین سید احمد خان نے کون سا نیا ٹیکہ ایجاد کیا کہ یہ کلنگ کا ٹیکہ انکی پیشانی پر لگا گیا رہا قاضیون کا قایم کرنا وہ مدراس اور پنجاب کے مسلمانونکے مستعدی و رحم اثر سے ہوا اسمین بہی سید احمد خان کی کوئی کارروائی معلوم نہین ہوتی اور ظاہر ہی کہ جو شخص اسلام سے اصول اور فروع کا منکر ہو اور آیات و احادیث پر مضحکہ کرے اوسکو قاضی کی کیا ضرورت ہی البتہ قاضی اجل جب سید احمد خان کے سامنے آویگا اوسوقت قاضیونکی ضرورت معلوم ہوگی

پہر آپ فرماتے ہین کہ سید احمد خان نے اپنی ہم وطنون اور ہم قومون کے ساتہہ جو سلوک کیے ہین اگر اون کو بالاستیعاب بیان کیا جاوے تو ایک بڑی مبسوط کتاب بن جانے وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوہا سید احمد خان نے جو اپنی ہم وطن اور ہم قوم لوگونکے ساتہہ سلوک کیا ہی اور وہ یہ ہی کہ نام تک اپنی قوم اور وطن کا مٹا دیا اور بجائے اوسکے دوسری قومونکا نام و رسم جما دیا تشریح اس اجمال کی یہ ہی کہ جب سے انگریز ہندوستان پر متصرف اور قابض ہوئے تو علاوہ زور حکومت کے انہون نے وعظ و نصیحت سے بہی اسباب مین کوشش کی کہ کسیطرح مذہب عیسائی بجائے مذہب اسلام اور ہنود کے ہندوستان مین پہیل جاوے اور تعداد عیسائیون کے مقابل

اہل اسلام و ہنود بڑہ جاوے کیونکہ بغیر اسکے سلطنت اور حکومت کو ثبات نہین ہے علی الخصوص انگریزی سلطنت کو جس کا مدار اور مناط افکار عمومی ہین مگر دو وجہون سے یہ مدعا پورا نہوتا تھا ایک تو یہ کہ عوام مسلمان اور ہنود عیسائیون کے صحبت اور اختلاط اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہونے سے بہت مجتنب تھے اور اونکے وضع اور لباس کی تقلید کرنا نہایت معیوب جانتے تھے بلکہ جو ایسا کرتا اوسکو اپنے دین اور برادری سے خارج کر دیتے اور اس وجہ سے عیسائیون کے خیالات کا اثر مسلمانون اور ہندؤن پر کم پڑتا دوسرے یہ کہ عیسائی واعظ جو جا بجا ہر گلی کوچے مین توراۃ اور انجیل اور دیگر کتب سماویہ کی عبارتین پڑھ کر دعوت مذہب عیسائی کرتے پھرتے تھے اور چاہتے تھے کہ عوام کو مغالطہ دیکر پھسلا کر عیسائی مذہب مین لاوین اون کی رد مین عوام مسلمانون نے صرف یہی ایک جواب سیکھ لیا تھا کہ تمہاری کتابون مین تحریف ہوئی ہے اون کا اعتبار نہین معلوم نہین تم نے کیا کیا لکھ لیا ہے اور یہ جواب دیکر وہ پادریون کی ساری اعتراضات سے اپنا پیچھا چھڑا لیتے تھے اور اون کے وعظ و نصیحت کا اثر اپنی قوم پر نہ ہونے دیتے تھے ان دونون وجہون کے سبب سے انگریز نہایت پریشان تھے اور سخت حیران تھے کہ کوئی سعی کارگر نہین ہوتی اور اسطرح لوگ عیسائی مذہب مین نہین آتے اور تعداد عیسائیون کی نہین بڑہتی آخر سوچتے سوچتے انہون نے یہ تجویز کیا کہ جب تک کسی ایک بدذات اور خسیس مسلمان کو بلایا نہ جاوے اور اوسکو دم دلاسا اور مال و زر اور عہدے کی طمع دیکر اپنے طرف نہ کیا جاوے اوسوقت تک مقصد کا حاصل ہونا دشوار ہے اسی خیال سے انہون نے سید احمد خان کو جو کٹھ ملا تھی اور سرکار انگریزی کے قدیم سے بڑے خیرخواہ اور حامی تھے اور ایام غدر مین بھی انہون نے برخلاف اپنی قوم کے سرکار انگریزی کی حمایت کی تھی اس مقصد کے پورا کرنے کے لیے سمجھ بوجھ کیا

اور اون سے یہ کہا کہ کسیطرح ان دونون وجہون کے اوٹھانے کی تدبیرین کرو اور مسلمانون کے دلون سے اوس تعصب کو جو اونکے حفظ کا سبب ہی اوڑا دو پس سید احمد خان نے بطمع مال وزر اور عہدہ اور حب جاہ اور خوشامد حکام وقت کے خدا ترسی اور قومی ہمدردی کو بالکل دل سے نکال ڈالا اور ظاہر مین فریب دینے کے لئے قومی خیر خواہ اور محب وطن کے پیرایے مین ظہور کیا اولین کام اون کا یہ تہا کہ مسلمانون کے قدیم لباس اور وضع کے عیوب بیان کرنا شروع کیئے اور اون کو انگریزی لباس پہننے اور انگریزون کے ساتھہ کھانے اور پینے اور اوٹھنے بیٹھنے کی ترغیب دی اور جھوٹ سچ باتین بنا کر اور احادیث اور آیات کے مطالب کھینچ تان کر اپنے مقصد کے موافق کیے اور ان خیالات کے نشر ہونے کے لیئے ایک پرچہ جاری کیا جسکا نام تہذیب الاخلاق رکھا اور اوسمین اسی قسم کے مضمون درج کرنا شروع کیئے جن سے یہ دونون وجہین جو باعث حفظ دین اسلام تہین مٹ جاوین چنانچہ اکثر مضامین تہذیب الاخلاق مین ایسے ہی مندرج ہین جو اہل کتاب کے ساتھہ کہانا کہانے اور اونکا لباس پہننے اور اون کی وضع پر چلنے سے متعلق ہین اور دوسری وجہ کو بھی صاف صاف مٹا دیا کہ توراۃ اور انجیل اور زبور مین تحریف نہین ہوئی ہے اور سب کی عبارتین محفوظ ہین اور تحریف کے معنے یہ تھے کہ اہل کتاب اون کی معانی مین تصرف کرتے تھے اور اب وہ زمانہ باقی نہین ہے اس زمانے کے اہل کتاب نہایت سچے اور منصف اور عادل اور حق پرست ہین پس جیسے قرآن صحیح اور واجب العمل ہے اسیطرح توراۃ اور انجیل اور زبور صحیح اور محفوظ اور واجب العمل ہین اور کوئی کتاب اگلی قرآن سے منسوخ نہین ہوئی اور یہ خیال بالکل

غلط ہے کہ قرآن نے ان کتابون کو منسوخ کر دیا پھر انہون نے دیکھا کہ اگرچہ یہ خیال ہمارا کچہ کچہ لوگون مین پھیل چلا ہے لیکن ابہی تک اسکی پوری طرح وقعت نہین ہوئی اور لوگ اسکو قبول نہین کرتے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن اگرچہ مجمل کتاب ہے اور اوسکا مطلب کھینچ تان کر اور تاویل کر کر اپنے مشرب اور مذہب کے موافق کر دینا ممکن ہے مگر حدیث اور تفسیر کی کتابین جو نہایت مفصل ہین ان کی اصلاح نہین ہو سکتی اور یہی کتابین مانع ہین ہمارے خیالات کے نشر اور قبول کے پس انہون نے قرآن کے سب تفسیرون اور حدیث کی کل کتابون کو بے اعتبار کرنا شروع کیا اور ظاہر کیا کہ تفسیرین سب مفسرون نے اپنی اپنی راے سے لکھی ہین اور اگلے یہودیون کی تقلید سے اون کا کچہ اعتبار نہین ہے اور حدیثون کے رواۃ کا حال معلوم نہین کہ انہون نے سچ کہا یا جھوٹ اور بھی حدیث کی کتابون مین سب طرح کی حدیثین موجود ہین اسلئے اون کا بہی اعتبار نہین ہو سکتا اب کچھ باقی نہین رہا سوا قرآن کے اوسکی ایک تفسیر لکھنا شروع کی جو سراسر عقل اور خواہش کے موافق ہے اور تمام معجزات اور خوارق عادات کو لغو ٹھہرایا اور رسالت اور نبوت کو ایک قوت قلبیہ سے تعبیر کی اور ہر ایک معتقد توحید کو مسلمان قرار دیا بلکہ دنیا کے سب اشخاص یہود اور نصاریٰ اور ہنود یہان تک کہ منکر الٰہ کو بہی مسلمان اور ناجی ٹھہرایا اور اس سے غایت یہ تہی کہ اپنا اصلی مقصد یعنے مذہب نیچری اور دہری رواج پاوے اور سرکار نے اپنی سیاست کے غرض سے ان کی اعانت اور امداد شروع کی اور ہر طرح اعانت اور دستگیری کرتے رہے اور ان کے عہدے اور تنخواہ مین روز افزون ترقی شروع کی ہر چند یہ جال انہون نے خوب پہیلایا اور بہت کوتہ اندیش

ظاہر مین ان کے جال مین پھنس گئے لیکن جو لوگ اہل علم اور دانش تھے وہ انکی مکاری اور عیاری کو سمجھ گئے اور ان کے رسالون اور کتابون کا رد لکھنا شروع کیا اور اپنی قوم کی سچے خیر خواہی پر کمر ہمت باندھ کر مستعد اور مضبوط ہو گئے یہان تک کہ ان کو یقین ہو گیا کہ ان پرانے مولویون اور عالمون کے وجہ سے یہ جال ہمیشہ قایم نہین رہ سکتا اور بہت لوگ اسمین پھنس سکتے ہین پس ضرور ہے کہ کوئی اور تدبیر کی جاوی جس سے آیندہ خوب مطلب حاصل ہو اور ظاہر مین نیکنامی اور خیر خواہی کا کام سمجھا جاوے وہ کام کیا تھا او نہون نے ایک مدرسہ ایسا تجویز کیا کہ جسمین صرف انگریزی قاعدے سے علوم دنیاوی کی تعلیم کی جاوے اور قرآن اور حدیث اور علوم مذہبی کا نام و نشان تک نہ ہوتا کہ جتنے طالب العلم وہان پڑھ کر فارغ التحصیل ہون وہ محض دنیا دار ہون اور دنیا پیدا کرنا اپنی اصلی غایت اور غرض سمجھتے ہون اور دین و مذہب کے تعصب کا کیا ذکر او سکے نام تک سے واقف ہون اور جب یہ مدرسہ خوب چل جاویگا تو نئی پود سب ہمارے خیال پر ہو جاویگی اور پرانی مولوی بیچارے چند روز مین اس دار فانی سے سفر کر جاوین گے اسی حیلے اور تدبیر سے اسلام کا نام تک مسلمانون مین باقی نہ رہیگا اور روزہ نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج اور جہاد کسی کی ماہیت تک سے واقف نہ ہون گے جب سے انہون نے اس مدرسہ کی تجویز کے تو سرکار نے اس وجہ سے کہ اون کے مصلحت سیاست کے موافق تھا تائید کی جب انہون نے اس مدرسے کی تجویز کی تو سرکار نے اور دنیادار لوگون نے ان کی خاطر اور خوشامد سے اور اس خیال سے کہ سرکار انگریزی کے یہ بڑے مقرب اور چہیتے ہین خوب دل کھول کر مدد کرنا شروع کی اور آخر وہ مدرسہ جاری ہو گیا جسمین قوم کی تباہی اور بربادی کا بیڑا

اوٹھایا گیا ہی اللہ تعالی اپنے دین کی حفاظت کرے اور ایسے دجالون اور مکارون کے مکر سے
محفوظ رکھے یہ حقیقت ہی سید احمد خان کی اور یہ کائنات ہی ان کی مدرسے اور اخبار اور قومی
خیر خواہی کی بس اسی وجہ سے اب تک وہی لوگ ان کی ثنا خوان ہین جو بندہ نان اور فروشندہ
ایمان ہین باقی کسی سچے آدمی متبع سنت او قرآن کو نہین دیکھا جو سید احمد خان کی مدح اور ثنا
کرے بلکہ بعوض اسکے کوئی دجال کہتا ہے کوئی کذاب چنانچہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان
بہادر المخاطب بہ نواب والا جاہ امیر الملک نی اپنی کتاب خطیرۃ الانس مین ان حضرت کے
حالات مین لکھا ہی در زمان طلب علم کہ اتفاق ماندو بود در بلدۂ دہلی بود این مرد کہ را دیدیم
خدمت صدر ابنی دولت برطانیہ داشت وخود را مسلمان میگرفت ازینقسم کفریات کہ امروز مصداق آن
شدہ ظاہر نمیکرد وبعد از زمان قصہ ہند کہ عبارت از ہنگامہ انحراف عساکر برطانیہ ہند از برطانیہ است
در ۱۸۵۷ع چون غول برنگ دیگر نمودار شد ومردم را دعوت بسوی طریقۃ الحادیہ خود نمودن آغاز
کرد بندگان شکم وگرفتاران دام و دنیا را انتہاز فرصت نموہ بالنعیق اوہم آواز شدند وجون سلک
زر وبر او ستغال درشب دیجور جہل وضلالت ہمراہ او فریاد الحاد برآوردند تا آنکہ جمعے از نیستان
دراطراف ہند بہم رسیدہ وتا بلاد دور دست ویدہ شش وکوشش در رونق این ظلمت
مینمایند وبا این حیلہ گرم بازاری کفر وکافرے خود میخواہند اول کسیکہ از اسلامیان ہند این نامسلمان
را دجال لقب کرد نامہ نگار ست الی آخرہ ۔ پھر جس شخص نے ایسے ایسے حیلون اور تدبیرون سے
اپنی قوم کی بربادی اور بیخ کنی کی تدبیر کی ہو اور اوس کا اصلی مقصد یہ ہو کہ اسلام کا نام تک نرہی
اور کوئی مسلمان روئے زمین پر باقی نرہے کیا او رمسلمانون کو اوسکے امداد اور تائید کرنا لازم ہی
اور کیا اوسکا نام خیر خواہان قوم اور ملک مین شامل ہو سکتا ہی نہین نہین خیر خواہ قوم اور ملک وہ ہین

جو اپنی قوم کے لیے جان تک بھی دینا کوئی چیز نہین سمجھتا اور حاکم وقت اور گورنمنٹ کی اپنی قوم کے مقابلے مین طرفداری نہین کرتے اور اونکی خوشامد کرنا ہرگز پسند نہین کرتے۔

پھر آپ سید احمد خان کی شان مین جو اس آیت کو استعمال کرتے ہین وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا اس سے شاید مقصود سید احمد خان کو خدا بنانا ہے معاذ اللہ اوپر آپ اونکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر کہہ چکے تھے یہان خدا کے برابر کر دیا اب کوئی بات باقی نہین رہی۔

پھر آپ فرماتے ہین سب مین بڑا بہت احسان جو انہون نے قوم پر کیا ملک پر کیا سرکار پر کیا اون پر کیا جو اب موجود ہین اون پر کیا جو آگے کو پیدا ہون گے علیگڈھ کالج کا جاری کرنا تھا علیگڈھ کالج کی حقیقت اور اوسکی غایت اوپر بیان ہو چکی اور بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ احسان نہ قوم پر ہے نہ ملک پر بلکہ درحقیقت اون کی تباہی اور بربادی کا باعث ہے البتہ سرکار پر احسان ہے

پھر آپ فرماتے ہین اب یہ دیکھنا چاہیے کہ قوم نے اپنے محسن کے ساتھ کیا کیا افسوس ہے کہ قوم ان دونون مجبور اور محکوم تھی نہین تو قوم کا برتاؤ سید احمد خان کے ساتھ معلوم ہو جاتا

پھر آپ فرماتے ہین وہ جیتا یہ یارسی کیا پالا جیتا اور کون سا عمدہ کام قوم کے لیے کیا کیا نپولین اور واشنگٹن کیطرح اپنی قوم کو آزاد کرا دیا یا پطرس اکبر کے طرح اپنی بیٹی کو مار ڈالا یا جاندرک کے مثل غیر قوم کی حکومت کو دور کر دیا یا گیری بالڈی اور مرابوی فرنساوی کیطرح حریت اور آزادی قایم کر دی یا رشمیدس کیطرح دشمنون کی ہاتھ سے مارے گئے یا ملتو کلیس کیطرح غیر قوم کی حمایت سے انکار کیا یہی کیا کہ اس مدرسے اور اخبار کی بدولت لوگون کی خیالات اور بھی دنی اور پست کر دیے توراۃ اور انجیل کو صحیح اور بے تحریف ثابت کر کے اسلام کو بیخ اور بن سے اوکھاڑ دیا اور بجای تحقیق اور ایجاد اور اجتہاد کے دوسری قوم کے تقلید پر مستعد ہو گئے اور دکھانے اور پہننے اوڑھ

لباس مین و نکی ملک کی اشیا کا استعمال کرنے لگے جسکی وجہ سے رہا سہا بھی ملک اور مال برباد ہو گیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پھر آپ فرماتی ہین پس چندہ یادگار کی تقریب ایک موقع مناسب پر ہے کہ قوم اپنے سب اعتدالیونکا کفارہ دیوے اوپر جو مفصل بیان گذرا اوسکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد خان بہادر کی ساری کارروائی مذہب عیسائی اور قوم عیسائی کی ترقی کی لئے ہے اور اون کا مقصود اصلی پرچے اور اخبار اور مدرسے کے جاری کرنے سے اپنی قوم اور ملک کا نام تک مٹا دینا ہے پھر اس یادگار بنانے کے مستحق مسلمان نہین ہین البتہ پادریون پر اس امر کا استحقاق ہے کہ وہ سید احمد خان کا ایک بت تیار کرکے ہمیشہ اوسکی ڈنڈوت کیا کرین اسلیئے کہ جو کتاب سید احمد خان نے توراۃ اور انجیل کی عدم تحریف کی بحث مین لکھی ہے اوسکا مقدمہ یہی ہے کہ مسلمان پادریون کے دعوت قبول کرین اور اون کی الزامات اور اعتراضات کا کوئی جواب نہ دے سکین اور مسلمانون کا تو یہ کام ہے کہ وہ قیامت تک ہر نماز کے بعد ایسے شخص پر لعنت اور پھٹکار کرتے رہین والسلام۔

یہان پر مولوی سید مہدی علی صاحب شاگرد رشید جناب مسٹر سید احمد صاحب کا خط پر غلط تمام ہوا جسکو مجمع الاغلاط کہنا مزیب ہے اور یہ خط مولوی صاحب کے علم اور استعداد اور فضیلت کا ایک عمدہ نمونہ ہے اور لطف یہ کہ ہمارے سننے مین آیا ہے کہ تنہا مولوی صاحب موصوف اس خط کے مصنف نہین بلکہ اور ہم مشرب احباب سے مدد لی گئی ہے چنانچہ ایک شخص معتبر کہتے تھے کہ مولوی نذیر احمد صاحب بھی ہمین شریک تھین خیر جو کچھ ہو اللہ کے فضل سے اوس کا رد بھی پورا ہوا اب مولوی صاحب موصوف اور اون کے اعوان اور انصار کے خدمت مین جو یہان سے لیکر

علی گڈہ تک پہنچے ہین عرض ہی کہ اگر کچھ بھی مادہ اور استعداد ہو تو اس تحریر کا جواب اردو خواہ انگریزی خواہ فارسی خواہ عربی خواہ فرانسیسی خواہ جرمنی مین چھپوادین ہم بھی منتظر بیٹھے ہین انشاء اللہ تعالی جو تحریر کہ مولویصاحب موصوف اور اون کے حوارئیین کی سطوع ہو اکریگی ہم نے الفور اوسکا رد تمام مسلمانونکی ہدایت کے لیے چھپوایا کرین گے اور حسبۃ للہ تمام اخبارات اور مجالس اہل بلاد مین مشہور کیا کرینگے والسلام علی من اتبع الھدی

راقم اثم

ناصر الدین محمد

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ

هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ

حقیقت

مذہب نیچری و بیان حال

نیچریان

تالیف جمال الدین حسینی ۱۲۹۸ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

مولانا جمال الدین الحسینی

درین روزها از تمامی هندوستان چه ممالک مغربیّه و شمالیه وچه اوده وچه پنجاب وچه بنگاله وچه سند وچه حیدرآباد دکن صداے نیچر نیچر بگوش میرسد و در هر بلده و قصبه معدودی چند ملقب به نیچری یافت می شوند وچنان ظاهر می شود که این فرقه همیشه در ازدیاد و افزونی است خصوصًا در مسلمانان و از اکثرے ازین گروه پرسیدم که حقیقت نیچر چیست ۔ و این طریقه از چه وقت ظاهر شده است ۔ و آیا این جماعت نیچریّه بدین مسلک جدید در اصلاح مدنیّت میکوشند و یا آنکه ایشان را مقصد دیگر یست ۔ و آیا این طریقه منافی دین است و یا آنکه هیچ چه مخالفتے با دین ندارد ۔ و چه نسبت است در میان آثار این طریقه و آثار مطلق دین در مدنیّت و هیئت اجتماعیّه ۔ و این طائفه اگر قدیم بوده است پس چرا تاکنون در عالم منتشر نگردیده است و اگر جدید است چه اثرے بر وجود ایشان مترتب خواهد شد ۔ ولکن هیچیک از ایشان جواب شافی و کافی ازین سوالات من ندادند ۔ و لهذا ملتمسم که آن جناب حقیقت نیچر و نیچریرا مفصلًا از براے بنده بیان فرمایند فقط

محمد واصل مدرّس ریاضی مدرسهٔ اعزّه حیدرآباد دکن

۱۹ محرم سنه ۱۲۹۸ هجری

الحمد لله وحده والصلوة علی نبیه بعده

ای دوست عزیز

نیچر عبارتست از طبیعت - و طریقهٔ نیچریه همان طریقهٔ دهریه است که در قرن رابع و ثالث قبل از میلاد مسیح در یونانستان ظهور نموده بود - و مقصود اصلی این طائفهٔ نیچریه رفع ادیان و تأسیس اساس اباحت و اشتراک است در میانهٔ همهٔ مردم و از برای اجرای این مقصد سعیهای بلیغ بکار برده اند و بلباسهای مختلف خود ها را ظاهر ساخته اند - و در هر امتی که این جماعت پیدا شدند اخلاق آن امت را فاسد کرده سبب زوال آن گردیدند - و اگر کسی در مبادی و مقاصد این گروه غور کند بخوبی بر وی هویدا خواهد شد که بغیر از فساد مدنیت و تباهی هیئت اجتماعیه نتیجهٔ دیگری بر آراء اینها مترتب نخواهد گردید --- و بلا ریب که دین مطلقاً سلسلهٔ انتظام هیئت اجتماعیه است و بدون دین هرگز اساس مدنیت محکم نخواهد شد و اول تعلیم این طائفه بر انداختن ادیان است - و اما سبب عدم شیوع این طریقه با آنکه از دیر زمان ظهور نموده است اینست که انتظام عالم انسانی که اثر حکمت بالغهٔ الٰهیه است همیشه نفوس بشریه را بر این داشته است که در ازالهٔ این طریقه سعی نماید و بدین جهت هیچ وقت او را ثبات و پایداری حاصل نشده است - و از برای شرح و بیان آنچه ذکر شد رسالهٔ صغیره ای انشا نمودم ان شاء الله مقبول خرد عزیزی آن صدیق فاضل خواهد گردید و البته ارباب عقول صافیه بنظر اعتبار بدین رساله خواهند نگریست

و آن رساله اینست

الدّین قوام الامم وبه فلاحها + النیشریة جرثومة الفساد وارومة الاداد
وفیه سعادتها وعلیه مدارها + ومنها خراب البلاد + وبها هلاک العباد

لفظ نیچر در جمیع اقطار هندوستان درین روزها شایع و ذایع گردیده است و در هر مجمع و محفلی ذکری ازین لفظ میرود و خاص و عام هر یکی بر حسب دانش خود توجیهی و تفسیری از برای این کلمه میکنند ولکن غالب آنها از حقیقت و اصل و وضع آن غافلند — لهذا بر خود واجب دانستم که معنی حقیقی این کلمه و مراد اصلی او را بیان کنم و حال نیچریان را از ابتدا توضیح نمایم و مضار و مفاسدیکه ازین گروه در عالم مدنیت و هیئت اجتماعیه سر زده است بر حسب تاریخ مفصلاً شرح و بسط دهم و ببرهان عقلی وانمایم که این طائفه در هر ملتی که یافت شود لامحاله موجب زوال و اضمحلال آن ملت خواهد گردید —

پس میگوییم آنچه از تواریخ صحیحه ظاهر میشود اینست که در قرن رابع و ثالث قبل از میلاد مسیح حکمای یونان بر دو گروه منقسم گردیدند — گروهی برین مذاهب شدند که ورای این موجودات حسیّه و سوای این مکوّنات مادیّه موجودیست مجرّد از مادّه و مدّه و آن موجود منزّه از لوازم و عوارض اجسام و مقدّس و مطهّر از نقایص جسمانیات و گفتند که سلسلهٔ این موجودات مادیّه و مجرده همه منتهی میشود بموجود مجرّدیکه از جمیع الوجوه بسیط است و بهیچ وجه در وی تألّف و ترکیبی متصوّر نمیگردد و وجود او عین ماهیّت و حقیقت اوست و ماهیّت و حقیقت او عین وجود اوست و اوست علّت اولی و باعث حقیقی و موجب اصلی و خالق جمیع موجودات چه مادّیات بوده باشد و چه مجرّدات و این جماعت مشهور گردیدند بمتالهین یعنی خداپرستان چون فیثاغورس و سقراط و افلاطون و ارسطو و اضراب ایشان —
و گروهی بدین اعتقاد کردند که بغیر از (ماتیریا) یعنی مادّه و مادّیات که یکی از حواس خمسه

مدرک میشود چیز دیگرے موجود نیست و این طائفه نامیده شد بمادیین و چون سبب تاثیرات مختلفه و خواص متنوعهٔ مواد از آنها سوال شد اقدمین این جماعت جواب دادند که جمیع تاثیرات لازمه ناشی از طبع مواد است و طبع را در زبان فرانساوی (ناتور) و بلسان انگلیزی (نیچر) مینامند و ازین جهت این جماعت بطبیعیین نیز مشهور گشتند و طبیعی را بزبان فرانساوی (ناتورلیسم) میگویند و مادی را (ماتیرلیسم)۔

و سپس این در کیفیت تکون کواکب و پیدایش نباتات و حیوانات پیشینیان این گروه یعنی مادیین اختلاف کردند۔ برخی برین مذاهب شدند که پیدایش هیئات علویه و سفلیه و تکون این موالید محکمهٔ متقنه برحسب اتفاق بوده است و گویا اینها بسبب سخافت عقل خود قائل بجواز ترجیح بلامرجح شده اند و ابتدائاً این قول از ذیمقراطیس بظهور پیوست و او گفت جمیع عالم از ارضیات و سماویات مؤلف است از اجزاء صغار صلبه ایکه متحرک بالطبع است و از روی اتفاق بدین هیئات و اشکال جلوه گر شده است۔

و بعضی دیگر برآن قائل شدند که سماویات و کرهٔ زمین برین هیئت خود از ازل الآزال بوده و خواهد بود و سلسلهٔ انواع نباتات و حیوانات را ابتدائی نیست و در هر بزره‌ئے نباتیست مدمج و در هر یکی از آن نباتات مدمجه بزوریست پنهان و هلم جرا و همچنین در هر جرثومه‌ئے از جراثیم حیوانات حیوانیست پوشیده در حالت کمال خلقت و در هر یکی از آن حیوانات پنهانی جراثیم الست مخفی و هلمذا الی غیر النهایه و ازین غافل شدند که لازم میاید برین قول وجود مقادیر غیر متناهیه در مقدار متناهی۔

و جماعتی اعتقاد کردند که سلسلهٔ انواع نباتات و حیوانات قدیم است چنانچه نظامات و هیئات علویات و سفلیات قدیم میباشد ولکن جراثیم نباتات و حیوانات ازلی نیست بلکه هر فردی

از افراد آنها بمنزلۂ قالب است از برائے تکوّن جراثیمیکه مشابه ومشاکل خود بوده باشد وازین فوائل شدند که بسا حیوانات ناقصة الاعضا هست که از آنها حیوان تام الخلقه بوجود میآید —

وشرذمهٔ گمان خود را بهیچ اجمال بیان کرده گفتند که انواع نباتات وحیوانات بمرور زمان وتتالی دهور از صورتے بصورتے متبدل شده تا بدین صورت حالیه رسیده است واین گمان از (ابیقور) که اتباع (دیوجانس) کلبی میباشد بظهور رسید واو گفت که انسان اولاً مثل خنزیر با پر از مو بوده است ورفته رفته بدین هیئت حسنه در آمده است وهیچ دلیلی برین معنی اقامه نکرده که چرا باید مرورِ زمان علت تبدل صور گردد —

ومتاخرین این گروه یعنی نیچریها چون دیدند که علم ژلوجیا یعنی طبقات الارض ابطال کرد قول بعدم تناهی سلسلۂ انواع را لهذا ازین قول نکول کرده پس از آن اختلاف کردند اولاً در تکوّن جراثیم انواع نباتات وحیوانات — طائفهٔ گفتند که جمیع جراثیم انواع در آنوقتی تکوّن یافت که التهاب کرهٔ زمین روی بنقصان نهاد واکنون هیچ وجه جرثومهٔ متکوّن نمی‌شود —

وجماعتی گفتند که اکنون هم تکوّن جراثیم میشود خصوصاً در خط استوا بجهت اشتداد حرارت وهر دوی این طائفه عاجز شدند از بیان اسباب حیات این جراثیم چه حیات آنها بحیات نباتیه بوده باشد وچه بحیات حیوانیه خصوصاً در وقتیکه ملاحظه کردند که حیات فاعل است در بسائط آن جراثیم وموجب التئام آنهاست واوست که اجزاء هر حیه را بتغذیه حی وزنده میگرداند وهر وقتیکه در حیات نقصانی شود در تماسک وتجاذب آن بسائط وهن وسستی روی میدهد — ومعشری را چنان خیال شد که این جراثیم با زمین در حین انفصال از کرهٔ آفتاب بوده است واین بسیار عجیب است زیرا آنکه آنها میگویند که زمین

در آن هنگام قطعه‌ای بود از زمین پس چگونه شد که آن جراثیم و بزره‌ها محترق نگردید و اجزاء آنها از یکدیگر متلاشی نشد —

و ثانیاً این جماعت متأخرین نیچریها یعنی مادیین اختلاف کردند در تحول آن جراثیم از حالت نقص بکمال و از عالم ناتمامی بدین صُوَر و هیأت متقنهٔ محکمه —

برخی برین رفتند که هر نوعی را جراثیمیست مخصوص و آن جراثیم بمقتضای طبیعت خویش حرکت نموده و اجزاء غیر حیه را بتغذیه جزء خود کرده بلباس نوع خویشتن جلوه گر می شود و ازین تغافل ورزیدند که در تحلیل کیمیاوی هیچ تفاوتی در میانهٔ نطفهٔ انسان و نطفهٔ گاو و خر پیدا نمی شود و در هیچیک از نطفهای آنها زیادتی و نقصانی در عناصر بسیطه نیست پس اختصاص و امتیاز از کجا آمد —

و برخی برین قرار دادند که جراثیم جمیع انواع خصوصاً حیوانات مساویست و هیچ فرقی و تفاوتی در آنها نیست و انواع را نیز امتیاز جوهری حقیقی نمیباشد و لهذا گفتند که آن جراثیم بمقتضای زمان و مکان و برحسب حاجات و ضرورات و بموجب قواسر خارجیه منتقل میگردد از نوعی بنوعی دیگر و متحول میشود از صورتی بصورتی اُخری و سید این طائفه (داروین) میباشد و او کتابی تألیف کرده در وی بیان میکند که اصل انسان میمون بود و رفته رفته در قرون متتالیه بسبب دواعی و بواعث خارجیه از صورت میمونی انتقال و تغییر یافته به برزخ (اُرَنْ اُوتان) رسیده و از آن صورت منتقل گردیده بحال درجهٔ انسانی پا نهاد که جنس (ییام یام) و سائر زنوج بوده باشد پس از آن بعضی از افراد انسان عروج نموده بر اُفق اعلی از اُفق زنگیها مقام گزیده و آن اُفق انسان قوقاسی است و برحسب زعم این شخص ممکن است که بعد از مرور قرون و کرور دهور

پشها فیل گردد و فیلها تدریجاً پشه شود ـــ

واگر از و پرسیده شود که انواع درختها و نباتاتیکه در بیشه و جنگلهای هندوستان از قدیم الایام بوده و در یک بقعه‌ئی از زمین با ئی گل و بیک آب و هوا تربیت می شود بچه سبب آنها در بنیه و طول و اوراق و از بار و اثمار و طعم و عمر مختلف میباشد و چه دواعی و بواعث خارجیه در آنها تاثیر کرده است با وحدت آب و هوا و مکان البته بغیر از عجز چیزی دیگر اظهار نخواهد کرد ـــ

واگر گفته شود او را که ماهیان بحیرهٔ (ارال) و بحر (کسپتان) با اشتراک آنها در ماکل و مشرب و تسابق آنها در یک جولان گاه چرا اشکال و هیات آنها مختلف گردیده است بجز زبان خائیدن چه جواب خواهد داد ـــ

وهمچنین اگر سوال شود از و از حیوانات مختلفة الصور و القوام ایکه در یک منطقه میباشد و زیست آنها در سائر مناطق متعسر است و یا از حشرات متباینة الخلقه و الترکیب ایکه قدرت بر قطع مسافات بعیده ندارد سوای لکنت چه علت بیان میکند ـــ

بلکه اگر بدو گفته شود که آن جراثیم ناقصة الخلقهٔ فاقدةُ الشعور را که راه نمائی نمود باستحصال این اعضاء و جوارح ظاهریه و باطنیه متقنهٔ محکمهٔ ایکه حکماً از اکتناه اتقان و احکام آنها عاجز و ارباب فیسولوجیا از تعداد منافع و فوائد آنها قاصر مانده اند و احتیاج و نیازمندی کور و اعمی چه گونه چنین مرشد کامل و راهبر دانا گردید جراثیم را بسوی جمیع این کمالات صوریه و معنویه البته تا ابد الآبدین سر از دریای حیرت بدر نخواهد کرد ـــ

و این بیچاره را فقط مشابهت و مماثلت ناقصه ایکه میانهٔ انسان و میمون است در بادیهٔ خرافات انداخته است و برای تسلیهٔ قلب خود بواهیاتی چند تمسک نموده است ـــ

یکی آنکه اسپهای سیبریا و بلاد روسیه موهای آنها بیشتر است از اسپهائیکه در بلاد عربیه تولد میابد و سبب این را حاجت و عدم حاجت قرار داده است و حال آنکه علت این بعینه همان علت کثرت نباتات و قلت آنهاست در بقعهٔ واحده در سنین مختلفه بر حسب بسیاری امطار و وفور میاه و کمی آنها و همان علت نحافت و لاغری ستان بلاد حاره و سمن و فربهی باشنده گان بلاد بارده است بسبب کثرت تحلیل و قلت آن —

و دیگری آنکه او روایت میکند که جماعتی دمهای سگهای خود را میبریدند و چون چند قرن برین مواظبت کردند پس از آن سگهای آنها خلقةً بی دم زائیدن گرفت و گویا میگوید چون حاجت بدم نماند طبیعت نیز از دادن آن سر باز زد و این بیچاره اصمّ و کر بوده از استماع این خبر که عربها و عبریها از چندین هزار سال است که ختان میکنند و با وجود این یکی از آنها هم تاکنون مختون زائیده نشده است —

و بعضی دیگر از متأخرین این مادیین یعنی نیچریها چون بر مفاسد اقوال اسلاف خود مطلع شدند از آراء آنها اعراض نموده طرز جدیدی پیش گرفتند و گفتند ممکن نیست که مادهٔ غیر شاعره علت و موجب این نظامات متقنه و هیئات محکمه و اشکال انیقه و صور حسنهٔ عجیبه گردد لهذا برین مذاهب شدند که باعث و سبب این انتظامات علویه و سفلیه و مقتضی تمامی این صور مختلفه سه چیز است (ماتیر) (فرس) (انتیلیجانس) یعنی ماده و قوه و ادراک و چنین گمان کردند که ماده بسبب قوتیکه در وی باشد و بسبب یاری شعور و ادراک خود خویشتن را بدین اشکال و هیئات محکمه جلوه داده و میدهد و هر گاهیکه بصور اجساد حیه متلبس میشود چه آن اجساد حیه نباتیه بوده باشد و چه حیوانیه برای حفظ نوع و شخص مراعات آلات و جوارح را مینماید و ملاحظهٔ ازمنه و امکنه و فصول را میکند

وچون ریسمان باطل پوسیده است ازین غافل شدند که اعتقاد خود این جماعت و سائر
متأخرین مادیین به ترکب اجسام از اجزاء ذیمقراطیسیّه این اصل را که بهزار جدّ و جهد بدست
آورده اند و بدان دل خویشتن را راضی ساخته اند مختلّ و بلافائده میسازد ـ

زیرا آنکه هر جزء ذیمقراطیسی را درین هنگام قوّه ایست خاصّه و شعوریست خاص بجهت آنکه
ممکن نیست قیام عرض واحد بوحدت شخصیّه بر دو محلّ ـ

وچون چنین باشد پس از ایشان سوال کرده میگوییم این اجزاء منفصلهٔ منتشره از کجا
بمقاصد یکدیگر آگاه شدند و بکدام آلت تفهیم مطالب خویشتن نمودند و در کدام مجلس
(پارلمان) و محفل (سنات) مشورت کردند از برای تشکیل این مکوّنات انیقهٔ عجیبه
واین اجزاء متفرقه چگونه دانستند که اگر در بیضهٔ عصفوری باشند باید آنجا بهیئت مرغ
دانه خوار برآیند و منقار و حوصله را بدان گونه تشکیل نمایند که زیست آن را شاید واگر
در بیضهٔ شاهین و عقابی باشند باید منقار و مخلاب او را چنان نمایند که بکار شکار کردن
بیاید و از کجا دانستند قبل از وقوع که این پرنده گوشت خوار خواهد شد و در وقتیکه در مشیمهٔ
سگ بوده بصورت بچه سگی ماده متشکل و متصور شدند بچگونه فهمیدند پیش از حصول که این بچهٔ
سگ فیما بعد آبستن خواهد شد و بچّهای متعدد در دفعهٔ واحده خواهد آورد پس باید
از برای او پستانهای متعدد انتشار کرد واین اجزاء متلاشیه بچگونه تعقل کردند که
حیوانات در زیست خود محتاجند بقلب و ریه و کبد و مخ و مخیخ و سائر اعضا و جوارح
والبته این گروه پس از شنیدن این سوالات سر بجر حیرت فرو برده هیچ جواب نخواهند داد
مگر آنکه چشم عقل را کور کرده بگویند که هریک ازین اجزاء ذیمقراطیسیه عالم است بجمیع ما کان
وما یکون و بتمام اجزائیکه در عالم وجود است چه در عالم علوی بوده باشد وچه در عالم سفلی

و از آن است که هر یک از آنها حرکات خود را بر وفق حرکات اجزاء دیگر کرده تا آنکه خلاف انتظام حاصل نشود و بدین سبب عالم بر یک نظام و بر یک وتیرهٔ واحده قائم و دائم است پس در بنوقت من خواهم گفت اولاً لازم میاید برین قول که ذراین لعبد صغیر چند ذیمقراطیسی که بمکرسکوپ هم بنظر نمیاید ابعاد غیر متناهیه بوده باشد زیرا آنکه هر صورت علمیه ایکه در مادهٔ ازمواد مرتسم گردد لامحاله جزئی از بعد آن را فرا خواهد گرفت و صور علمیه آن جزء بنابرین رای فاسد غیر متناهی است پس باید در آن جزء متناهی ابعاد غیر متناهیه بوده باشد و این ببداهت عقل باطل است ـ

وثانیاً چون اجزاء ذیمقراطیسیه چنین شاعر و عالمند پس چرا مکونات خود را که عبارت از نفس آنها میباشد بکمال خود نمیرسانند و چرا در خویشتن احداث درد و وجع و الم مینمایند و چه سبب است که ادراک انسان و سائر حیوانات که عین ادراک همان اجزاء است برین قول از اکتناه حال خود عاجز و در حفظ حیات خویشتن قاصر است ـ و عجیب تر این است که متاخرین مادیین با همه خرافات باز در بعضے امور حیران مانده آن را نتوانستند به هیچ یک از مبادی و اصول فاسدهٔ خود چه طبع بوده باشد و چه شعور منطبق گردانند زیرا آنکه دیدند که پارهٔ از مکونات مختلفة الخواص را چون تحلیل می کنند عناصر اصلیهٔ آنها به یک هیئت بنداء بعد از مجموع این خسر عبلات رجماً بالغیب برین قائل شدند که اجزاء ذیمقراطیسیه را اشکالیست مختلف و بر حسب اختلاف اوضاع آن اجزاء مختلفة الشکل با یکدگر آثار متبائنه بر آنها مترتب می شود ـ

و بالجمله این ده مذهب آن گروهیست که انکار مینمایند الوهیت را و قائل بوجود صانع تعالی نیستند و این گروه چه در عرف خود آنها و چه در عرف متالهین مادیین و

طبیعیین و دهریین نامیده شدند و اگر میخواهی بگو نیچریها و ناتورلیسمها و ماتیرلیسمها ـ
و ما فیما بعد رساله‌ئی در تفصیل مذهب اینها خواهیم نوشت و فساد اصول این گروه را ببراهین
عقلیه ظاهر و آشکار خواهیم نمود و چنان گمان نشود که مقصود ما اعتراض برین پیاچو یعنی
خلبوسهای (پهلوان پنبه) هندوستان خواهد بود حاشا زیرا آنکه اینها را حظی و نصیبی از
علم و دانش و معرفت نیست بلکه بهره‌ئی هم از انسانیت ندارند و البته این گونه اشخاص
نه قابل سوال اند و نه قابل جواب و نه قابل خطاب و اگر قابلیتی هم در آنها بوده باشد اینست
که اگر کسی بخواهد (تیاتر) و یا تماشای (کت پتلی) امم متمدنه بعمل آورد در آن وقت
بکار میآیند بلکه غرض اصلی بیان واقع و کشف حقیقت و اظهار حق خواهد بود —
و اما الآن میخواهیم فقط مفاسدیکه از گروه مادیین یعنی نیچریها در عالم مدنیت واقع شده
و مضاریکه از تعلیمات ایشان بهیئت اجتماعیه رسیده است بیان کنم و فضیلت و مزایا
و منافع ادیان را خصوصاً دیانت اسلامیه را توضیح و تبیین نمایم —
پس میگوئیم مادیین یعنی نیچریها در اجیال و امم باشکال متعدده و بصور متنوعه و بهیئات
گوناگون و باسامی مختلفه ظهور و بروز نموده اند — گاهی خود را باسم حکیم ظاهر ساخته
و زمانی به پیرایه رافع ظلم و دافع جور جلوه کرده اند — و وقتی بلباس عالم الاسرار
و کاشف الرموز و الحقائق و صاحب علم باطن قدم در میدان نهاده اند — و هنگامی
ادعا کرده اند که مقصود ما رفع خرافات و تنویر عقول امم است — و با آنی بصورت محبت
فقرا و حامی ضعفا و خیرخواه بیچارگان برآمده اند — و ساعتی از برای اجرای مقاصد
فاسده خود دعوی نبوت نموده اند چون سائر انبیاء کذبه — و گاه گاهی هم خود را مروج
و مهذب و خیرخواه امت نامیده اند —

ولکن در هر جیل که یافت شدند و در هر قوم که پیدا شدند و در هر امت که ظاهر شدند و بهر لباس و بهر اسم که بر آمدند بسبب مبادی فاسده و اصول باطله و تعلیمات مضره و آراء مهلکه و اقوال ممیته خود موجب زوال آن جیل و باعث اضمحلال آن قوم و علت فناء آن امت گردیدند و هیئت اجتماعیهٔ آن امم را اعدام نموده احاد آنها را متفرق کردند —

زیرا انکه انسان ظلوم جهول و این مخلوق خئون پر حرص خون خوار را بسبب ادیان در صدر اول عقاید و خصائلی چند حاصل شده بود که امم و قبائل آن عقائد و خصائل را بطور ارث از آباء و اجداد خود فرا گرفته بدانها تعدیل اخلاق خویش را می نمودند و از شر و فساد که برهم زنندهٔ هیئت اجتماعیه است اجتناب میکردند و از نتایج آنها عقول خویشتن را بمعارفیکه سبب سعادت و اساس مدنیت است منور میساختند و بدین جهت آنها را نوعی قوام و ثبات حاصل میشد و این طائفه نیچریه در هر امتیکه ظهور میکرد در ابطال آن عقائد و افساد آن خصال میکوشید و از آن خلل در ارکان هیئت اجتماعیهٔ آن امت راه یافته روی بتلاشی مینهاد تا انکه بالمره مضمحل گردد چنانچه اکنون هم ره سپر همین طریقهٔ فاسده میباشند بیان این بنهجی واضح این است که انسانها را از دیر زمان بسبب ادیان سه اعتقاد و سه خصلت حاصل شده است که هر یک از آنها رکنیست رکین از برای قوام ملل و پایداری هیئت اجتماعیه و اساسیست محکم در مدنیت و ترقیات امم و قبائل و موجبیست فعال از برای دفع شر و فساد یکه برباد دهندهٔ شعوب است —

نخستین آن عقائد ثلثهٔ جلیله اعتقاد است براینکه انسان فرشته ایست زمینی و اوست اشرف مخلوقات دوم یقین است بدینکه امت او اشرف امم است و بغیر از امت او همه بر باطل و بر ضلال اند سیم جزم است بدینکه انسان درین عالم آمده است از برای

استحصال کمالات لائقهٔ ایکه بدآنها منتقل گردد بعالمی افضل واعلی واوسع واتم ازین عالم تنگ وتاریک که فی الحقیقه اسم بیت الاحزان راشایان است —

وغفلت نباید ورزید از تأثیرات عظیمهٔ این عقاید ثلثه در هیئت اجتماعیه ومنافع جلیلهٔ آنها در مدنیت وفوائد کثیرهٔ هریکی در انتظامات وروابط امم وثمرات جمیلهٔ هر واحدی از آنها در بقاء نوع انسانی وزیست افراد آن بایکدیگر بطریق مسالمت وموادعت ونتایج حسنهٔ هر فردی از آنها در ترقیات ملل در کمالات عقلیه ونفسیه —

بجهت آنکه هر اعتقادی را بالبداهه خواص ولوازمیست که مستحیل است انفکاک آنها ازو یکی از لوازم اعتقاد انسان بر اینکه نوع او اشرف مخلوقات است اینست که او قهرا استنکاف واستکبار خواهد کرد از خصلتهای بهیمیه وتنفر خواهد نمود از صفات حیوانیه وهیچ ریبی نیست که هر قدر این اعتقاد محکم تر گردد آن استنکاف اشتداد خواهد پذیرفت وهر قدر آن استنکاف قوت گیرد ترقی آن انسان در عالم عقلی زیاده خواهد شد وبمقدار ترقی در عالم عقلی صعود وعروج اوست در مدارج مدنیت تا آنکه یکی از ارباب مدینهٔ فاضله شده زیست آن با برادران خود که بدین پایه رسیده است بر اساس محبت وحکمت وعدالت نهاده شود —

واین غایت مراد حکماست ونهایت سعادت انسانیت در دنیا — پس این اعتقاد بزرگترین رادعیست انسان را از اینکه زیست کند در جهان چون خران وحشی تا وان وشتی وتعیش نماید درین عالم چون بهائم بیابانها وراضی گردد بزندگانی انعام وچهارپایان که قدرت بر دفع مضار والآم واسقام ندارد وطرق حفظ حیات خود را چنانچه باید نداند وهمه عمر را بوحشت ودهشت وخوف گذرانند — وسترگ ترین زاجریست افراد انسانیه را از اینکه یکی دیگری را چون اسود کاسره وذئاب ضاریه وکلاب عقوره پاره پاره نماید

وعظیم ترین مانعیست از مشابهت و مماثلت حیوانات در صفات خسیسه ودنیّه — ونیکوترین سائقیست بسوی حرکات فکریّه واستعمال قوای عقلیه — ومؤثرترین سبب ایست از برای تهذیب نفوس از دنس رذائل — غور کن اگر قومی وقبیله ایرا این گونه اعتقاد نباشد بلکه بالضدّ احاد آن را چنان عقیده باشد که انسان مثل سائر حیوانات بلکه پستر از آنها ست چه قدر دنایا و رذائل از آنها سرخواهد زد وچه شرارتها از ایشان بظهور خواهد پیوست ونفوس آنها چه قدر پست ودنی خواهد شد وعقول ایشانرا چگونه وقوف حاصل شده از حرکات فکریّه باز خواهد ماند —

دیگی از خواص یقین بر اینکه امّت او افضل اُمم ست وبغیر آن همه بر باطل اند اینست که لامحال صاحب این عقیده در صدد مبارات ومجارات وهمسری سائر اُمم خواهد برآمد ودر میدان فضائل با آنها مسابقت خواهد نمود بلکه در جمیع مزایای انسانیّت چه مزایای عقلیه بوده باشد وچه مزایای نفسیّه وچه مزایای معیشت برتری وفوقیّت بر سائر اقوام را طلب خواهد کرد وهرگز بانحطاط وخسّت ودنائت وفرومایگی خود وامّت خویش راضی نخواهد شد وهیچ شرف وعزّت وبهرومندی وسعادت ورفاهیّت ایرا از برای قوم بیگانه نخواهد دید مگر آنکه اعلی وافضل از آنرا بجهت قوم خود خواهد خواست چونکه بسبب این اعتقاد خود را وقوم خویش را احق والیق وسزاوار تر میداند بجمیع اموریکه در عالم انسانی فضیلت ومزیت وشرف شمرده می شود واگر از قواسر خارجیّه قوم آن را انحطاطی در یکی از مزایا وفضائل انسانیّت دست داده باشد هرگز قلب او را راحت وآرام حاصل نمی شود بلکه همیشه تا عمر دارد در علاج آن خواهد کوشید — پس این عقیده

بجهت طلب علوم و معارف و صنایع — و محکم ترین موجب است از برای سعی امم در استحصال
دواعی علوّ کلمه و بواعث شرف — تدبّر نما اگر ملّتی از ملل را این یقین نباشد چه قدر بطاء
حاصل خواهد شد در حرکت احاد آن بسوی فضائل و چه قدر فتور در همّت آنها پدید خواهد گردید
و چه اندازه فرومایگی و بیچارگی آن امّت را فرا خواهد گرفت و چگونه در عبودیت و ذلّ
و خواری خواهد ماند خصوصاً اگر خود را پستتر از سائر ملل بداند چون قوم (دهیر) و (مانک)
و یکی از معتقدات جزم بدینکه انسان درین عالم آمده است از برای استحصال کمالات
تا آنکه منتقل گردد بعالمی اوسع و اعلی اینست که چون این اعتقاد کسی را دست دهد بهیچ ضرورت
و لزوم صاحب آن عقیده هر وقتی سعی خواهد نمود در تزئین و تنویر عقل خود بمعارف حقّه و علوم
صدقه و خرد خویش را عاطل نخواهد گذاشت و آنچه در او ودیعه گذاشته شده باشد از قوای
فعّاله و مشاعر عالیه و خواص جلیله همه را باجتهاد تمام از کمون بعالم بروز بر آورده بر منصّه
شهود جلوه خواهد داد و در جمیع ازمنه حیات خود از برای تهذیب نفس خویشتن از صفات
رذیله کوشش خواهد نمود و در تعدیل و تقویم ملکات آن کوتاهی نخواهد ورزید و علی الدوام
اجتهاد خواهد کرد که اموال را از طریق لایق و سزاوار بدست آورد نه از مسالک دروغگوئی
و حیله بازی و خیانت و خدعه کاری و رشوت خواری و تملّق کلبی و بدان راهیکه لایق
و زیبنده است صرف نماید نه بر باطل — پس این عقیده بهترین داعی است بسوی مدنیت
ایکه اساس آن بر معارف حقّه و اخلاق مهذّبه میباشد — و نیکوترین مقتضی است از برای
قوام هیئت اجتماعیه ایکه عماد آن معرفت هر شخص است حقوق خود را و سلوک اوست بر صراط
مستقیم عدالت — و قوی ترین باعث است بجهت روابط امم ایکه بناء آنها بر مراعات حدود
معاملات است از روی راستی و صداقت — و گزیده ترین سبب است از برای مسالمت

و هم باعث اصناف انسانها بجهت آنکه مسالمت ثمرهٔ محبت و عدالت است و محبت و عدالت نتیجهٔ
سجایا و اخلاق پسندیده میباشد — و اوست آن یگانه عقیده ایکه انسانها را از جمیع شرور باز میدارد
و از وادیهای شقاوت و بدبختی آنها را نجات داده در مدینهٔ فاضله بر عرش سعادت مینشاند —
تصور کن اگر امتی را این عقیده نباشد چه قدر شقاق و نفاق و دروغ گوئی و حیله بازی و رشوت
خواری در میانهٔ آن امت شیوع خواهد گرفت و چه اندازه حرص و آز و غدر و اغتیال و ابطال
حقوق و مجادله و مقاتله شهرت خواهد پذیرفت و بچه مقدار تهاون در استحصال معارف روی خواهد داد
و اما آن خصائل ثلثه ایکه بسبب ادیان از دیرزمان در امم و شعوب حاصل شده است یکی از آنها
خصلت حیا است و آن انفعال نفس است از اتیان فعلیکه موجب تقبیح و تشنیع بوده باشد
و تأثر اوست از تلبّس بحالتیکه در عالم انسانی نقص شمرده شود — و باید دانست که تأثیر
این خصلت در انتظام هیئت اجتماعیه و کف نفوس از ارتکاب افعال شنیعه و اعمال قبیحه
از صدها قانون و هزارها محتسب و هزارها پولیس بیشتر است زیرا آنکه چون حیا نباشد و نفس
در دائرهٔ رذالت و سفله گی قدم نهد کدام حد و کدام جزا آن را منع تواند کرد از افعالیکه
موجب فساد هیئت اجتماعیه است سوای قتل و این هم نشاید که چون (سلّمن) جزا هر عمل
قبیحی قتل قرار داده شود — و این صفت ملازم شرف نفس است و انفکاک یکی از دیگری
نشاید و شرف نفس مدار نظام سلسلهٔ معاملات است و اساس درستی پیمانها و استواری
عهود است و مایهٔ اعتبار انسان است در قول و عمل — و این شیمه عین شیمهٔ نخوت و غیرت است
که بسبب اختلاف حیثیات بدو اسم نامیده شده است و نخوت و غیرت موجب حقیقی ترقیات
امم و شعوب و قبائل است در علوم و معارف و جاه و شوکت و عظمت و غنی و ثروت و اگر
امتی را غیرت و نخوت نه بوده باشد هیچ وقت از برای آن ترقی حاصل نخواهد شد بلکه همیشه

و رخست و دنائت و ذل و مسکنت و عبودیّت خواهد ماند - و این ملکه یعنی ملکهٔ حیا رشتهٔ ائتلافات
و اجتماعات و معاشرات انسانیت است چونکه ائتلاف در میان جمعی صورت نه بندد مگر بحفظ
حدود و حفظ حدود هرگز حاصل نشود مگر بدین ملکهٔ شریفه - و این سجیّه است که انسان را
با واب حسنه مزیّن میسازد و از افعال شنیعهٔ حیوانات دور مینماید و بتعدیل و تقویم حرکات
و سکنات دعوت میکند و بدو انسان از سائر حیوانات امتیاز یافته پا از دائرهٔ بهیمیت بیرون
مینهد - و این آن یگانه خلق ایست که حث بر همسری ارباب فضائل میکند و از نقایص
منع مینماید و نمیگذارد انسانها را که بجهل و نادانی و دنائت و سفله گی راضی شوند - و این
همان خلقه ایست که تحقق و پایداری امانت و صداقت بدون او ممکن نشود - و این تعیین
وصفیست که معلّم و مربّی و ناصح بدست یاری آن بمکارم اخلاق و فضائل صوریّه و معنویّه
و شرف ظاهری و باطنی دعوت میکند آیا ملاحظه نمیکنی هرگاه استاد خواهد که شاگرد خود را
بفضیلتی بخواند او را مخاطب ساخته میگوید شرم و حیا نمیکنی از آنکه قرین تو در فضیلت از
تو پیشی گرفته است و اگر این خصلت نباشد نه توبیخ را اثری بود و نه تشنیع را ثمری
و نه دعوت را فائده - پس معلوم شد که این سجیّه اصل همه خوبیها و اساس همه فضائل
و موجب همه ترقیّات بوده است و میباشد - فکر کن اگر این صفت در قومی نباشد چه قدر
خیانت و دروغ گوئی در میان آحاد آن فاش خواهد شد و چه اندازه افعال رذیله شنیعه
و اعمال شنیعه قبیحه جهراً از آنها سر خواهد زد و چه مقدار سفله گی و دنائت و نذالت و شرّ است
اخلاق ایشان را فرا خواهد گرفت و چه گونه حیوانیت و بهیمیت بر آنها غلبه خواهد کرد
و دوّمی امانت است و معلوم است هر شخصی را که بقاء نوع انسانی و زیست آن در این عالم موقوف
بر معاملات و مبادلهٔ اعمال است و روح و جان معاملات و مبادله اعمال امانت است و چون

امانت در میانهٔ انسانها نباشد سلسلهٔ معاملات از هم گسیخته و رشتهٔ مبادلهٔ اعمال بریده خواهد گردید
بود و وقتیکه نظام معاملات پاره پاره شود هرگز انسان را درین جهان بقا و زیست ممکن نباشد
و نیز رفاهیت و آسایش امم و شعوب و انتظام معیشت آنها صورت وقوع نمی پذیرد مگر بیک نوعی
از انواع حکومات چه حکومت جمهوریه بوده باشد و چه حکومت مشروطه و چه حکومت مطلقه
و حکومت بجمیع انواعش متشکل و متحقق نمیگردد و پایدار نمی شود مگر بجماعتی که بصفت حراس
متصف شده در حدود بلاد منع تعدیات اجانب را نمایند و در داخل مملکت در قلع و
قمع قطاعین و قتالین و قطاع طریق و سراق کوشش نمایند و بگروهی که بشریعت دانا بوده یا
قوانین و نظامات دول و امم را بدانند و بر منصهٔ حکم و قضا از برای فصل دعاوی
حقوقیه و جنائیه نشسته رفع خصومات را نمایند و باشخاصیکه ضرائب و جبایات را
بر وفق قانون حکومت از عموم اهالی جمع نموده در خزانهٔ حکومت که فی الحقیقه خزینه
عموم رعایا است حفظ نمایند و بکسانیکه آن اموال مدخره را بر سبیل اقتصاد در منافع
عمومیهٔ اهالی چون بناء مدارس و مکاتب و انشاء قناطر و طرق و بنیاد دار الشفاها
صرف کنند و معاشات مستخدمین ملت را چه حراس بوده باشند و چه قضات و چه
جباة آنها چنانچه مقرر است برسانند و ادا کردن این جماعتهای چهارگانه که ارکان اربعهٔ
حکومتها میباشند خدمتهای خود را بنوعیکه فساد بر اساس حکومت راه نیابد موقوف است
بر خصلت امانت و اگر امانت در آنها نباشد راحت و امنیت از جمیع احاد رعیت منسلب
گردیده حقوقها بالتمام باطل خواهد شد و قتل و نهب فاش خواهد گردید و راههای تجارت
بسته و ابوابهای فقر و فاقه بر روی اهالی گشوده و خزانهٔ حکومت خالی و طریق نجات بر ملت
بسته خواهد شد و البته هر قومیکه بدین گونه حکومت خائنهٔ غیر امینه اداره شود یا بالمره

مضمحل و یا بدست اجانب اسیر افتاده مرارت عبودیت را که بدتر است از مرارت اضمحلال و زوال
خواهد چشید - و همچنین ظاهر است که سلطهٔ قومی بر سائر اقوام و نفوذ کلمهٔ آنها هرگز صورت
وقوع نخواهد پذیرفت مگر آن که احاد آن قوم بایکدیگر چنان متحد و ملتئم گردیده باشند که
بمنزلهٔ شخص واحد شمرده شوند و این گونه اتحاد بدون وصف امانت از جمله محالات است
- پس هویدا گردید که خصلت امانت قوام بقاء انسان و مقوّم اساس حکومت است
و راحت و امنیت بدون او حاصل نشود و سلطه و عظمت و علوّ کلمهٔ امم بغیر او صورت نبندد
و روح و جسد عدالت همین سجیه است و بس - همانا اگر امتی را این صفت نباشد
چه مصائب و بلایا و آفات احاد آن را فرا خواهد گرفت و چه سان فقر و فاقه و بیچارگی
ایشان را احاطه خواهد کرد و عاقبت چگونه مضمحل و نابود خواهد شد -
دویمی از آن اوصاف صداقت و راستی است پوشیده نماند که حاجات انسانی
بسیار و ضرورات معیشت آن بیشمار است و اشیائیکه بدانها رفع حاجتهای
خود را مینماید و چیزهائیکه بواسطهٔ آنها ضرورات خویش را دفع میسازد هر یکی در حجب حقیقتی
در زیر پردهٔ خفا خزیده و هر واحدی در ناحیه‌ئی و در پس حجاب مستوری از انظار گزیده
و یا بدامن بی نام و نشانی کشیده است و همچنین مخفی نباشد که هزارها مصائب و هزارها
بلایا و هزارها رزایا و هزارها آفات در هر زاویه‌ئی از زوایای عالم کمین گرفته و تیر جان گداز
بقصد هلاک انسان در کمان ادوار و حرکات زمانه نهاده است و انسان را با غایت
این حواس خمسهٔ ضعیفه خود هرگز میسر نشود که بر جمیع موارد منافع مطلع گشته دفع ضرورات
خویش را نماید و یا آنکه بر کمین گاههای بلایا آگاهی یافته در صیانت وجود خویشتن کوشد
لهذا هر انسانی از برای جلب منافع و دفع مضار محتاج است باستعانت از همنوعان سائر مشارکین

در نوع و طلب هدایت نمودن از آنها تا آنکه بسبب راه بری و دلالت ایشان بقدر امکان
از بعضی از گزند ها رسته مقداری از لوازم معیشت خویش را بدست آرد و این استعانت
هرگز مفید نخواهد افتاد مگر از دارای صفت صداقت زیرا آنکه کاذب قریب را بعید و بعید را
قریب وا نموده نافع را بصورت مضر و مضر را بصورت نافع جلوه خواهد داد — پس صفت
صداقت رکن رکین پایداری نوع انسانیست و حبل متین هیئت اجتماعیهٔ شعوب است
و هیچ اجتماعی بدون او صورت نه بندد چه اجتماع منزلی بوده باشد و چه اجتماع مدنی — غرض
اگر گروهی را صداقت نباشد چه قدر شقا و بدبختی ایشان را دست خواهد داد و چه گونه سلسله
انتظام آنها گسیخته خواهد شد و چه سان به پریشانی مبتلی خواهند گردید —

و این منکران الوهیت یعنی نیچریها در هر زمان که پیدا شدند و در هر امت که ظهور نمودند مقصود اصلی
و مراد حقیقی ایشان این بود که بواسطه مبادی فاسده و اصول باطلهٔ خود آن قصر مشید الشکل
سعادت انسانیه را که عبارت از آن عقائد ثلثهٔ شریفه و آن خصائل جلیلهٔ سته گانه بوده باشد
از بیخ براندازند و درهای شقاوت و بدبختی را بروی این بیچاره انسان بگشایند و از عرش
مدنیت اش فرود آورده بر خاک مذلت وحشیت و حیوانیت اش بنشانند — زیرا آنکه
بناء تعلیمات خود را اولاً برین نهادند که جمیع ادیان باطل و از جمله واهیات و جعلیات
انسانهاست پس نشاید تنی را که بواسطه دین و کیش از برای خویش شرافت و حقیقی بر
بر سائر ملل اثبات کند — پس ازین تعلیم فاسد که موجب فتور همم و سبب بطء در حرکات
انسان بسوی معالی چنانچه پیش گذارش یافت گفتند که انسان چون دیگر حیوانات
است و او را مزیتی بر بهائم نیست بلکه خلقةً و فطرةً از غالب آنها خسیس تر و پست تر میباشد
و بدین قول درهای حیوانیت را بروی انسانها کشودند و ارتکاب افعال قبیحه و اعمال شنیعه را

بر مردمان سهل و آسان کردند و عیب درندگی را افترا سرا برداشتند - و سپس این بیان کردند که بغیر ازین حیات زندگانی دیگری نیست و انسان چون نباتیست که در ربیع بروید و در تابستان خشک شده بخاک عود کند و سعید آن شخص است که درین دار دنیا ملاذ و شهوات بهیمیه او را دست یاب گردد و بسبب این رای باطل بازار غدر و خیانت و تزویر و اختلاس را رواج دادند و انسانها را بر رذائل و خبائث دعوت نمودند و عقلها را از سیر بسوی کمالات و کشف حقائق باز داشتند - و چون این طاعونها و وباهای عالم انسانی یعنی نیچریها دیدند که این تعلیمات فاسده در نفوس ارباب حیا مؤثر نخواهد افتاد و هرگز خداوندان شرم پا در دائرهٔ حیوانیت نخواهند گذاشت و باباحت و اشتراک در مأکل و منکح راضی نخواهند شد ازین جهت در ازالهٔ حیا کوشیدن گرفتند و گفتند که صفت حیا از ضعف و نقص نفس است و اگر نفسی قوی و کامل بوده باشد هرگز او را شرم و حیا از هیچگونه عملی حاصل نخواهد شد پس اول واجب بر انسان آنست که در ازالهٔ این صفت بکوشد تا آنکه بکمال نفسی فائز گردد و بدین وسیله عقبات و موانع طریق حیوانیت را برداشتند و سلوک سبیل بهیمیت را که عبارتست از اشتراک و اباحت بوده باشد بر نفوس آسان کردند - پوشیده نماند که موجب امانت و صداقت حقیقةً دو امر است یکی اعتقاد بروز بازپسین و دیگری ملکهٔ حیا و ظاهر گردید که از جمله ارکان تعلیمات این گروه نیچریها رفع آن اعتقاد و ازالهٔ آن ملکه است پس تأثیر تعلیمات ایشان در اشاعهٔ خیانت و کذب بیشتر است از تأثیر قول کسیکه بنفس خیانت و کذب دعوت میکنند زیرا آنکه چون موجب امانت و صداقت یعنی آن اعتقاد شریف و آن صفت جلیله در نفس بوده باشد هر وقت نوعی مقاومت با قول داعی بخیانت و کذب خواهد کرد اگرچه مقاومت ضعیف باشد

و از این جهت در تأثیر قول او اندکی ضعف حاصل شده گاه گاهی صاحب آن عقیده و دارای
آن صفت از خیانت و کذب اجتناب خواهد نمود بخلاف آنکه اصل موجب از لوح نفس سترده
گردد چونکه در این هنگام هیچ باعث و داعی از برای اجتناب باقی نخواهد ماند — علاوه بر این
چون این گروه بنای مذهب خود را بر اباحت و اشتراک گذاشته اند و جمیع مشتهیات را
حق مشاع پنداشته اند و اختصاص و امتیاز را اغتصاب انگاشته اند چنانچه ذکر
خواهد شد دیگر محلی و جائی از برای خیانت باقی نخواهد ماند بجهت آنکه اگر شخصی از برای
استعمال حق مشاع خود حیله‌ای را اختیار کند آن خیانت نخواهد بود و همچنین اگر
دروغی را وسیله سازد کذب قبیح شمرده نمی شود — پس معلوم شد که تعلیمات این گروه
موجب همهٔ خیانتها و دروغهاست و سبب همه شرور و رذائل و دنایا و خبائث است
— و لامحاله اگر این گونه امور در امتی فاش گردد مضمحل و نابود خواهد گردید — و از آن
چه گفتیم بخوبی ظاهر شد که این طائفه چگونه سبب هلاک و دمار امم و قبائل و شعوب میگردند
— الآن میخواهم بگویم که این گروه بزرگترین دشمنان انسان بوده اند و هستند و برهم
اصلاحیکه در مخیلهٔ پر مالیخولیای ایشان مرتسم شده است میخواهند و اکنون هم برانند
که آتش فسادی افروخته خانمان این نوع بیچاره را سوخته اسم او را از لوح وجود براندازند
چونکه هر کسی را هویداست که بقاء افراد انسان در این جهان از روی ضرورت موقوف
است بر صنایع و حرف چندیکه در شرف و خست و سهولت و دشواری متفاوت میباشد
— و غایت بغیه و نهایت مقصود این جماعت این است که همهٔ انسانها در جمیع مشتهیات
و ملاذ مشترک شده اختصاص و امتیاز از میانه برداشته شود و هیچکس را افزونی و برتری
در هیچ چیز بر دیگری نباشد و همگی در نهایت تساوی با هم بسر برند — و چون چنین شود

البته هر شخصی از ارتکاب اعمال شاقه خسیسه سر باز زده امر معیشت مختل و دولاب معاملات و مبادله او و اعمال از حرکت باز خواهد ایستاد و عاقبت الامر این نوع ضعیف روی براه هلاکت آورده کلیته زائل خواهد شد (بلی نتیجه اصلاح ارباب مالیخولیا بیش ازین نخواهد بود) - و اگر فرض محال کنیم که تعیش انسان بدین طریقه شنیعه ممکن باشد باید دانست که بلاشک جمیع محاسن و زینتها و تجلات او بر باد فنا رفته همه کمالات ظاهریه و باطنیه و ترقیات صوریه و معنویه و علوم و معارف و صنایعش نیست و نابود خواهد گردید و کرسی مجد و شرفش سر نگون گشته در بادیه وحشیت چون سائر حیوانات با هزار آلام و اسقام در غایت خوف و بیم بسر خواهد برد بعلت آنکه علت حقیقیه همه مزایای انسان حب اختصاص و امتیاز است و چون اختصاص و امتیاز برداشته شود نفسها از حرکت بسوی معالی باز ایستاده و عقلها در اکتناه حقائق اشیاء و استکشاف دقائق امور تهاون ورزیده انسانها چون بهایم وحشی و زیر زمین جهان زنده کافی خواهند کرد اگر ممکن باشد و لکن هیهات هیهات -

معلوم باد که نیچریها طرق چندیرا از برای نشر تعلیمات مفسدانه خویشتن اختیار کردند - چنانچه در وقت امنیت و بیخوفی همه مبادی و مقاصد خود را بغایت تصریح و نهایت بیان بعالم آشکارا نمودند - و در زمان بیم و خوف تدریجا و بحسب شمرده طریق اشاره و کنایه و رمز بقدم تدلیس پیمودند - و گاهی بیکبار در هدم ارکان سته آن قصر نیک بختی انسان کوشیدند - و هنگامی برحسب مقتضای حال بعضی از آن ارکان را محط نظر تعلیمات باطله قرار داده در ویرانی آن جد بلیغ خود را بکار بردند - و وقتی بموجب ضرورت نفی ملزومات و لوازم بمکنه نفی آنها مستلزم

نفی آن ارکان میشود پرداختند - و ثانی بانکار صانع و ابطال اعتقاد ثواب و عقاب اکتفا کردند چون دانستند که زوال این دو اعتقاد لامحاله منتج جمیع مقاصد مضره ایشان خواهد گردید - و ثالث از ذکر مبادی دوم درگذشته بتزویق و تزئین و تحسین اصل مقصد که اباحت و اشتراک همه در همه باشد اشتغال ورزیدند - و گاه گاهی هم بجهت دفع معارضین اصول فاسده خود راه اغتیال پیش گرفته چون هزارها بیگناهان را بدسیسها و حیلها بکشتند -

و بالجمله چون تعلیمات ایشان در امتی از امم ظاهر میشد جماعتی از ارباب نفوس شریره را که غایت مقصود شان استعمال شهوات بهیمیه بود چه از راه حق و چه از راه باطل آن تعلیمات پسند افتاده بدون ملاحظه نتایج و عواقب بدان آرای فاسده خورسند و دلشاد گردیده در ترویج و اشاعه آنها کوششها مینمودند - و جماعتی دیگر اگرچه بدان اقوال نمیگرویدند و اعتقاد نمیکردند مع ذلک از مضار و مفاسد آنها محفوظ و مصون نمانده در ارکان عقائد نافعه و اساس صفات مفیده آنها هم خلل و فساد و تباهی راه مییافت - بجهت آنکه غالب مردم در عقائد و اخلاق خویشتن رهسپر تقلید و عادت میباشند و از برای تزعزع ارکان تقلید و عادت ادنی شبهه و اقل تشکیکی کافیست - لهذا فساد اخلاق عموم افراد آن امت را فراگرفته کذب و غدر و حیله بازی و خیانت در آنها شایع میگردید و پرده حیا برداشته شده افعال ناشایسته بمقام انسانی جهراً از ایشان بظهور میپیوست - و چون بسبب آن تعلیمات فاسده هر یکی را چنان گمان می شد که بغیر ازین حیات حیات دیگری نیست وصف (اگنیست) برو غلبه میگردید (و وصف اگنیستی عبارتست از محبت ذات بدرجه‌ای که اگر منفعت

جزئیه صاحب آن صفت مستوجب ضرر کل عالم گردد و دست از آن منفعت ندارد و
بطفر همه جهانیان رضا دهد و این صفت موجب آن میشد که هر واحدی منفعت
شخصیه خود را بر منافع عامه تقدیم نموده امت و قوم خویش را بانجس اثمان بفروشد
بلکه رفته رفته بجهت این حیات دنیه جبانت و خوف بر وی مستولی گشته از برای حفظ
زنده گی خویش بذلالت و سفله گی و عبودیت و خواری راضی و خورسند شود —

و در وقتیکه احوال احاد امت بدین پایه میرسید رشته التیام و ائتلاف گسیخته وحدت
جنسیت منعدم گشته و قوة حافظه ملت بتبعیه زائل گردیده عرش مجد و عز و شرف
آن سرنگون میگشت —

این است تفصیل آن امیکه بعد از عز و شرف بواسطه تعلیمات نیچریها یعنی مادیین
بذل و مسکنت مبتلا شدند —

و این است شرح طرق تعلیمات مادیین یعنی نیچریها —

گرک یعنی یونانیها قومی بودند قلیل العدد و بواسطه آن عقائد جلیله ثلثه خصوصاً
اعتقاد بدینکه قوم ایشان اشرف از جمیع امم عالم است و بجهت آن صفات شریفه
سه گانه دیگر صفت عار و ننگ یکه عین حیا و یا آنکه اول نتیجه اوست بعد از رواج
بازار علوم و معارف سالهای دراز در مقابل سلطنت فارسیه بلکه از نواحی کاشغر
تا ضواحی استانبول ممتد بود ایستاده گی کردند و از خوف ذل و بنده گی که شرف
را نشاید و خداوند عار و ننگ از آن اِبا نماید پای مردانه گی فشردند تا آنکه آخر الامر آن
سلطنت عظیمه فارسیه را زیر و زبر کرده دست تطاول بهندوستان دراز نمودند
و صفت امانت در آنها بدرجهٔ ای رسیده بود که مرگ را بر خیانت ترجیح میدادند چنانچه

(تمستوکلیس) در ره قیتیکه ارترکسس او را امر کرد که عساکر فارس را گرفته متوجه فتح یونان گردد زهر خورده خود را کشت و راضی نشد که با امت و قوم خود خیانت نماید با وجود آنکه یونانیان او را بعد از خدمت نمایان و غلبه بر فارس نفی کرده بودند و او ناچار شده به ایشیا پناه برده بوده (بتاریخ یونان رجوع شود) و چون اپیکور (ابیقور) ماتوریلیسم و اپیکوریَنها یعنی ابیقوریها در یونان باسم حکیم ظاهر شدند و ایشان پس از انکار الوهیت که اُس همهٔ فسادها و مایهٔ همهٔ شرور و خرابیها است چنانچه فیما بعد بیان خواهد شد گفتند که انسان بسبب خودپسندی و عُجب و غرور چنین گمان میکند که عالم بتمامه از برای وجود ناقص او خلق شده است و او اشرف همهٔ مخلوقات و علت غائیهٔ جمیع مکونات است و بواسطه حرص و طمع خویشتن بلکه بجهت جنونیکه برو مستولی شده است چنین اندیشه مینماید که او را جهانیست نورانی و عالمیست جاودانی که پس از رحلت از دار دنیا بدان عالم مقدس منتقل شده بی شائبهٔ عیب و نقص بکمال سعادت فائز خواهد گردید لهذا خود را بر خلاف نیچر یعنی طبیعت بقیود و سلاسل بسیاری مقید ساخته و بمشاق و کلفتهای بیشماری مکلف نموده درهای لذائذ طبیعیه و حظوظ فطریه را بروی خویشتن بسته است و حال آنکه او را در هیچ چیز بر هیچ حیوانی فضیلت و مزیتی نیست بلکه بحسب فطرت و طبیعت از همهٔ حیوانات ناقص و پست تر است و آن صنایعیکه او را دست یاب شده بدانها فخر مینماید همه بنهج تقلید از سایر حیوانات گرفته شده است چنانچه نسج از عنکبوت و بناء عمارت از نحل و انشاء قصور و صوامع از نملهٔ بیضاء و ادخار مؤنه از مورچه و موسیقی از بلبل و هکذا پس باید این انسان مغرور بداند که حیات او چون حیات نباتات است و بغیر از این جهان

او را جهان دیگری نیست و جز این زندگانی زندگی دیگر نمی باشد پس بعبث خود را
در مشاق و اتعاب نیندازد و بارگران تکالیف را بیهوده بر دوش خویش ننهد
و خلاف تاثر خود را از اصناف لذائذ و انواع حظوظ محروم نسازد بلکه بهر نوع
که او را ممکن شود و بهر طور که میسر گردد نصیب خویش را از ملاذ این جهان
بردارد و بافسانهای حلال و حرام و لایق و سزاوار و نالایق و غیر سزاوار و سائر
امور جعلیه ایکه مردم خود را بدانها مقید ساخته اند گوش ندهد و دل نه بندد —
و چون دیدند که تعلیمات ایشان با تمکن صفت حیا در نفوس بی فائده خواهد افتاد
در ازالهٔ آن خصلت جلیله آغاز کرده گفتند که حیا و شرم از ضعف نفس است
و هر انسان را لازم است که در ازالهٔ آن سعی نماید و قید عادات را بشکند تا آنکه
قادر گردد بر ارتکاب جمیع افعالیکه مردم آنها را قبیح میشمارند و نفس او از آشکارا
ساختن آن اعمال متأثر و منفعل نشود و عاقبت الامر این ابلقوسها پردهٔ
شرم را دریده و آب روی انسانی را برده هر جا که ماده سگی میدیدند خواه و ناخواه
خود را بدو میرسانیدند حتی در بسیاری از اوقات اصحاب سوائد این حکمای نو برآمده را
سگ خطاب کرده باستخوانها زده میراندند مع ذلک این سگهای انسان صورت
مرتدع نمی شدند و الحال مشاع بین الکل ندا کرده از هر طرف حمله می نمودند و این
یکی از آن اسباب است که اینها مشهور شدند بکلبیین — و تعلیمات فاسدهٔ این
این نجیبهای یونان یعنی کلبیین چون بمرور زمان در نفوس و عقول یونانیها تاثیر
کرد خرد خرد روی ببلادت آورد و بازار علم و حکمت کاسد شد و اخلاقها فاسد گردید
و شرف نفس آن قوم بنذالت و لؤم و امانت ایشان بخیانت و حیا و ننگ آنها

بوقاحت و سفله گی و شجاعت آنها بجبانت و محبت وطن و جنس آنها بمحبت شخصیه مبدل شد
و بالجمله جمیع ارکان ستهٔ قصر سعادت آنها و همهٔ اساسهای انسانیت ایشان منهدم گردید
و لهذا سلطنت و عزت ایشان بر باد رفته بدست روما یعنی جنس لاتین اسیر افتادند
و سالهای دراز از شآمت آن تعلیمات فاسده در قید عبودیت بسر بردند بعد از آنکه
در یک جزء از زمان در این عالم حاکم بلا معارض شمرده می شدند ــ

فارس قومی بودند که در آن اصول ستهٔ سعادت بدرجهٔ اعلی رسیده بودند و خویشتن را
چنان شریف میدانستند که گمان میکردند ارباب سعادت از امم اجنبیهٔ آن حیثیت
که در حمایت آنها بوده و یا بقرب جوار ممالک ایشان شرفیابی حاصل کرده باشد ــ
و امانت و صداقت اول تعلیمات دینیهٔ آن قوم بود حتی اگر محتاج می شدند اقدام
بر وام میکردند از خوف آنکه مبادا ناچار شده دروغی از آنها سر زند ــ و بسبب این عقائد
و خصائل عزت و رفعت و بسطت ملک آنها بپایهٔ ارتقا کرده بود که بیان آن را شه
نامهٔ باید (فرنسیس اگوبان) مؤرخ میگوید پادشاهی فارس در زمان دارای اکبر
عبارت از ۲۱ والی نشین بود و یکی از آن والی نشینها مصر و سواحل بحر قلزم و بلوچستان
و سند بود ــ و اگر زمانی در سلطنت آنها فتوری بهم میرسید از تأثیرات آن اصول
صحیحه در اندک زمانی او را تدارک نموده باز بحالت اولی و سطوت عظمای خود رجوع
میکردند ــ تا آنکه در زمان قباد مزدک نیچری یعنی طبیعی بلباس رافع جور و
دافع ظلم ظهور کرده بسبب تعلیم خود جمیع آن اساسهای نیک بختی قوم فارس را کنده
بباد فنا داد ــ زیرا آنکه گفت آن قوانین و حدود و آدابیکه انسانها وضع کرده اند
همه موجب جور و همه سبب ظلم و تمامی بر باطل است و شریعت مقدسهٔ نیچر یعنی طبیعت تا اکنون

ممنوع نشده و در حیوانات و بهائم مصدوق و محفوظ مانده است و کدام عقل و کدام دانش
بیبا بانه بنیچر میرسد و نتیجه همه ماکولات و مشروبات و منکوحات را در میانه جمیع آکلین و
شاربین و ناکحین حق مشاع قرار داده است پس چرا باید که انسان بجهت جعلیات
و همیتهٔ اینکه آنها را قوانین و اداب مینامد از مادر و دختر و خواهر خود محروم مانده دیگران
از آنها تمتع بگیرند و چه معنی دارد که شخصی اموال مشاعه را در تحت تصرف آورده دعوی
ملکیت نماید و یا آنکه زنی را بحبالهٔ نکاح در آورده سائرین را از آن منع کند و چه
حقانیت است در قانونیکه غاصبین اموال مشاعه را اصحاب حقوق میشمارد و آن
بیچاره را که بحیله تمتع از حق خود میگیرد غاصب و خائن مینامد و لهذا بر هر کس
واجب است که غل ظالمانهٔ قوانین و اداب و شرایع عقل ناقص انسانی را از گردن
بر آورده بمقتضای شریعت مقدسهٔ نیچر حقوق خود را در اموال و زنان بهر نوع که
بتواند استحصال نماید و غاصبین را جبراً و قسراً از فعل ناشایستهٔ غصب و جور باز دارد
— و چون این تعلیمات باطله در قوم فارس شیوع یافت حیا از میانه بر خواست
و غدر و خیانت فاش گردید و نذالت و سفلگی شیوع گرفت و صفات بهیمیه غلبه نمود و طباع
آنها بالکلیه فاسد شد و انوشیروان اگرچه مزدک و بعضی از پیروان آن را کشت ولکن
قادر بر قلع و قمع این تعلیمات فاسده نگردید و بدین جهت این قوم نتوانستند که یک
حملهٔ عرب را تحمل نمایند و حال آنکه قرین و همسر آنها که عبارت از روم بوده باشد قرون
متعدده با عربها در مجادله و محاربه بودند —
مسلمانان امتی بودند که بواسطهٔ دیانت الٰهیهٔ حقه و بسبب شریعت سماویهٔ صدقهٔ خود
آنقدر عقاید جلیله و خصائل جمیله احاد آن امت را حاصل شده بود و آنقدر اساس آن

ارکان سته و برآنها استوار گردیده بود که در یک قرن یعنی صد سال از نتایج آن عقاید
و سجایا از جبال آلپ تا سور چین در تحت تصرف درآوردند و دماغ اکاسره و قیاصره را
بخاک مذلت مالیدند با آنکه شرذمهٔ قلیله‌ئی بیش نبودند و اخلاق فاضلهٔ آنها بدرجه‌ئی
رسیده بود که بمقناطیس آن اخلاق در اندک زمانی قریب صد ملیون غیر مسلمین را
بکیش خویش جذب نمودند با وجود آنکه آنها را مخیّر کرده بودند در میانهٔ جزیه دهیده و اسلام
— و همین گونه غلبه و عزّ این امّت شریفه را بود تا آنکه در قرن چهارم نیچریها یعنی طبیعیین
باسم باطنیّه و صاحب الستر در مصر آشکارا شدند و زبانیه‌های خود را در جمیع اطراف
و اکناف مسلمانان خصوصاً در ایران منتشر کردند — و چون این نیچریها اصحاب باطن
دیدند که نور شریعت محمدیّه جمیع مسلمانان را منوّر گردانیده و علمای دیانت مصطفویّه
با کمال علم و سعهٔ فضل و نهایت تیقّظ در حراست این دین متین و صیانت عقاید
و اخلاق مسلمین میکوشند لهذا از برای نشر آراء فاسدهٔ خود طریق تدلیس و تدریج
را پیش گرفتند و اساس تعلیم خویشتن را برین قرار دادند که اوّلاً تشکیک کنند
مسلمانان را در عقاید خود و پس از تثبیت شک در قلوب عهد و پیمان از ایشان
بگیرند و سپس عهد و پیمان ایشان را بنظر مرشد کامل خود برسانند و گفتند بر معلّم
این تعلیمات لازم است که علی الدوام با رؤسای دین اسلام بنهج تدلیس رفتار نماید
و واجب است او را که قادر بر تأسیس مطالب خود بوده باشد — و چون کسی را
بدام مرشد کل می انداختند اوّل چیزیکه او را تعلیم میکرد این بود که اعمال ظاهریه از برای
آن اشخاصی است که بحق نرسیده اند و حق عبارت از مرشد و راهبر کامل است و چون
تو بحق رسیدی اکنون ترا باید که خود را از بعض اعمال ظاهریه بدنیه خلع نمائی —

وبعد زمانی او را میگفت که جمیع تکالیف ظاهریه و باطنیه و همه اعتقادات و قیودات از برای ناقصین است که بمنزلهٔ بیمار انند و چون تو کامل گشتی لازم است که همه این قیودات ظاهره و باطنه را از خود سلخ کرده قدم در دائرهٔ واسعهٔ اباحت نهی چه حلال و چه حرام وچه امانت وچه خیانت وچه صدق وچه کذب وچه فضائل وچه رذائل — و پس از تثبیت اباحت در نفوس تابعین خود بجهت انکار الوهیت و اثبات مذهب نیچری وسیلهٔ دیگر بکار برده میگفت اگر خدا موجود باشد بموجودات شبیه خواهد شد و اگر معدوم باشد مماثل معدومات خواهد گردید و خدا منزه است از هرگونه شبیهی پس خدا نه موجود است و نه معدوم (یعنی باسم اقرار کن ومسمی را انکار نما) — ومدت زمانی این گروه اهل باطن بطریق خفیه بواسطه این تعلیمات در فساد اخلاق مسلمانان میکوشیدند تا آنکه علمای دین وسائر رؤسا مسلمین برین امر مطلع شده درصدد معارضه برآمدند وچون آنها کثرت معارضین را دیدند از برای نشر آرار باطله خود خون هزارها علمأ وصلحأ وامرای امت محمدیه را اغتیالاً ریختند — وبعضی از آنها آن عقائد فاسده مضره را فرصت یافته برروی منبر الموت جهاراً بعالم ظاهر ساخته گفت که در وقت قیام قیامت هیچگونه تکلیفی نه ظاهری و نه باطنی برخلق نمیباشد وقیامت عبارتست از قیام قائم حق ومنم قائم حق پس ازینها هرکه هرچه خواهد بکند که تکلیف برخواسته شده است (یعنی درهای انسانیت بسته شده ابواب حیوانیت باز گردید) — وبالجمله این نیچریها اهل باطن وخداوندان تاویل یعنی نا نوّر لیشهها قرون سابقهٔ مسلمانان تجدیدهٔ کمال خلق را بجمیع نقائص ورذائل ایکه برانداز ندهٔ امم وملل است دعوت نمودند وبدسیسهٔ تنزیه جعلی خویش اعتقاد

الوهیت را که اساس همه سعادات انسانهاست درین دار دنیا از الواح عقول
ستردند و هم در زمان اخلاق امت محمدیه را شرقاً و غرباً فاسد کردند و در ارکان عقائد
وسجایای پسندیدهٔ آن امت شریفه تزعزع انداختند تا آنکه شجاعت وبسالت آنها
بخوف وجبانت وامانت وصداقت آنها بخیانت ودروغ گوئی ومحبت اسلام آنها
بمحبت شخصیهٔ بهیمیه مبدل گردید — واز آن بود که جماعتی از صعالیک فرنگ در قرن
خامس باراضی شامیه هجوم کرده صدها شهرها وقریه‌ها را خراب نمودند وخون هزارها
را رایگان ریختند وتا قریب دوصد سال مسلمانان از دفع آن صعالیک عاجز
ماندند وحال آنکه پیش از آن فساد اخلاق وتباهی عقائد قوم فرنگ را در ممالک
خود از دست مسلمانان راحت وآرام نبود — وهمچنین گروهی از اوباش
تاتار وترک ومغول باچنگیزخان آمده غالب شهرهای محمدیان را ویران ساخته
خون ملیونها را برخاک ریختند ومسلمانان را اینقدر قوه نشد که این بلیه را از خود
دور سازند باوجود اینکه در اوّل اسلام باقلت عدد تاسور چین جولانگاه اسپان
مسلمانها بود — وآن همه ذل وحقارت وخرابی وویرانی از برای مسلمانان
حاصل نشد مگر از خیانت ودروغ گوئی وجبانت وگران جانی وضعف وسستی
اینکه آثار آن تعلیمات فاسده بود — وچون اداب واخلاق ودیانت محمدیه از غالب
نفوس مسلمانان بالمره زائل نشده بود لهذا بهزار کوشش بعد از سالهای دراز
اراضی شامیه را از دست فرنگ گرفته چنگیزیان را بشرف اسلام مشرف کردند
ولکن نتوانستند که آن ضعف را بالکلیه زائل سازند وآن سلطه وقوت خود را
دوباره اعاده نمایند زیرا آنکه آن سلطه نتیجهٔ آن عقائد حقه وآن خصال پسندیده بود

و بعد از تفرق فساد و اعادهٔ آنها متعسر گردید — و ازین است که ارباب تاریخ ابتدای انحطاط
سلطهٔ مسلمانان را از محاربهٔ صلیب میگیرند — و چنان لائق بود که آغاز ضعف مسلمانان
و تفرق کلمهٔ آنها را از شروع آن تعلیمات فاسده و آرای باطله بگیرند — مخفی نماند با آنکه
درین زمان اخیر در ایران یافت شدند دهزارها خون عباد الله را بناحق ریختند
کوچک ابدالهای همان نیچریهای الموت و چیلهها یعنی کچکول بردارهای همان طبیعیین
گرد کوه میباشند و تعلیمات آنها نمونهٔ همان تعلیمات باطنیه است پس باید منتظر شد
که فیما بعد چه تاثیرهای دیگر از اقوال آنها در امت ایرانیه یافت خواهد شد —
امت فرنساویه آن یگانه امتی بود که بواسطهٔ آن اساسهای شش گانهٔ سعادت
در قطعهٔ یوروپ بعد از رومانیین رفع علم دانش و کاردانی نموده موجب تمدن
همهٔ امم فرنگ گردید و بسبب آن اصول جلیله در غالب اوقات در جمیع بلاد مغربیه
صاحب کلمهٔ نافذه شد — تا آنکه در قرن هیجدهم از میلاد مسیح (ولتیر) و (روسو)
باسم رافع الخرافات و منور العقول ظهور کردند و این دو شخص قبر اپیکور (ابیقور)
کلبی را نبش کرده عظام بالیهٔ ناتورلیسمی را احیا نمودند و تکالیف را برانداختند
و تخم اباحت و اشتراک را کاشتند و آداب و رسوم را خرافات انگاشتند و ادیان
را اختراعیات انسان ناقص العقل پنداشتند و هر دو جهرا بانکار الوهیت و تشنیع
انبیاء پرداختند حتی (ولتیر) چندین کتاب در تخطئه و سخریه و تشنیع و ذم انبیاء
تصنیف کرد — و این اقوال باطله در نفوس فرنساویها تاثیر کرده بیکبارگی دیانت
عیسویه را ترک نمودند و درهای شریعت مقدسهٔ نیچری یعنی اباحت را بروی خود
گشودند — حتی در روزی از روزها دختری را آورده در محراب کنیسه گذارده

زعیم آن قوم ندا در داد که ایها الناس پس ازین از رعد و برق منرسید و چنین گمان
مکنید که اینها از طرف آلهٔ سما برای تهدید شما ظاهر شده است بلکه بدانید که همه اینها آثار
طبیعت است یعنی ناتور و غیر از (ناتور) مؤثر دیگری در عالم وجود نیست پس دیگر
پرستش اوهام را منمائید و از روی گمان خدائے برای خود اختراع مکنید و اگر
خواهش آن دارید که چیزی را عبادت و پرستش نمائید اینک (مدموازل)
در محراب چون دُمیه ایستاده است — و تعلیمات فاسدهٔ نیچریه این
دو شخص اولا موجب ثورت مشهورهٔ فرانساویه گردید و ثانیاً
سبب آن شد که فساد اخلاق و تفرق کلمه و اختلاف مشارب احاد آن امت را
فرا گرفت تا آنکه رفته رفته هر طائفهٔ از اصحاب آرا مختلفه و مشارب متباینه
بخود مشغول گردیده باستحصال مقاصد و ملاذ خویشتن کوشیدن گرفت و از منافع
عامه اعراض کرد و از آن سبب نفوذ خارجیهٔ ایشان چه در غرب بوده باشد و چه
در شرق روی بنقصان آورد — و ناپلیون اول اگرچه دوباره دیانت مسیحیه را
اعاده نمود و لکن اثر آن تعلیمات از نفوس نرفت و اختلاف مشارب زائل نگردید
— و عاقبت الامر بدان منجر شد که از دست جرمنی شکست خورده زیانهائیکه
بسالهای دراز جبر آن نتوان کرد بدانها رسید بلکه آن تعلیمات مضره باعث
آن شد که طائفهٔ (سوسیالیست) یعنی اجتماعیین در آنها یافت شد و ضرر
و خسارت این گروه بر فرانسا کمتر از ضرر و خسارت جرمنی نبود (بتاریخ حرب
فرانسا رجوع شود) — و اگر ارباب آن عقائد حسنه و سجایا پسندیده
تدارک این امر را نمیکردند این قوم برای اجرای مقاصد باطله خود فرانسا را

زیر و زبر گروه با خاک برابر میساختند — و پوشیده نماند که امت عثمانیه بسبب ظهور این عقیده فاسده نیچریان در بعضی از امرا و عظمای آن باین حالت محزنه افتاد حتی آن افسرهای عسکری که درین محاربه اخیره خیانت کرده باعث خرابی و تباهی گردیدند همانها بودند که بطریق نیچری قدم میزدند و خود را اصحاب افکار جدیده می شمردند یعنی بسبب تعلیم نیچریه چنان گمان میکردند که انسان چون سائر حیوانات است و آن اخلاق و سجایا یکه از برای خود فضیلت میداند همه خلاف (ناتور) و از فضول عقل است و باید هر شخص آنقدر که بتواند و هر راهی که ممکن شود او را لذات و شهوات حیوانیه را از برای خود استعمال کند و بخرافات قیودات و بواهیات جبلیات انسانهای بیعقل خویشتن را از ملاذ محروم نسازد و چون انسان فانی می شود چه شرف چه حیا و امانت و صداقت کدام است و لهذا یک جبلیه سفلگی را قبول کرده بقیمت زهیده سے خانه شرف چندین ساله عثمانیان را بر باد دادند —

(سوسیالیست) و (کومونیست) و نهلیست) یعنی اجتماعیین و اشتراکیین و عدمیین هر سه طائفه ره سپر این طریقه میباشند و خود را باسم محب الفقراء والضعفاء والمساکین ظاهر ساخته اند — و هر یک ازین طوائف ثلثه اگرچه صورةً مطلب خود را بنوعے تقریر میکنند ولکن غایت و نهایت مقصود آنها اینست که جمیع امتیازات انسانیه را برداشته چون مزدک همه را در همه شریک سازند — و بجهت اجرای این مقصد فاسد چه بسیار خون ریزیها کردند و چه فسادها و فتنه ها برپا نمودند و چه قدر عمارات و قرا را آتش زدند — و ایشان میگویند که جمیع مشتهیات و ملاذیکه در روی این کره زمین است همه آنها از فیوضات (ناتور) یعنی طبیعت است پس نشاید که شخصی را اختصاصی بوده باشد

یکی از آن ملاذ بدون شارکین او در انسانیت بلکه باید جمیع ملاذ و مشتهیات حق مشاع
بوده باشد در میانه همگی افراد انسانها - و میگویند بزرگترین سد و محکمترین مانع از
برای نشر شریعت مقدسه نیچر یعنی اباحت و اشتراک دیانتها و سلطنتها میباشد پس
لازم است که اینها را از اساس برانداخت و پادشاهان و روساء ادیان را نیست
ونابود ساخت - و اگر شخصی خود را بلذتی مخصوص ساخته و خویشتن را بنعمتی یا امری
ممتاز گرداند و مخالفت شریعت مقدسه ناتور یعنی طبیعت نماید او را باید بقتل رسانید
تا آنکه دیگران از حکم آن شریعت مقدسه سر نپیچند و گردن کشی نکنند - و این گروه
ستمکارانه از برای نشر افکار مفسدانه خود هیچ وسیله و حیله نیافتند مگر آنکه انشاء
مدارس نموده و یا آنکه در مکاتب و مدارس سائرین مدرس شده اندک اندک افکار
خود را در اذهان صافیه بچهای دهند و از این جهت بعضی با نشار مدارس پرداخت
و بعضی دیگر متفرق گردیده هر یکی در مدرسه ای از مدارس بلاد فرنگ معلم گردیده
در انواعه و اشاعه خیالات باطله خویشتن کوشیدن گرفت و بدین وسیله احزاب
آنها بسیار شدند و در تمامی اقطار ممالک یوروپ منتشر گردیدند خصوصا در مملکت
روسیه - و بلاشبهه اگر این طوائف ثلثه قوت بگیرند موجب انقراض و اضمحلال
نوع انسانی خواهند شد چنانچه وجه آن پیش گذشت اجارنا الله من شرورهم و افعالهم
(مورمنند) آن پیسین پیمبر و گزیده وخشور (ناتور) که اولا در ممالک انگلیز بود پس از آن
باراضی امریکا هجرت گزین شد بالهام طبیعت یعنی نیچر چنان مصلحت دید که این نعمت
عظمای اباحت و اشتراک را فقط با نها عطا کند که به نیچر ایمان دارند لهذا دو کمپانی
تشکیل نموده یکی از مومنین و یکی از مومنات و گفت هر یک از مومنین مطلق التصرف است

و در هر یک از مؤمنات وازآنست که اگر از یکی از مؤمنات سوال شود تو زن کیستی جواب بگوید زن کیبانی و همچنین اگر از یکی از اولاد آن زنها پرسیده شود که تو بچهٔ چه کسی باشی خواهد داد بچهٔ جمعیت — و تا هنوز بسبب شر و فساد آنها از چاه ویل کیبانی سر بر نزده و خداوند تعالی میداند که چه وقت شرارهٔ آن عالم را گرفته خان و مان انسانها را سوخته و ویران خواهد ساخت واما آن منکران الوهیت یعنی نیچریها که بلباس تلبیس مهذب و دوستدار امت و خیرخواه قوم برآمده اند و خود را شریک دزد و رفیق قافله ساخته اند و در نزد اغنیا و بلیدها علم دانش و کاردانی برافراخته اند و از برای خیانت طرح نو در انداخته اند و بدستهٔ کلمات مسروقهٔ ناتمام بخود بالیده اند و بروتها را بصد کبر و ناز مالیده اند و خود را با هزار جهل و نادانی هادی و راه بر نامیده اند و با همهٔ اخلاق رذیله و صفات ذمیمه خویشتن را مهذب گماشته اند و عقل و خردمندیرا فقط در غدر و اختلاس و تزویر پنداشته اند بسیار خجالت میکشم که آنها را ذکر کنم و بغایت شرمم می آید از تحریر روش و کنش ایشان زیرا آنکه مقاصد آنها بسیار پست است چونکه میخواهند از برای شکم خویشتن اساس امت خویش را بکنند و رشتهٔ التئام آن را از هم بگسلانند و جولانگاه افکار شان بسیار تنگ است و هنوز قدم از شکنبهٔ خود بیرون ننهاده اند و قلم را در آن مجال تنگ قدر یارای حرکت نیست — اینقدر میتوانم بگویم که اینها (پیاچه) یعنی پهلوان پنبهٔ دیگرانند باقیش را خوانندگان بدانند —

و از جمیع آنچه پیش ذکر شد بخوبی هر کسی را معلوم گردید که این گروه نیچریها یعنی دهریها در هر امتی که پیدا شدند اخلاق آحاد آن امت را بواسطهٔ تعلیمات فاسدهٔ خود بهزار تلبیس و تدلیس فاسد کردند و اساس قصر سعادت ایشان را کندند و خیانت و دروغ گوئی

دیگران جانی شهوت پرستی را رواج دادند تا آنکه تدریجاً اسم آن امّت را از لوح وجود محو نمودند و یا آنکه بذلّ و فقر و عبودیت مبتلا کردند — مع ذلک چون بعضی ازین گروه مقصد اصلی خود را که اباحت و اشتراک بوده باشد تدلیساً مخفی داشته و در ظاهر بانکار الوهیت و روز بازپرس اکتفا میکنند لهذا میخواهم بیان کنم که این تعلیم بنفسه کافیست از برای فساد هیئت اجتماعیه و تزعزع ارکان مدنیت و هیچ سببی موثرتر ازین تعلیم در فساد اخلاق یافت نمی شود و ممکن نیست که شخصی نیچری بوده باشد و با وجود این مهذّب الاخلاق و صاحب امانت و صداقت و مروّت و جوانمردی باشد —

پس میگوییم هر فردی از افراد انسان را بحسب سرشت و خلقت شهوتها و خواهشهائیست که بازاء آنها مشتهیاتی و ملائماتی در عالم خارج گذاشته شده است — و آن شهوات بذواتها چنان اقتضا میکند که انسان حرکت نموده و سعی کرده آن مشتهیات را استحصال نماید و بدانها معالجهٔ خواهشهای خویش کند و سورت نفس را بشکند چه تحصیل آنها بنهج حق بوده باشد و یا بنهج باطل و چه بدست آوردن آنها موجب فتنه و فساد و سفک دماء و غصب حقوق شود و یا آنکه بدون این مفاسد او را دست یاب گردد — و این مقتضیات قویّه و بواعث فعّاله را از تأثیرات غیر معتدله باز داشتن و انسان صاحب آن شهوات موثره را بحق خود راضی کردن و از تعدیات و اجحافات منع نمودن بیکی ازین چهار چیز متصور می شود — یا آنکه هر صاحب حقی شمشیرے در دست گرفته و سپری بر دوش انداخته و یک پا در پیش و یک پا در عقب نهاده شب و روز در صیانت حق خود بکوشد — و یا شرافت نفس چنانچه ارباب اهوا ادعا میکنند — و یا حکومت — و یا اعتقاد بر اینکه عالم را صانعیست دانا و عمل خیر و شر را

پس ازین حیات جزئیست معین (یعنی دینا) - اما وجه اول موجب آن می شود که
ازبرای صیانت حقوق و دفع تعدیات سیلهای خون جاری گردد و تطول داوریه
بدارا فراد انسانیه منقلب شود و هر قویّی ضعیفی را طحن و سحق نماید تا آنکه آخرالامر این
نوع منقرض شده اسم او از لوح وجود محو گردد - واما وجه ثانی پس باید دانست که
شرافت نفس آن صفتیست که صاحب آن از اعمال ذمیمه و افعال قبیحه در نزد
عشیره و قبیله خود اجتناب خواهد نمود و خست نفس آنست که دارای آن از دنیا
امور پرهیز نمی نماید و از تقبیح و تشنیع متأثر نمیگردد = و هرکسی را واضح است
که این صفت را یعنی شرف نفس را ماهیت و حقیقت معینه در نزد امم نیست
که بتوان حد و شهوات را بحد اعتدال آورد و هر شخصی را بحق خود راضی ساخته پایهٔ
انتظام را محکم نمود - آیا ملاحظه نمیکنی بسا امور هست که ارتکاب آنها پیش امتی خست
و دنائت شمرده می شود و همان امور در نزد امتی دیگر از آثار شرف و کمال النفس
و از موجبات مدح و ستایش است و حال آنکه فی الحقیقه عین جور و ظلم و غدر است
— چنانچه نهب و غارت و دزدی و راه زنی و قتل نفس پیش قبائل و اهل جبال و
بوادی غایت کمال و نهایت شرافت نفس است و اما اهل مدن همه آنها را علامات
خست و دنائت میدانند - و همچنین حیله بازی و مکاری و منافقی در نزد قومی
خست و قومی دیگر این امور را عقل و کاردانی و کمال می شمارند — و دیگر آنکه
اگر غور کنی درین امر که هر حادثی را علتیست و علت غائیه افعال اختیاریه انسان
نفس او است بخوبی خواهی دریافت که طلب اتصاف بشرافت نفس و سعی در
استحصال او و خوف از خست و دنائت آن بجهت رغبت و میل انسان است

بتوسیع طرق معیشت وحضر را وسعت از تنگی مسالک زنده گانی چونکه میداند از اتصاف بشرافت نفس موثوق به خواهد گردید و با مانت وصداقت مشهور شده اعوان وانصار او بسیار خواهد شد و یاران بسیار راهها و اسباب های معیشت فراوان خواهد گردید بخلاف اتصاف بخست و دنائت نفس که موجب تنفر قلوب و باعث قلت یاران گردیده ابواب معیشت را مسدود خواهد ساخت ـ پس بمقدار طلب شرافت نفس و قوت وضعف وتمکن و عدم تمکن آن صفت در درجات و مراتب او و تاثیرات آن در نتایج ارباب شهوات از تعدیات برحسب معیشتهای طبقات مردم پیدا شد ـ بعض طبقات ناس آنقدر در تحصیل آن صفت خواهند کوشید که معیشت ایشان را نافع باشد و از ضرر دیگر نه محفوظ مانند بلکه هر طبقه سوای شرافت نفس را آن صفتی میشمارد که بدان صیانت رتبه ومعیشت توان شد و آنچه زیاده بر این باشد هرگز فقدان او را نقص و دنائت نمی انگارد اگرچه در نزد طبقات دیگر نقص و خست شمرده شود و در استحصال آن سعی بکار نمی برد ـ نظر کن در غالب سلاطین و امراء چگونه باعتقاد شرافت نفس از عهدشکنی پروانمی کنند خصوصًا با آنانکه از خود در جلالت وعظمت پست ترند و از جور و ظلم و سائر افعال ذمیمه اجتناب نمی نمایند و هیچیک از این امور را خست و دنائت نمی شمارند و حال آنکه اگر یکی از اینها از آحاد رعیت سرمیزد خسیس و دنی النفس شمرده شده بدین جهت در امر معیشت او خلل حاصل باشد حتی سائر طبقات هم این امور را در حق سلاطین و امراء خود از خست و دنائت نمیدانند بلکه بمحامل دیگر حمل میکنند ـ و همچنین است حال جمیع طبقات عالیه با طبقات سافله طبقةً بعد طبقة ـ و سبب این امر آنست

که طبقات عالیه خود را از ضرر آن افعال شنیعه مصون و محفوظ میدانند - پس اگر مدار انتظام عالم همین شرافت نفس بوده باشد هر طبقهٔ عالیه‌ئی دست تعدّی بطبقه سافله کشوده درهای شر و فساد بروی این بیچاره انسان باز خواهد گردید - علاوه برین چون غرض از اتصاف بدین صفت توسیع طُرق معیشت و تحذّر از تنگی مسالک زندگانیست چنانچه معلوم شد پس هرگز این خصلت مانع نمی شود انسان را از تعدّیات باطنیّه و خیانتهای مخفیه و رشوت خواریهای در زوایای محاکم زیرا آنکه انسان طالب سعهٔ عیش میداند که بدین خیانت مخفیّه بمقصد اصلی خود خواهد رسید بدون آنکه مشهور بدنائت گردد چنانچه مبینی که داعیان بر شرف نفس چگونه اعمال در زوایای محاکم از آنها بظهور میرسد - پس نشاید کسی را که شرف النفس را میزان عدل قرار داده گمان کند که میتوان بدین صفت هر کسی را بحق خود راضی کرده منع جمیع تعدّیات و اجحافات ظاهریّه و باطنیّه را نماید - و اگر کسی بگوید یکی از اسباب طلب شرافت نفس حبّ محمدت است پس می شود که هر شخص بجهت استحصال محمدت خود را باعلی درجهٔ شرافت النفس متصف ساخته خویشتن را از جمیع رذائل و دنایا و تعدیات و اجحافات دور نماید - جواب میگویم اولا اکثر شخصی یافت می شود که مدح و ثنا را بر لذائذ و شهوات بدنیّه تقدیم نماید و اگر بطبقات مردم نظر شود این بخوبی ظاهر و هویدا خواهد شد - و ثانیاً چونکه موجب اول از برای مدح و ثنا این انسانهای حیوان منش و باعث نخستین بجهت ستایش این مورّخین مزخرف و شعرا کاذبین غنا و ثروت و جاه و جلال و شوکت است اگرچه استحصال آنها از طرق غیر لائقه شده باشد و در اکتساب این چیزها هزارها تعدیات و اجحافات

سرزده باشد لهذا غالب نفوس در این امر سعی خواهند کرد که خود را اصحاب غنا و ثروت و خداوندان جاه و جلال نمایند اگرچه بطریق غدر و ظلم و خیانت بوده باشد تا آنکه هم لذائذ بدنیه را بدست آرند و هم ممدوح این مدلّسین گردند و کمتر شخصی یافت می شود که طالب محمدت حقه بوده از راه حق و فضیلت و شرافت نفس ثنا و ستایش حق را اکتساب کند — و از آنچه گفته شد ظاهر گردید که خصلت شرافت نفس بهیچوجه از برای تعدیل شهوات و منع تعدیات و انتظام عالم کافی نیست - بلی اگر مستند بدینی بوده و در آن دین ماهیّت آن متقرر و متعیّن گردیده باشد بجهت آن منشأ و مبنا موجب انتظام سلسلهٔ معاملات خواهد شد نه بنفس خود چنانچه در بیان حیا بدین اشاره ای رفت — و اما وجه ثالث مخفی نماند که قدرت حکومت مقصور است بر دفع ظلمها و جورهای ظاهری امّا اختلاسات و تزویرها و بهتانها و فسادها و تعدّیات باطنیّه خداوندان شهوات را چگونه منع توانند کرد و بکدام طور بجلدها و دسیسه ها و ستمهای پنهانی مطلع می شوند تا برفع آنها بکوشند - علاوه برین حاکم و اعوان او همه اصحاب شهوتند و بکدام چیز آن دارایان قدرت را از مقتضیات شهوات فعّاله منع خواهد نمود و رعیتهای ضعیف بیچاره را چه امر از دست شرور و حرص و آز آنها خلاصی خواهد بخشید — و چون هیچ رادع و زاجری آنها را نباشد البته آن حاکم خفیه رئیس سرّاق و جهرا رأس قطّاع الطریق گشته اتباع و اعوان او همه آلات ظلم و جور و غدر و ادوات شر و فساد و افزارهای اختلاس آن خواهند گردید و در ابطال حقوق بندگان خدا و هتک اعراض و نهب اموال آنها خواهند کوشید و عطش شهوات خود را از خون بیچارگان تسکین خواهند داد و ظلمهای خویش را

بر مار بینوایان منتشر و مزین خواهند ساخت و بالجمله در هلاک عباد و دمار بلاد کوششها وسعیها بکار خواهند برد - پس سبب دیگری از برای کف ارباب شهوات از تعدیات واجحافات باقی نماند مگر وجه رابع یعنی ایمان بر اینکه عالم را صانعیست دانا و توانا واعتقاد بدینکه از برای عمل خیر و شر پس ازین حیات جزائیست معین - والحق این دو اعتقاد معًا پایدارترین اساسیست از برای کبح شهوات و رفع تعدیات ظاهریه و باطنیه و محکم ترین رکنیست بجهت برانداختن حیله ها و تزویرها و تدلیسها و نیکوترین باعثی است برای احقاق حقوق - و اوست سبب اعلیت و رفاهیت تامه - وبدون این دو عقیده هرگز هیئت اجتماعیه صورت وقوع نپذیرد و مدنیت لباس هستی نپوشد و پایه معاملات استوار نگردد و مصاحبات و معاشرات بمثل و غش قشود - واگر کسی را این دو اعتقاد نباشد بهیچ وجه او را داعیی بسوی فضائل و زاجرے از رذائل نخواهد بود و هیچ چیز او را از خیانت و دروغ گوئی و منافقی و مزوری منع نخواهد نمود بجهت آنکه علت غائیه جمیع ملکات مکتسبه وافعال اختیاریه چنانچه گفته شد نفس انسان است و چون کسی را اعتقاد بثواب و عقاب نباشد کدام چیز دیگر او را ازین صفات ذمیمه منع نموده باخلاق حسنه دعوت خواهد نمود خصوصًا در وقتیکه معلوم شود انسان را که نه از انصاف بدانها ضررے در دنیا بر و مترتب خواهد شد و نه از تخلق بدینها او را فائدہ سے خواهد رسید و کدام امر او را بر معاونت و مناصرت و مرحمت و مروت و جوانمردی و دیگر اموریکه هیئت اجتماعیه را از آنها گزیری نیست الزام خواهد کرد -

و خواننده را معلوم گردید که اول تعلیمات طبیعیین یعنے نیچریها رفع این دو اعتقاد است کہ اساس همه دینهاست و آخر تعلیمات ایشان اباحت و اشتراک است - پس

این قومند که بر باد دهندهٔ هیئت اجتماعیه اند و تباه کنندهٔ مدنیت اند و مفسدان اخلاق اند
و خراب کنندهٔ ارکان علوم و معارف اند و هلاک نمایندهٔ امم اند و زائل کنندهٔ نخوت
و غیرت و ناموس اند و جراثیم لؤم و خیانت اند و ارومه های رذالت و دنائت اند
و اساسهای خست و نذالت اند و اعلام کذب و دروغ اند و دعات حیوانیت اند ـ
محبت آنها کید است و مصاحبت ایشان مکر است و ملایمت شان غدر است
و مجاملت شان حیله است. صداقت شان فریب است و دعوی انسانیت شان
دام است و بر معارف و علوم خواندشان شست و قلاب است. امانت را خیانت کنند
و ستر را حفظ نکنند و دست عزیز خود را بیک پول سیاه بفروشند. بندهای
شکم اند و عبید شهوت و از برای قضای شهوات خویش از ارتکاب هیچ گونه عمل
خسیس و دنیئی استنکاف نمیکنند. ناموس و عار و ننگ را هیچ نمی شناسند
و از شرف نفس خبر ندارند. پسران درین طائفه از پدران در امان نیستند
و دختران از هیچکدام ـ بلی حرکت طبیعت طبیعی را چه منع تواند کرد و اگر شخصی
بلین ملمس چون مار اینها بازی خورد و بخط و خال چون افعای ایشان مغرور
گردد و بزخرف قول اینها او را پسند افتد و حیله های ایشان در دل او جای گیرد
و چنان گمان کند که این قوم موجب تمدن اند و باعث انتظام بلاد عباد و یا سبب
نشر علوم و معارف اند و یا آنکه خیال کند که ایشان در تنگی معین و یار اند و در وقت ضرورت
حافظ اسرار اند باید بر عقل او گریست و خندید زیرا آنکه هم جای خنده دارد و هم جای گریه
پس از همه آنچه بیان کردیم بنحو اوضح ظاهر شد که دین اگرچه باطل و اخس ادیان
بوده باشد بجهت آن دو رکن رکین یعنی اعتقاد بصانع و ایمان بثواب و عقاب

و بسبب سائر آن اصول مسته که ودایع دینها و کیشهاست از طریقهٔ ما و بین یعنی نیچریها بهتر است در عالم مدنیّت و هیئت اجتماعیّه و انتظام امور معاملات بلکه در جمیع اجتماعات انسانیّه و در همه ترقیات بشریّه درین دار دُنیا ـ

و چون نظام عالم بر نهج حکمت گذاشته شده است و نظام عالم انسانی جزء نظام کلّ است از آنست که هر وقت این خلل اندازان هیئت اجتماعیّه یعنی نیچریها ظهور نمودند نفوس انسانیّه بر قلع و قمع آنها همّت گماشته و خداوندان نظام حقیقی مدنیّت که دین بوده باشد در ازالهٔ ایشان سعیهای بلیغ بکار بردند و مزاج انسان کبیر بنا بر شعور خداداد خود که اثر حکمت کلیّه است اینها را قبول نکرده چون فضلات دفع نموده است ـ و لهذا این طائفه اگرچه از دیر زمان بدین عالم پا نهاده اند و بعضی از نفوس خائنهٔ ارباب شوکت هم بجهت مقاصد دنیّهٔ خود ایشانرا در هر وقتی تأیید نمودند ولکن پایداری و ثبات حاصل نکرده اند و چون ابرهای تابستان در هر زمان که ظهور نموده اند بزودی متفرّق و نیست و نابود شده اند ـ
و نظام حقیقی عالم انسانی یعنی دین متمکن و مستقر شده این مایه‌های بی‌انتظام زائل و معدوم گردیده اند ـ

و چون معلوم شد که دین مطلقاً مایهٔ نیکبختیهای انسان است پس اگر بر اساسهای محکم و پایه‌های متقن گذاشته شده باشد البتّه آن دین بنهج اتمّ سبب سعادت تامّه و رفاهیّت کامله خواهد گردید و بطریق اولی موجب ترقیات صوریّه و معنویّه شده عَلَم مدنیّت را در میان پیروان خود خواهد برافراخت بلکه متدیّنین را بتمامی کمالات عقلیّه و نفسیّه فائز خواهد گردانید و ایشان را به نیکبختی دو جهان خواهد رسانید ـ

واگر غور نمائیم در ادیان هیچ دینی را نخواهیم دید که بر اساس محکم متقن نهاده شده باشد مانند دین اسلام — زیرا آنکه عروج امم بر مدارج کمالات و صعود و شعوب بر معارج معارف و ارتقاء قبائل بر مراقی فضائل و اطلاع طوائف انسانها بر دقائق حقائق و استحصال آنها سعادت تامّهٔ حقیقیّه را در دار دنیا و آخرت موقوف است بر اموری چند — اوّل آنکه باید لوح عقول امم و قبائل از کدورات خرافات و زنگهای عقائد باطله و همیّه پاک بوده باشد زیرا آنکه عقیدهٔ خرافیه حجابیست کثیف که علی الدوام حائل می‌شود در میانهٔ صاحب آن عقیده و میانهٔ حقیقت و واقع و او را باز میدارد از کشف نفس الامر بلکه چون خرافی را قبول کرد عقل او را توقف حاصل شد و از حرکات فکریّه سر باز زد پس از آن حل مثل بر مثل کرده جمیع خرافات و اوهام را قبول خواهد نمود و این موجب آن می‌شود که از کمالات حقّه دور افتد و حقائق اکوان بر او پوشیده ماند بلکه سبب خواهد شد که جمیع عمر خود را با اوهام و وحشت و دهشت و خوف و بیم بگذراند و از حرکت طیور و جنبش بهائم در لرزه افتد و از هبوب ریاح و آواز رعد و درخشیدن برق مضطرب گردد و بواسطهٔ تطیّرات و تشئّمات از غالب اسباب سعادت خود باز ماند و بهر حیله باز و مکّار و دجّالی گردن نهد — و کدام شقاوت و بدبختی و سوء عیش از این گونه زندگی بدتر خواهد بود — و دین اسلام اوّل رکن او اینست که عقول را بصیقل توحید و تنزیه از زنگ خرافات و کدر اوهام و آلایش وهمیّات پاک سازد و نخستین تعالیم او اینست که انسان را نشاید که انسان دیگر و یا یکی از جمادات علویّه و سفلیّه را خالق و متصرّف و قاهر و معطی و مانع و معزّ و مذلّ و شافی و مهلک بداند و یا که اعتقاد کند که مبدأ

اوّل بلباس بشری برای اصلاح و یا افساد ظهور نموده است و یا خواهد نمود و یا آنکه آن ذات منزّه بجهت بعضی از مصالح در کسوت انسانیت چه بسیار آلام و اسقام را متحمل گردیده است و غیر از اینها از ان خرافاتیکه هریک بانفراده برای کوری عقل کافیست - و غالب ادیان موجوده از این اوهام و خرافات خالی نیست اینک دیانت نصرانیه و دیانت برهما و دیانت زردشت -

دوّم آنکه نفوس آنها باید متصف بوده باشد بنهایت شرافت یعنی هر واحدی از امم خود را بغیر از رتبه نبوّت که رتبه ایست الهیه سزاوار و لایق جمیع پایها و رتبه های افراد انسانیه بداند و در خود نقص و انحطاط و عدم قابلیت تصور نکند - و چون نفوس خلق بدین صفت متصف باشد هریکی با دیگری در میدان واسع فضائل مسابقت نموده در استحصال کمالات در صدد مجارات و مبارات خواهد برآمد و در نیل عزّ و شرف و اقتنای رتب عالیه دینویه کوتاهی نخواهد ورزید - و اگر بعضی از نفوس را چنان اعتقاد شود که آنها خلقةً و فطرةً از دیگران در شرافت کمترند و رتبه ایشان از نفوس سائرین پستر است البته در همت آنها نقص و در حرکت ایشان فتور و در ادراک ایشان ضعف حاصل خواهد شد و از بسیاری از کمالات و رتب عالیه و سعادات دینویه محروم مانده در دائره صغیره سیر و جولان خواهند نمود - و دین اسلام درهای شرافت را بروی نفوس کشوده حق هر نفسی را در هر فضیلت و کمالی اثبات میکند و امتیاز شرافت جنسیت و صنفیت را از میانه برمیدارد و مزیّت افراد انسانیه را فقط بر کمال عقلی و نفسی قرار میدهد - و کم دینی یافت می شود که این مزیت در و بوده باشد

ملاحظه کن که چگونه دین برهما انسان را بر چهار قسم کرده یکی برهمن و دیگری چهتری
وسیمی ویش و چهارمی شودر و اوّل درجهٔ شرافت را فطرةً از برای برهمن قرار داده است
پس از آن از برای چهتری و قسم چهارم را در جمیع مزایای انسانیت از همه پست تر
شمرده است ــ و این یکی از اعظم اسباب شمرده می شود از برای عدم ترقی
متدینین بدین دین در علوم و معارف و صنایع چنانچه شاید و باید و حال آنکه
اقدم امم میباشند ــ و دیانت عیسویه بر حسب انجیل شرافت را از برای
جنس بنی اسرائیل اثبات کرده غیر آن جنس را با سامی حقیره ذکر میکنند ــ
و پیروان آن دین اگرچه ازین حکم سر باز زده امتیاز جنسیت را برداشتند
ولکن صنف قسیسها را آنقدر شرافت دادند که نیز موجب خست سائر نفوس گردید
زیرا آنکه قبول ایمان و غفران ذنوب را در تحت قدرت آنها قرار دادند و گفتند
نفوس دیگران را اگرچه باعلی درجهٔ کمال رسیده باشد آنقدرت نیست که
عرض ذنوب خود را بدرگاه الهی کرده طلب مغفرت نماید بلکه باید این امر بواسطه
قسیسها صورت پذیرد و همچنین گفتند قبول ایمان در نزد خداوند تعالی موقوف
بر قبول قسیس است ــ و این حکم خست بخش نفوس را از انجیل اخذ نمودند
چونکه در آن نوشته شده است (هرچه شما در زمین بگشائید در آسمان ها گشاده
می شود و هرچه شما در زمین ببندید در آسمانها بسته می شود) ــ و تا زمانیکه این
عقیدهٔ خست بخش نفوس در امت نصرانیه بلاد فرنگ متمکن و پایدار بود هیچ گونه
ترقیات از برای آن امت حاصل نشد ــ (لوثر) رئیس پرتستان که این
حکم را بر خلاف انجیل رفع نموده است بمسلمانان اقتدا کرده است ــ

سیّم آنکه باید آحاد هر امّتی از امم عقائد خود را که اوّل نقشهٔ الواح عقول است
ببراهین متقنه و ادلّهٔ محکمه مؤسس سازند و از اتّباع ظنون در عقائد دوری
گزینند و بمجرد تقلید آباء و اجداد خویشتن قانع نشوند — زیرا آنکه اگر انسان بلاحجّت
و دلیل باموری اعتقاد کند و اتّباع ظنون را پیشهٔ خود سازد و بتقلید و پیروی
آباء خورسند شود عقل او لامحاله از حرکات فکریّه باز ایستد و اندک اندک بلادت
و غباوت بر و غلبه نماید تا آنکه خرد او بالمرّه عاطل و از ادراک خیر و شرّ خود عاجز
ماند و شقاوت و بدبختی از هر طرف او را فراگیرد — تعجب منما (گیزو) وزیر فرانسه که
تاریخ (سیویلیزاسیون) یعنی مدنیّت امم فرنجیه را نوشته است میگوید یکی
از اعظم اسباب تمدّن یوروپ این بود که طائفهٔ ظهور کرده گفتند اگرچه
دیانت ما دیانت عیسویّه است ولی ما را میرسد که براهین اصول عقائد خود را
جویا شویم و جماعت قسّیسها اجازت نمیدادند و میگفتند که مبنای دین بر تقلید است
و چون آن طائفه قوّت گرفته افکار ایشان منتشر گردید عقول از حالت بلادت
و غباوت برآمده در حرکت و جولان آمد و در استحصال اسباب مدنیّت کوشیدن گرفت
— دین اسلام آن یگانه دینیست که ذمّ اعتقاد بلا دلیل و اتّباع ظنون را
میکند و سرزنش پیروی از روی کورکورانه مینماید و مطالبهٔ برهان را در امور
بمسند یقین نشان میدهد و در هر جا خطاب بعقل میکند و جمیع سعادات را نتایج
خرد و بینش میشمارد و ضلالت را به بیعقلی و عدم بصیرت نسبت میدهد و از برای
هر یک از اصول عقائد بشیوهٔ که عموم را سودمند افتد اقامهٔ حجّت مینماید بلکه غالب
احکام را با حکم و فوائد آنها ذکر میکند (بقرآن شریف رجوع شود) — و هیچ دینی نیست

که این فضیلت در وی بوده باشد و چنان گمان میکنم که غیر مسلمین نیز بدین مزیت اعتراف خواهند کرد۔ و مخفی نماند که اصل دیانت عیسویه که عبارت از تثلیث بوده باشد جمیع نصاری برین معترفند که بعقل فهمیدن آن ممکن نیست (یعنی باید از عقل درگذشت تا آن را فهمید) و امّا اصول دیانت برهما هرکس را ظاهر است که غالب آنها مخالف عقل صریح است چه اصحاب آن دین برین امر اعتراف کنند و یا نکنند۔

چهارم آنکه باید در هر امتی از امم جماعتی علی الدوام بتعلیم سائرین مشغول بوده باشند و در تحلیه عقول آنها بمعارف حقه کوتاهی نورزند و در تعلیم طُرق سعادت تقصیر ننمایند و گروهے دیگر همیشه در تقویم و تعدیل نفوس بکوشند و اوصاف فاضله را بیان و فوائد آنها را شرح و اخلاق رذیله را توضیح و مساوی مضارّ آنها را تبیین کنند و از امر بمعروف و نهی از منکر غافل نشوند زیرا آنکه بالبداهه جمیع معلومات انسان مکتسب است و اگر او را معلمی نباشد از عقل خود بهره ئے و فائده ئے نخواهد گرفت و چون حیوانات درین عالم زیست خواهد نمود و از سعادت دارین محروم مانده ازین دنیا خواهد رفت پس معلم واجب شد۔ و شهوات و خواهشهای نفس را حدّی و اندازه ئے نیست و اگر معدّل و مقوّمی آن شهوات را نباشد لامحاله مستلزم تعدیات و اجحافات خواهد گردید و صاحب آن خواهشها سلب راحت و امنیت دیگران را خواهد نمود بلکه خود را هم در آتش شهوات خویشتن سوخته در نهایت شقا بدار الشقا خواهد رفت پس آمر بمعروف و ناهی از منکر و معدّل اخلاق لازم شد۔ و دین اسلام اعظم فروض و واجبات آن این دو امر است

(ابقاء ان شریف رجوع شود) و در سائر ادیان آنقدر اهتمامی در این دو امر نشده است
و چون ارکان دیانت اسلامیه بسیار است و بیان فائدهٔ هر یکی در مدنیت و شرح
بودن هر واحدی از آنها سبب سعادت تامه موجب آن می شود که از وضع
کلام خارج شوم لهذا بر خود واجب دانستم که رساله‌ئی بانفرادها در این امر
وضع نمایم و در آن بیان کنم که آن مدینهٔ فاضله که حکما بآرزوی آن جان سپردند
هرگز انسان را دست یاب نخواهد شد مگر بدیانت اسلامیه — اگر کسی بگوید چون دیانت
اسلامیه چنین است پس چرا مسلمانان بدین حالت محزنه می باشند — جواب بگویم
چون مسلمان بودند بودند چنانچه بودند و عالم هم بفضل آنها شهادت میدهد و اما
الآن پس بدین قول شریف اکتفا خواهم کرد ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما
بانفسهم) — اینست مجمل آنچه میخواستم بیان کنم در مضار و مفاسد طریقه نیچریه در مدنیت
و هیئت اجتماعیه و منافع ادیان والسلام —

تمت

راقم جمال الدین حسینی

فرہنگ لغات ردیفِ حرفیہ

باب الالف

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
اَقطار	حصۂ ملک	اَقدمین	پیشینیان۔ اگلی لوگ	اَرضیات	جمع ارض۔ زمین	اِضمحلال	اثر مردہ ہوجانا۔ میت خانہ	
اَزل الآزال	قدیم	اَزلی	قدیم	اَفراد	ایک ایک	اَعضاء	جمع عضو۔ بدن کا جوڑ	
اِجمال	مختصر کرنا	اَتباع	جمع تابع۔ پیرو	اِقامہ	کہڑا کرنا	اِبطال	جھٹلانا	
اِلتہاب	بھڑکنا	اِشتداد	سخنی کرنا	اِلتیام	پُر ہونا	اِنفصال	جُدائی	
اِختصاص	خصوصیت	اُرن اُوتان	بندر۔ میمون	اُفق	باندی	اَزہار	کلیاں	جو آدمی سے بہت مشابہ ہوتا ہے اور اوسکی دم نہیں ہوتی۔
اَثمار	میوے	اِزال	•	اِستحصال	حاصل کرنا	اِکتناہ	کسی چیز کے حقیقت کو پہونچنا	
اِتقان	مضبوط کرنا	اِحکام	مضبوط کرنا	اَمطار	باران۔ پانی	اَصم	بہرا	ایک جہل در بیچ ... ہوتا تار سے [illegible]
اِسماع	سُننا	اَسلاف	گذشتگان	اِعراض	منہ پہیرنا	اَنبقہ	بیہودہ و نفیس ورد خشن	
اَزمنہ	جمع زمانہ	اَمکنہ	جمع مکان	اِنشار	لکہنا۔ پیدا کرنا	اَبعاد	دوری۔ فاصلے	
اِحداث	پیدا کرنا	اَوضاع	چال	اُمم	گروہ ہا	اَجیال	جمع جیل۔ ایک گروہ	سے آدمیوں کا جو ایک ... یعنی ۱۰ برس کے اندر سے
اَبد الآبدین	ہمیشہ	آثار	نشانیاں	اَسامی	نام ہا	اِبان	زمانہ و وقت	
اِعدام	مٹانا	آحاد	ایک ایک	اَدیان	جمع دین	اَساس	بنیاد	
اَوسع	کشادہ تر	اَتم	پورا	اِنفکاک	جدا ہونا	اِستخلاف	بڑائی چاہنا	
اِستکبار	غرور	اَنعام	چارپایہ	آلام	رنج ہا	اَسقام	بیماری ہا	
اُسُود	شیر جمع اسد	اِنحطاط	کمی	اَحمق	بہا حقدار	اَلیق	بڑا لایق	
اَموال	جمع مال	اَصناف	قسم قسم	اِغتیال	دہوکا دیکر مار ڈالنا	اِتیان	آنا۔ لانا	
اِئتلاف	ملنا	اِنفعال	شرمندگی۔ متاثر ہونا	اَجانب	بیگانے	اِقتصار	میانہ روی	

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
ارکان	جمع رکن	ابواب	دروازہ ہا	انزوا	گوشہ نشینی	ادوار	جمع دور زمانہ	
استعانت	مدد چاہنا	اجتماع	نزول یک غول گہروالونکا	اجتماع مدنی	ایک گروہ شہر والونکا	اصول	قاعدے	۱ ایک فرقہ ہے جسکے نزدیک سب درست ہے
ارتکاب	اختیار کرنا	احتراس	بچاؤ کرنا	اختلاس	دہوکا دینا	اباحت	حرام حلال کو ایک جاننا	
اشتراک	شریک کرنا	ازالہ	دور کرنا	اشاعت	ظاہر کرنا	اجتناب	پرہیز کرنا	
اغتصاب	غصب کرنا	استکشاف	کشف کرنا	آراء	جمع رائے	ادانی	کمینہ	
افراد	ایک ایک	اخس	انسان کم حیثیت	اباء	انکار کرنا	ازدگرد	ایک ایرانکا بادشاہ تہا	دہریہ ۲ اور وہ رئیس تحکمکا تہا اباحت و اشتراک کے مسئلہ پر چلتا تہا اور اسکو یونانی میں اپیکورس کہتے ہیں
ابیقور	یونان کا ایک حکیم تہا	ابیقوریہ	پیرو ابیقور کے	ادخار	ذخیرہ جمع کرنا	اتعاب	رنج ہا	
اجنبیہ	غیر	ارتفاع	اوپر جانا	اکلین	کہانیوالے	البرز	ایک پہاڑ کا نام ہے	
اکاسرہ	جمع کسرے	اکناف	اطراف	الموت	ایک موضع ایران میں	الواح	تختہ ہا	بادشاہان ایران کا لقب ہے. وہاں مرکز باطنیہ تہا
اراضی	جمع ارض	اوباش	لچہ بدمعاش	اعادہ	دوہرانا	احیاء	زندہ کرنا	
اختراعیات	نکالی ہوئی چیزیں	اوہام	جمع وہم گمان	اعراض	جمع عرض	اباحیہ	جمع اجتماعی	۵ ایک گروہ کا نام ہے جو یورپ میں طریقہ اباحت و اشتراک پر چلتے ہیں
اشتراکیون	مسلک اجتماعی	اعراب	جمع عرب بادیہ	انقراض	کٹنا	اغبیا	بیوقوف جاہل	۲ اغبیا
اقتضاء	خواہش کرنا	اجحاف	زبردستی	اہواء	خواہش نفسانی	اودیہ	درّے	
انصاف	منصف ہونا	اعوان	جمع معین مددگار	ادوات	آلات	احقاق	حق کرنا	
الزام	لازم ہونا	افزار	آلات	ارومہ	جڑ اصل	اعلام	نشان ہا	
افعی	سانپ	اسرار	جمع سر بھید	اوضح	ظاہر ترین	اکوان	جمع کون ہستی	
افساد	فساد کرنا	انفراد	علیحدہ علیحدہ	اختفاء	چہپنا	ادلہ	جمع دلیل	
اعتراف	اقرار کرنا	باب بائے فارسی						
بسط	کشادگی	بسیط	کشادہ	بنزہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
بسائط	جمع بسیط	بواعث	جمع باعث	برزخ	دو چیزون کے درمیانی فاصلہ کو کہتے ہیں	بقعہ	زمین	اور اصطلاح مین ایک عالم کا نام ہے ۱
بحیرہ	جھیل	باطنیہ	گروہ نیچریان	بادیہ	جنگل	بلاد	جمع بلدہ شہر	وہ مسلمان جو آپکو اصحاب باطن جانتے ہین ست اندہ
باردہ	سرد	پارلمان	مجلس نواب انگلستان کو کہتے ہین	بیضہ	سفیدی	بہار	دوری تسلسل	
ہدایت	ظاہر کرنا	برزور	ظاہر	بیت الاحزان	غم کا گھر	بہائم	چارپایہ	
بطاء	دیری	بشعہ	بد برا	بلایا	جمع بلا	بغیہ	خواہش	
بلادت	بیوقوفی	بسطت	کشادگی	بسالت	دلیری	بابی	گروہ نیچریان اباحی مذہب	ایک گروہ کہ آخر زمانہ ایران مین ظاہر ہوئی اور ہزارونکا خون کیا اور انکی سردار کا نام سید علی محمد تھا اور نائب اسکا اب سلطان شام مین عکہ کے قلعہ مین قید ہے اور نام اسکا مرزا حسین علی اور لقب اسکا بہاء ہے
باکیہ	[illegible]	بلید	کودن بیوقوف	بیاجو	پہلوانیہ	پہلوانیہ	چھوٹی تقلید کرنا	
بوادی	جمع بادیہ جنگل	براہین	جمع برہان دلیل	بصیرت	بینائی عقل			
			باب التاء					
تالف	محبت ملجانا	ترکیب	ملنا	تکوّن	ہونا	ترجیح	راجح ہونا	
تام	پورا	تتالی	پے درپے ہونا	تبدل	بدلنا	تغذیہ	کھانا	
تمسک	لینا	تجاذب	کھینچنا	تحلیل کیمیا	کسی شے کے تا عنصر سے حل کرنا	تغافل	عمداً غافل بننا	
تسابق	سبقت لیجانا	تسلیہ	دلجمعی	تماسک	پکڑنا	تفہم	سمجھانا	
تشکیل	صورت بنانا	تعقل	دریافت کرنا	تیاتر ۵	ناٹک کا تماشہ	تبیین	بیان کرنا	۵ یہہ لفظ فرانسیسی ہے
تنویر	روشن کرنا	تعدیل	برابر کرنا	تناسب	اعضا کا تناسب ہونا	ترقیات	جمع ترقی	
تنفر	نفرت کرنا	تہذیب	آراستگی	تزئین	زینت کرنا	تزویر	مکر کرنا	
تعدیم	برابر کرنا	[illegible]	گستہ کا تشیل	تہاون	سستی	تقبیح	برائی کرنا	
تشنیع	ملامت کرنا	تاثیر	مشتاق ہونا	تلبس	مشتبہ کرنا	توبیخ	سرزنش کرنا	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تعیش	عیش کرنا	تجملات	زینت کرنا	

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
تدلیس	مکاری	تعلیمات بالغہ	بڑی تعلیم	تزویق	مکاری	
تزعزع	حرکت دینا	تشکیک	شک میں ڈالنا	تطاول	دست درازی ظلم	
تقلید	پیروی	تکالیف	جمع تکلیف رنج	تمکّن	بیٹھنا	یونان میں تہا — بجغرل
تمتع	برخوردارے	تیقظ	بیدارے ہشیاری	تلبیس	لباس پہنانا بہکانا	
تأسیس	بنیاد قایم کرنا	تاویل	معنی بیان کرنا	تنزیہ جعلی	جہل سے پاک کرنا	ے اختراع کرنا
تفرق کلمہ	کلمہ کا جدا ہونا	تمدّن	شہری ہونا	تخطیہ	کسی کے نسبت خطا دینا۔	
تکوّل	پہاڑ سے ہٹکرا	تحذر	ڈرانا	تطیرات	فال بد مارنا	
توحید	ایک جاننا	تثلیث	تین جاننا	تحلیہ	مزین کرنا آرائش۔	

باب الثاء

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
ثمرات	پھل	ثلثہ	تین	ثروت	خداداد دولت	

باب الجیم

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
جلوہ	ظاہر کرنا	جرثومہ	جڑ ڈوں	جوہر	جو مقابل عرض ہو	ے قایم بالذات ہو
جور	ظلم	جیل	جو گروہ ایک قرن میں ہو	جہول	نادان	ے یعنی صد سال
جلپلہ	عمدہ	جہرا جہارا	ظاہر	جنائیہ	فوجداری	
جسد	بدن	جلب	کھینچنا	جبلیات	بناوٹ	
[illegible]یت	قصد کرنا	جنون	دیوانگی	جبال	پہاڑ	
[illegible]یہ ریزہ	حقیر جزیہ	جبرا	ظلم سے	جمادات	پتھر وغیرہ	

باب الحاء

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
[illegible]	جمع حاسہ حواس خمسہ	عالیہ	منسوب کمال	حسنہ	نیک	

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
حرارت	گرمی	حیّ	زندہ ہونا	حارّہ	گرم	حظ	خوشی	
حقایق	حالات	حامی	مددگار	حقّہ	راست راست	حدود	جمع حد	
حیثیات	جمع حیثیت	حث	اٹھانا آمادہ کرنا	حکومت جمہوریہ	.	حراست	نگاہبانی مملکت	اوس حکومت کو کہتے ہیں جس میں رعایا بادشاہ بنا دیتی ہے
حفریہ	مراقعہ اپیل	حکومت شخصیہ		حرف	پیشہ ہا	خطوط فطرتہ	خوش طبعی	وہ حکومت ہے جس میں حاکم کی حکومت مطابق کیسٹی کے ہو
حکومت مطلقہ		حبالہ نکاح	مہر مہدی	حرت	نگاہبانی	حد اعتدال	متوسط	وہ حکومت ہے جس میں حاکم کو خود اختیار ہو
حذر	پرہیز	حایل	پردہ زنگار	حرکات فکریہ	عقل کی حرکت	عمل سیل بر سیل	ایک سیل کو دوسرے سیل پر لے جانا	
حقیرہ	ہلکی	حکم	جمع حکمت					
				باب الخاء				
خمسہ	پانچ	خواص	خاصہ	خلقتہ	خلقت	خنزیر	سور	
خط استوا	+	خرعبلات	بی اصل چیزیں	خون	بڑا چور	خصایل	جمع خصلت	
خلل	برائی	خسیسہ	کمینہ	خست	بخل	خارجیہ	بیرونی	
خدعتہ	مکر	خلّہ	دوستی	خصومات	دشمنی	خاطفہ	چوری	
خوض	فکر	خبائث	برائیاں	خلع	علیحدہ کرنا	خفیہ	پوشیدہ	
				باب الدال				
دہور	جمع دہر	ڈارون	ایک حکیم حکمای طبیعیین کا نام ہے جسنے انسان کی اصل بندر سی بتائی ہے					

دواعی	بواعث	دافع	دور کرنے والا	دنیہ	پستی	دنس	بدتر
دنایا	جمع دنیئہ	دنائت	پستی ہمت	دہیر	بدترین [illegible]	داعی	باعث
دول	جمع دولت	دعوت	بلانا	دسیسہ	حیلہ کرنا	دمار	ہلاکی
دولاب	چرخہ	دقایق	باریکیاں	دہب	ناحق دانستہ		

تصور کہ عبارت سے جدا ہو

مینا

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
دماء	جمع دم خون	ذی النفس	لیت نفس	دعات	دعوت کنندہ	دجال	بڑا اسکا جھوٹا	
				باب الذال				
ذابع	ظاہر	ذاہب	چلنے والا	ذمبقراطیس	ایک یونانکا حکیم تہا	ذاہل	غفلت کرنیوالا	
ذاب	بہترے	ذل	حقارت	ذیعہ	بڑائی	ذنوب	گناہ	
				باب الراء				
رابع	چہارم	رز	بہیڑا	رجماً بالغیب	نادانستہ کہنا	رافع	بلند	
رموز	اشارہ وکنایہ	رکن	کہنبا ستون	رکین	ثابت	روابط	جمع رابطہ	
ریب	مکر شک	رادع	منع کرنیوالا	رذائل	جمع رذیلہ بساسے	رفاہیت	خوشحالی آسودگی	
رذیلہ	بڑا کمینہ	رفع	بلند کرنا	رعایا	جمع رعیت	رزایا	مصیبتہا	
ربیع	بہار	رمز	اشارہ	رحلت	کوچ	رومانین	نام قوم یعنے لاطین	
رستو	ایک حکیم تہا فرانسکے مذہب	رتب جلیلہ	عمدہ رتبہ	.	.	.	.	
				باب الزاء				
زنوج	ایک گروہ زنگیوں کا	زاجر	منع کرنیوالا	زاویہ	گوشہ	زوایا	جمع زاویہ	
زعم	گمان	زبانیہ	موکلان دوزخ	زعیم	رئیس و وکیل	زخرف	بدباطن	
				باب السین				
سرو	عنصر	سفلیہ	پالینے والا	سخافت	عقل کی برائے	سموات	آسمانے	
سفلیات	سفلے	سبزہ	[illegible]	سنین	سالہا	سمن	موٹاپی	۱ ایک ملک ہے سرحد روس
سمات	علامہ سنیں	ساپتی	ہانکنے والا	سلوک	چلنا	سجایا	جمع سجیہ خصلتیں	یمن جزیرہ نما ت
سگن	ایک حکیم تہا یونانے	سجیہ	خصلت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	قوت علمیہ	۲ اوسکی ایک تشریح [illegible]

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
سہولت	آسانی	سلاسل	زنجیریں	سوء جبیں	ایک دیوار درمیان دو جہاں کے	سعت	فراخی	
سلخ	چمڑا چھیلنا	سخرہ	مسخراپنا	سورت	گرمی	سنگ دانہ	خون گرنا	
سحق	ملنا پیسنا	سافل	پائیں	سعی بلیغ	کوشش عمدہ	سوء ہضم	بد ہضمی	
			باب الشین					
شرذمہ	طائفہ قلیلہ	شاعر	دانا	شاہین	نام پرندہ شکاری	شرب	قبیلہ ہا	
شقاق	اختلاف کلمہ	شیوع	ظاہر کرنا	شنیعہ	برائی	شیمہ	خصلت	
شرارت	بدخلقی	شناقہ	دشوار	شرور	فسادہا	شائبہ	لگاؤ میل	
شامت	شومی	شارب	پینے والا	شرہ	حرص	شست	کنڈی کا کانٹا	
شافی	صحت بخشنے والا							
			باب الصاد					
صغار	چھوٹے	صلبہ	سختت	صور	جمع صورت	صنف	قسم	
صوریہ	ظاہریہ	صعود	بلند	صدد	سراغ پتہ	صنایع	جمع صنعت	
صدقہ	راست	صراط	راہ	صوامع	عبادتگاہ	صیانت	بچنا	
صعالیک	برترین قوم مفلس	صیقل	صاف کرنا	صنفیت	منسوب بہ قسم	.	.	
			باب الضاد					
ضرورات	ضروری	ضلال	گمراہیاں	ضاریہ	درندہ تعلیم یافتہ	ضرائب	ٹیکس	
ضعف	ناتوانی	ضواحی	نواحی	ضلالت	گمراہی			
			باب الطاء					
طبع	طبیعت	طبیعین	.	طبعی	منسوب بہ طبیعت	طایفہ	گروہ	دہریہ جو بجز خدا کا اعتقاد نہیں رکھتے
طعم	ذائقہ	طرق	جادہ	طاعون	نام مرض مہلک	طمع	حرص	

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
طمن	پسینا	طلب انصاف	تعریف چاہنا	طبقات	جمع طبقہ	طبقہ بعد طبقہ	ایک کے بعد دوسرا طبقہ	
طیور	پرندہا							
باب الظاء								
ظاہرہ	ظاہر	ظلوم	ظلم کرنیوالا	ظنون	اوہام [illegible]			
باب العین								
علت	بیماری سبب	علویہ	ضد سفلیہ	عناصر	جمع عنصر	عروج	بلندی	
عصفور	پرند خورد گوریا	عقاب	گدھ	عقوہ	[illegible]	علو	بلندی	
عبودیت	بندگی	عاطل	بیکار	عالیہ	اونچا	عماد	ستون کھنبا	
عہود	جمع عہد	عود	اولٹہنا پلٹہنا	عقبات	گھاٹی	عواقب	انجام	
عموم	عام ہونا	عساکر	لشکرہا	عجب	غرور	علت غائیہ	اخر کا سبب	
عالم قدس	عالم پاک	عنکبوت	مکڑی	عبث	بیفائدہ	عظمی	بڑا	
عظام	ہڈی	عبرہ	طائفہ قبیلہ	عالیہ	بلند	عدمیین	ایک گروہ ہین جو کہتے ہین کہ سب	اشیا را نتائج نہین ہین
عبید	بندہا							
باب الغین								
غافل	نادان	غیر متناہیہ	بے نہایت	غنی	ثروت	غرائبیہ	غرائبینے	
غدر	ظلم بیوفائی	غالب	زبردست	غاصبین	غصب کرنیوالا	غل	طوق آہنی جو گردن مین پڑتا ہے	
غصب حقوق	چھیننا	غیر معتدلہ	غیر برابر	غل	میل ملاوٹ	غش	میل ملاوٹ	
غفران	امرزش	غبارت	ہیر فورے					
باب الفاء								
فائدہ شمشیر	[illegible]	[illegible]	منازع الاعضا	فضیلت	بزرگی	فنا	[illegible] مٹنا	
فتائل	.	فضائل	جمع فضیلت	فوقیت	اوپر کی چیز	فتور	سستی	اضیعہ مبالغہ کا کمزور ہونیوالا

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	
فتاکین	دھوکے سے کسیکو ضرب لگانا	فصل و دعاوی	دعوے کو جدا کرنا	فرض محال	مشکل کو ماننا	فطرت	طبیعت دانائی	ایک مورخ تھا فرانس کا جسنے تاریخ مشرق لکھی
فرانسس سیرلان	•	فاضلہ	بزرگیہا	فضول	زواید	فیوضات	فیض ہا	
فضلات	زاید ہا	فقدان	ناپید۔ مٹنا	فروض	جمع فرض			

باب القاف

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	
قرن	سو برس کے مدت کو کہتے ہیں	قطعہ	ایک قطعہ	قواسر	ایک جبر قہر کرکے روکنا	قرون	جمع قرن	
قوقاس	جنس چپسا	قوام	پایداری	قطع	کاٹنا	قرأ	ٹھہرا	
قوی	جمع قوہ	قلع	کاٹنا	قمع	کاٹنا مرادف قلع۔	قتالین	قتل کرنیوالے	
قطاع الطریق	ٹھگ	قناطر	پل ہا	قضات	جمع قاضی	قتل	مار ڈالنا	
قصر	محل	قوی	مضبوط	قبیح	بد	قدم تدلیس	قدم حیلہ	
قرۃ حافظہ	یعنی عمدہ حافظہ و یادہی	قلیل العدد	کم شمار	قیود	جمع قید	قرب، جوار	ہمسایگی	
قباد	نوشیروان کے باپ کا نام ہے	قوانین	قاعدے	قرآن	ہمسر و ہمچشم	قیاصرہ	جمع قیصر لقب بادشاہان روم	اور اوسنے طریقہ مزدک مجوسی کو قبول کیا اور اباحت و اشتراک کو رواج دیا
قایم حق	مہدی منتظر کو کہتے ہیں	قریہ	گانون	قذر	پلید۔ ناپاک	قبایل	جمع قبیلہ گروہ	
قلابہ	کاٹنا، کٹنا	قیس	پادری	قانع	قناعت کرنیوالا	•	•	

باب الکاف

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	
کواکب	جمع کوکب ستارہ ہا	کگبی	منسوب بہ سنگ	کرور	گذشتن	کستہاں	نام کبری	
کید	جکار	کٹ پتلی	ایک تماشہ کا نام ہے	کاشف	کھولنے والا	کذب	دروغ جھوٹ	
کاسرہ	توڑنے والا	کلاب	جمع کلب کتی	کمون	پوشیدگی	کہج	باز رہنا	
کشف	ظاہر کرنا	کہنیت	سبکا سب	کنایہ	اشارہ	کافی	پورا	
کلفت	رنج	کلبیٹن	منسوب کرنے سے	کاسبہ	کھوٹا	گردکوہ	ایک مقام ایران کا ہے	اور وہاں ایک قلعہ تھا

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
کلید نا قند	باری ہونیوالا کلید	کیسہ	تھیلا	کف	روکنا	کید	مکر	
کبیر	بڑا	کدورت	رنج	کثیف	میلا	کدر اوہام	وہم کا میل	
کسوت	لباس	گیرو	وزیر فرسیا کا تھا					اوسنے ایک کتاب تمدن و ترقیات کی یورپ مین تصنیف کی ہے۔
			باب اللام					
لازمہ	ملی رہنے والے	لکنت	ہکلانا	لوازم	جمع لازم	لزوم	ہمیشہ ہونا	
لذائذ طبعیہ	لذتہائے طبعیت	لوم	نالایقی	لہیب	روشنی چراغ	لین ملمس	نرم	
لوح عقول	عقل کی تختی	لباس بدن	آدمی کا لباس	لیتر	مذہب پرٹسٹان کا موجد ہے	.	.	
			باب المیم					
مضار	جمع مضر نقصان کرنیوالا	مفاسد	برائیان	مدنیت	شہریت	ملت	مذہب	
میلاد مسیح	حضرت عیسی کے پیدایش کا زمانہ	مکونات	موجودات	مدہ	زمان	مادہ	مراد از جسم	
مادیہ	.	مجرد	بلا مادہ	منزہ	پاک	ماہیت	حقیقت	اوس چیز کو کہتے ہین کہ جو مادہ پر عارض ہو جیسا رنگ وغیرہ۔
مادئین	دہریین	متنوعہ	قسم قسم	مواد	جمع مادہ	موالید جمع مولود	نباتات و حیوانات	
محکم	مضبوط	متقنہ	مضبوط	مؤلف	مرکب	متحرک	حرکت کرنیوالا	
مدمج	پوشیدہ پنہان	مخفی	پوشیدہ	مقادیر	جمع مقدار-وزن	متناہی	انتہا قبول کرنیوالا	
منزلہ	مرتبہ	مشابہ	ہم مثل	مرور	گذرنا	متکون	پیدا ہونیوالا	
معشر	جماعت	محترق	سوختہ	ملاسی	جدا ہونیوالا	مقتضی	خواہش اثر	
منحول	حوالہ کرنیوالا	متتابعہ	بے درپے لگاتار	ماکل	کہانا	منطقہ	دایرہ	
متعسر	سخت-دشوار	متباینہ	جدا جدا	مماثلہ	ہم قسم	میاہ	آبہا-پانی	.
مواظبت	ہمیشگی	تخلل	خلل	منفصل	جدا جدا	منتشرہ	جدا جدا	

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
منقار	چونچ	مخلاب	چونچ	مسمہ	گھونسلا	مخ	مغز گد	
مجنح	مغز کا اخیر حصہ	مکرسکوپ	خوردہ بین	مرتسم	نقش ہوجانا	مبادی	شروع	
متالہین	خداپرست	مزایا	افزونی	متلبس	ہم لباس	منطبق	برابر ہونا	
ممیتہ	مارڈالنیوالا	ملل	جمع ملت یعنی مذہب	مسالمت	صلح رکھنیوالا	موادعت	صلح رکھنیوالا	
مستحیل	محال	مدیہ یا صلہ	جو اسکے بدلے کرے	مجارات	ہمسری کرنا	مہارات	ہمسری کرنا	
مانگ	جسیس ترتیبا قوم ہندہے	مشاعر	شعورہا	منصہ	چوکی	مجادلہ	باہم رائی کرنا	
مدار	جای دور	مسکنت	محتاجی	مکارم اخلاق	اخلاق نیک	مدخر	ذخیرہ	
معاشات	معاش	منسلب	سلب کیا ہوا	مرارت	تلخی۔ کڑواہٹ	مقوم	منضبط کرنیوالا	
معالی	بلندی	ملاذ	لذتین	مشتہیات	خواہش کی چیزین	مشاع	حق مشاع شراکت	
محط	بزرگی	معارضین	روکنیوالا	مرتدع	رکے رہنیوالا	مزدک	ایک شخص ہے جسنے ایران مین مذہب حصہ نیپرپن رواج دیا اور اشتراک جاری کیا وہ الزامی ہی جسکو سطرس راہب نے برپا کیا۔	
مقناطیس	آہن ربا	ملیون	دہ لک	متین	مضبوط	مدموازل	دختر۔ لڑکی	
مخضب	مہندی لگانا	محاربہ تسلیب	۔	موثوق بہ	جسکے اوپر اعتماد ہو	مدن	شہرہا	
محامل	جای حمل	محاکم	محکمہ ہا	مدرسین	حیلہ ساز	متقرر	ثابت	
معارج مراقی	سیڑھیان							

باب النون

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
نذالت	کمینہ پن	نہب	لوٹنا	نسیج	بُنتا	نحل	زنبور شہد	
نخلہ بیضا	مورخہ سفید	نیل	مقصود	۔ ۔				

باب الواو

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
ورار	سیوای	دہن	ضعف سستی	وجع	درد	ودیعہ	امانت	
وقاحت	بے شرمی	وحشور	پیغمبر	ولتیسر	۔	۔	۔	۲ پیغمبر [illegible] آخر الزمان اور [illegible] نرانساوکی تصنیف بہت ہین۔

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی	کیفیت
				باب الهاء				
بیت اجتماع	انتظام	ہم جبرا	ویسی ہی	وہکذا الی غیر النہایت	اسطح بڑھ	ہم	گرایا	
ہتک اعراض	بیحرمتی کرنا	ہبوب ریاح	ہوا چلنا	.	.	.	.	
				باب الیا				
یام یام	ایک قوم ہین سودانیون سے اور یہہ قدمین پست ہوتے ہین اور بصورت مثل بندر کے							
				تمت				

کتابت [illegible] محمد [illegible]

تحریر سنه ١٢٩١ تاریخ بست و ششم شهر [illegible]

اخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقاء، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں [illegible] رکھ سکتے ہیں۔

۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات [illegible] دس کتابیں [illegible] رکھ سکتے ہیں۔

۳- طلبائے [illegible] دو کتابیں، اور ایم اے، ال ال بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ تین کتابیں [illegible] رکھ سکیں گے۔

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہونے پر [illegible] جرمانہ لیا جائے گا۔

۶- ہر شخص [illegible] کتابیں [illegible] کتاب کا لانا لازم ہے۔

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان بنانا [illegible] سے [illegible]

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط